۷۸۶

پھر مکہ کے نزدیک آ کر گورونانک جی نے حاجیوں کا لباس پہن لیا

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۶۷ اردو

جبیو انت پیری گورونانک جی آئے مکہ کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھی تب حاجیوں نے پوچھا

اے حاجی درویش

حاجی گورونانک جی

— منجانب —

فقرا مبلغین اسلام دیندار انجمن پاکستان

۸/۲۷ بی ایریا لیاقت آباد کراچی ۱۹

Amjad Zafar Ali was born in August 1986 at Kasur. He is the author of four books. Mr. Amjad Zafar Ali is an ex-member of the Youth Parliament of Pakistan, and represented Pakistan at the Asia Europe Youth Forum in Singapore. He earned the degree of Master of Arts in History from the University of the Punjab, Lahore. He also obtained the degrees of ACCA (partly qualified), CAT, a postgraduate degree in financial risk management, and certification in full stack web development.

Books & Research Articles: The information about his published and upcoming books is as follows:

1 Morning Tea That Never Reached Kasur (2012)
2 My Last 15 days & Memories with Father (2018)
3 Historical Archives of Kasur (2023)
4 Kasur Tareekh k Ayne Me (Urdu-2023)
5 Singing Buddha (Nusrat Fateh Ali Khan) Upcoming
6 A Prologue to Jallianwala Bagh Massacre (Kasur Disturbance) Upcoming
7 The Bloody Partition of Punjab in 1947
8 Bulleh Shah (New Ad N Face Magazine New Delhi
9 Raja Toddar Mall (New ad N Face Magazine New Delhi)

He can be reached at the following:

Email: amjadzafarali@hotmail.com
Cell: +923216583007 (What's App)

۷۸۶

پھر مکہ کے نزدیک آ کر گورو نانک جی نے حاجیوں کا لباس پہن لیا

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۶۷ اردو

جب یہ ایت پڑی گورو نانک جی آئے مکہ کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھی تب حاجیوں نے پوچھا

اے حاجی درویش

حاجی گورو نانک جی

— منجانب —

فقراء مبلغین اسلام دیندار انجمن پاکستان

۲۷ ش بی ایریا لیاقت آباد کراچی ۱۹
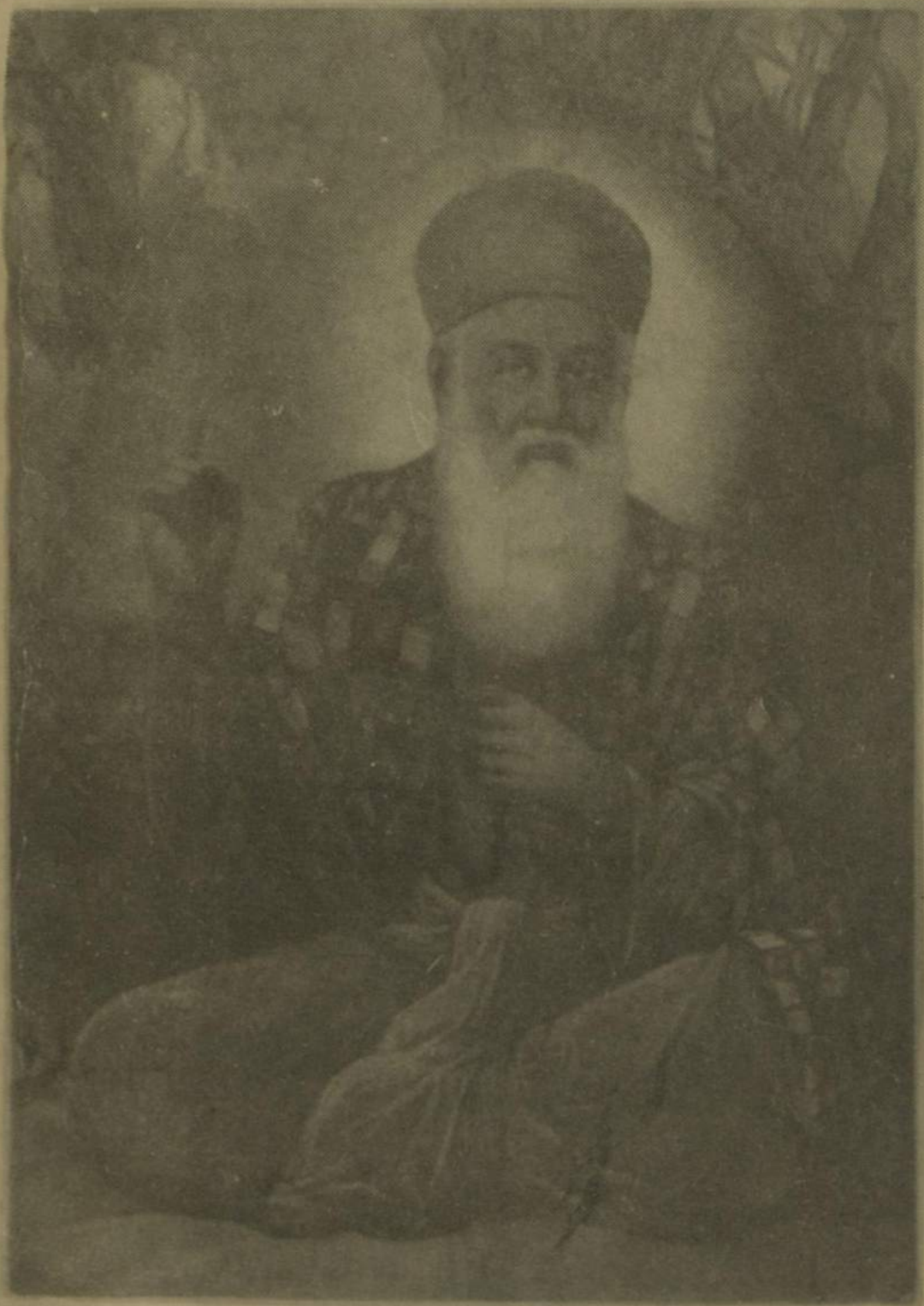
گورو نانک جی کی یہ تصویر حکومت پاکستان کے محکمہ غیر مسلم اوقاف
نے پاکستان کے مشہور و معروف مصور استاد اللہ بخش صاحب سے ۱۹۶۹ء
میں تیار کروائی تھی اور مشرقی پنجاب کے سکھ اخباروں نے بھی
بخوشی اس کی اشاعت کی تھی

پیش لفظ

پاکستان کے پڑوسی ملک میں سکھوں کی ایک کثیر آبادی ہے جس کے بانی باوانانک جی ہیں سکھ فرقہ کے بانی انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے ان کی خدا پرستی کا یہ عالم ہے کہ آج پانچ سو سال کے اندر ہزاروں تو کیا بلکہ لاکھوں انسان آپ کے پرستار ہیں۔ بڑے راستباز بزرگ تھے ان کی زندگی میں مسلمانوں سے بہت گہرے تعلقات تھے آپ ہندو مذہب کو چھوڑ کر مسلمان صوفیاء کرام سے خصوصاً مولوی قطب الدین اور سید میر حسن مولوی رکن الدین ملاجیون۔ دولت خاں لودھی۔ پیر جلال میاں مٹھا۔ پیر عبدالرحمان بابا بڈھن شاہ شیخ ابراہیم شیخ فرید ثانی ان مسلم رہنماؤں سے بڑے گہرے تعلقات تھے۔ بعد اس کے چار گوروں کے تعلقات بہت اچھے رہے، چنانچہ امرت سر کے گردوارہ کی بنیاد رکھنے والے حضرت میاں میر صاحب ہیں گورامرداس جی کو اکبر بادشاہ نے بارہ گاؤں جاگیر دی رائے بلار نے نانک جی کو ننکانہ صاحب میں سات سو مربع زمین دی۔ جہانگیر نے گورو ارجن جی کو کرتاریوں کی زمین ۱۵۹۸ میں معافی پٹہ پر دی۔ جہانگیر نے شہزادگی کے زمانے میں گوئندوال کے نام گیارہ سو روپیہ کی جاگیر دی جہانگیر گورو ہرگوبند جی کو پانچ سو روپیہ پر پنجاب کا حاکم بنایا تھا۔ جہانگیر نے گورو ارجن جی کی خدمت میں پانچ ہزاری خلعت دی۔ عالمگیر نے گورو ہررائے جی کو ڈیرہ دون میں جاگیر دی گورو گوبند سنگھ کو ماچھی واڑہ کی جنگ میں غنی خاں و نبی خاں نے اپنے مکان میں چھپا رکھا تھا استاد قاضی میر محمد خاں نے گورو گوبند سنگھ کو غنی خاں کی معرفت نیلگوں لباس پہنا کر مالوہ کی طرف روانہ کیا۔ رائے بلار نے ننکانہ صاحب میں دو تالاب بنوایا گوردوارہ پنجہ صاحب کا حوض اور بارہ دری شمس الدین نے بنوایا۔ ننکانہ صاحب میں چاروں گردواروں کو ۶۰۲ مربع

گز زمین رائے بلار نے عطا کی ہے۔

مسلم ممالک کے مسلمان گورونانک جی کو ایک موحد مسلمان مان کر گوروجی کی کئی یادگاریں تعمیر کروائی ہیں۔

بغداد میں پاکستانی تاجر شریف حسین نے ایک یادگار تعمیر کی۔ افغانستان میں گوروجی کی یادگار زیارت شاہ ولی بنوائی۔ قندھار میں ایک چبوترا بنوایا۔ جلال آباد افغانستان میں ایک یادگار چشمہ بنوایا۔ جنوبی ہند ضلع بیدر میں نانک جھیرا قائم کیا۔ ملتان میں حضرت سبزواری کے احاطے میں یادگار قائم کی۔ سرسہ میں مولوی عبدالشکور صاحب کے احاطے میں یادگار قائم کی۔ بالاکوٹ پاکستان میں ایک یادگار قائم کی۔ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں یادگار محمد شاہ غازی نے تعمیر کروائی۔ گوردوارہ پنجہ صاحب میں حوض اور بارہ دری شمس الدین تعمیر کروائی قلات پاکستان میں خان قلات نے جاگیر دی۔

چاروں گوروں تک مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات خوشگوار تھے۔ البتہ کچھ واقعات ایسے بھی ملتے ہیں کہ جو باہم تعلقات کی خرابی کا موجب ہوئے۔ ہندوستانی سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کرنے والے گوروتیغ بہادر کے زمانہ کے براہمن اور غیر ملکی انگریز تھے براہمنوں نے گوروتیغ بہادر کی سکھ تبلیغ سے بچنے کے لئے اکبر بادشاہ کے پاس یہ درخواست کی تھی۔

بھائی سنتوکھ جی کے بقول

تم مریادہ رکھن ہارے۔ بگرت کو جگ ریت سدھارے۔ گوئندوال امر گور ہوا۔ بھید ورن چاروں کا کھوا۔ رام گائتری منتر نہ جپیو۔

اکبر بادشاہ سے درخواست کی تھی کہ گوروتیغ بہادر ہمارے دین کے خلاف کھڑا ہے۔ دنیا کے حالات کو بگاڑ دیا ہے۔ گوئندوال میں گورو ہوا ہے چاروں مذہبوں کو اجاڑ دیا ہے۔ گائتری منتر جپنے نہیں دیا جاتا۔

پروفیسر کرتار سنگھ ایم اے کا بیان ہے کہ

گوروتیغ بہادر کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں نے گورو صاحب کو اپنے راستہ سے ہٹانے کا ایک ڈھنگ سوچا۔ انھوں نے پنڈتوں کو مشورہ دیا کہ وہ گوروتیغ بہادر کے دروازہ پر جاکر

چیلنج پکار کریں۔

براہمنوں کی یہ دورخی چال تھی کیونکہ براہمن گورو کو اپنا پیشوا تسلیم نہیں کرتے تھے چال یہ تھی کہ اگر اورنگ زیب نے گورو صاحب کو مسلمان بنالیا تو براہمنوں کے دیس کا دشمن ختم ہو جائے گا۔ دوسرے دوست نما دشمن انگریز تھے جو ایشیائی باشندوں میں دشمنی نفرت عداوت باقی رکھنے کے لئے ایسی تاریخ بنائی کہ جس کے نتیجہ میں سکھ اور مسلمانوں میں ۱۹۴۷ء کے حالات پیدا ہوئے دس لاکھ انسان مرے ڈیڑھ کروڑ پنجابی سڑکوں پر بھٹکتے پھرتے رہے سکھوں کے پوتر گوردوارے چھن گئے۔

گورونانک جنم استھان جو سکھوں کا مکہ تھا سکھوں سے چھن گیا مسلمانوں کا نقصان کہیں اس سے زیادہ ہوا۔ انگریز جان بوجھ کر ایسی تاریخ لکھے جس کی شہادت جتھیدار بھائی پرتاب سنگھ جی گیانی فرماتے ہیں کہ

> انگریز مصنفین کی یہ سیاسی چال رہی ہے کہ وہ ہندوستانی بادشاہوں، راجاؤں اور نوابوں کو گھناؤنی شکل میں پیش کریں تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں اور انگریزوں کی حکومت کو اچھا خیال کریں۔

پنڈت جولا سنگھ جی کا یہ بیان ہے،

> ایسٹ انڈیا کمپنی اور سب سیڈری سنگھ سرداروں سے سیاسی ضروریات کے پیش نظر سکھ تاریخ مرتب کروائی جو سکھوں میں رائج ہوگئی اور بے پڑھے لکھے سکھوں نے اس تاریخ کو مستند مذہبی تاریخ خیال کر لیا۔

سکھوں میں ایسے بھی دانشمند آج بھی موجود ہیں جنہوں نے وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سردار دلیپ سنگھ نے کہا ہے۔

> میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہم میں فرقہ دارانہ جذبات ابھارنے میں بہت حد تک انگریز ذمہ دار ہے۔ آج ضرورت باہمی عداوت اور بغض کو دور کرنے کی ہے انہیں مزید پیچیدہ بنانے کی نہیں ۔

وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ سردار گوربخش سنگھ جی نے لکھا ہے کہ

حال ہی میں ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے "جیون چرتر گورو نانک دیو جی" کے نام پر ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جسے گوردوارہ بورڈ سیس گنج دہلی نے شائع کیا ہے۔ اس میں آپ نے گورو نانک جی کے عربی کلام کے عکس دیئے ہیں۔ اور یہ عکس انہوں نے بغداد ہی سے منگوائے ہیں۔ گورو جی کا عربی زبان سے واقف ہونا سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے۔ گورو جی سکھ ودوانوں کے بقول دس سال تک اسلامی ممالک میں رہے ہیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"گورو نانک جی کی چوتھی اداسی ۱۵۱۷ سے ۱۵۲۷ تک مغرب کی طرف اسلامی ملکوں میں تھی۔ اس مرتبہ بھائی مردانہ گورو جی کے ساتھ تھا۔"[1]

کچھ بعید نہیں کہ گورو جی نے ایک لمبا عرصہ اسلامی ممالک میں گذارنے اور عربوں اور عراقیوں وغیرہ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے عربی زبان میں مزید اتنی مہارت حاصل کر لی ہو کہ عربی میں نظمیں بھی کہہ سکیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے گورو جی کی بعض عربی نظموں کا عکس ان کے اس ارشاد کے ساتھ درج کیا ہے:-

"حِيْنَمَا دَخَلْتُ مَرْقَدَ الشَّيْخِ بَهْلُوْلَ دَانَا عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ الْعَبَّاسِي وَاَقَمْتُ فِي التَّكْيَةِ الْعَبَّاسِيَةِ الْوَاقِعَةِ فِي مَحَلَّةِ الْخَيْزُرَانَ بَعْدَ اِيَابِي مِنْ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ وَذَالِكَ فِي شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ ۹۱۷ھ هِجْرِيَةً وَاَقَمْتُ بِهَا اِلٰى رَجَبِ الْمُبَارَكِ ثُمَّ سَافَرْتُ مِنْهَا وَمَعِيَ الصِّدِّيْقُ الْحَمِيْمُ رُكْنُ دِيْنُ اِلٰى جِهَةِ هِنْدُسْتَانَ۔" تَمَّتْ

یعنی۔ یہ اشعار میں نے اس وقت کہے جبکہ میں شیخ بہلول دانا علیہ الرحمت العباسی کے مزار پر آیا۔ اور تکیہ عباسیہ میں جو محلہ خیزران میں واقع ہے۔ وہاں میں نے اپنی مکہ مکرمہ سے واپسی پر قیام کیا۔ اور میری یہ واپسی ربیع الاوّل ۹۱۷ھ ہجری میں ہوئی تھی۔ اور یہاں رجب المبارک تک مقیم رہا۔ پھر میں نے اپنے دلی دوست رکن دین کی معیت میں ہندوستان کی طرف سفر کیا۔

جن اشعار کا گورو نانک جی نے ذکر کیا ہے۔ وہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے اپنی کتاب میں فوٹو بلاک کی شکل میں یوں درج کئے ہیں:-

تُوُدِّيتُ فِي كُلِّ الْبِلَادِ فَقِيرًا
وَسَرَيْتُ فِي اَقْصَى الْبِلَادِ كَثِيرًا
وَاَتَيْتُ بَغْدَادَ الشَّرِيْفَةَ كَيْ اَرٰى
بَهْلُوْلَ دَانَا اِذْ اِلَيْهِ اُشِيرًا
نَانَكْ اَتَاكَ الْيَوْمَ فِيكَ مُشَوَّقٌ
يَرْجُو الْمُسَامَحَ مِنْكَ وَالتَّقْصِيرًا [۱]

یعنی بطور ایک درویش ہر ملک میں (جہاں بھی میں گیا) مجھ سے محبت کی گئی۔ اور میں نے دور دراز ممالک کے بہت سے سفر کیئے ہیں۔ میں بغداد شریف آیا۔ تاکہ بہلول دانا کی زیارت کر سکوں جبکہ اس کی طرف (ایک غیبی آواز کے ذریعہ) اشارہ کیا گیا تھا۔ (اے بہلول دانا) آج نانک تیری چاہت میں غرق تیری خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ وہ تجھ سے بخشش اور درگذر کا طلبگار ہے۔

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول گورونانک جی نے یہ بھی فرمایا ہے :۔

لِلّٰهِ قَوْمٌ فِي السِّيَاحَةِ فُتِنَا — كَالْوَرْدِ اِلَّا اَنَّهُ لَا تُجْتَنٰى
وَطُغَاةُ هِنْدُسْتَانَ يَدْعُوْنِي لَهُمْ — شُكْرًا اِلٰهَ الْعَرْشِ اِنِّي مُؤْمِنَا
وَمُكَوِّنُ الْاَكْوَانِ اَنْقَذَ نَانَكْ — مِنْ حِزْبِ ذِي الشَّيْطَانِ طَهَّرَ قَلْبَنَا
اِذْ يَجْعَلُوْنَ مَعَ الْاِلٰهِ مُشَارِكًا — حَاشَا شَرِيْكٍ اَنْ يَكُوْنَ لِرَبِّنَا [۲]

یعنی۔ اس (خدارسیدہ) گروہ کے کیا کہنے جنہیں سیر و سیاحت کی بنا پر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ ان کی مثال گلاب کے پھولوں کی طرح ہے۔ لیکن (ایسے پھول) جنہیں توڑا نہیں جاتا۔

ہندوستان کے ظالم لوگ مجھے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے کہ میں مومن ہوں۔ (ان کی طرف مائل نہیں ہو سکتا)۔

کائنات کا خالق (پروردگار) جس نے نانک کو شیطان کے گروہ سے نجات دی ہے اُس نے ہمارا دل پاک و صاف کر دیا ہے۔

وہ لوگ تو خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے پروردگار کا کوئی شریک ہو۔

ڈاکٹر تروچن سنگھ جی کے بقول گورو نانک جی نے بغداد سے واپسی کے وقت بھی عربی میں کچھ کلام بیان کیا تھا۔ اس کی ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ گورو جی کے دل کی وہ عقیدت واضح کر رہا ہے جو ان کے پاک دل میں اس مقدس شہر سے متعلق کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

اَوَّاهِ بَغْدَادُ یَا دَارَ السَّلَامِ لِمَا	اَبْعَدْتِ عَنِّيْ کَمِرْاٰةٍ عَلیٰ نَظَرِيْ
اِذَا ذَکَرْتُكَ بَهْلُوْلُ هِيَ سَفَحَتْ	نَوَاظِرِيْ وَفُؤَادِيْ صَارَ فِي الْخَطَرِيْ
لَوْ کَانَ وَصْلُكَ بِهِنْدُسْتَانَ اَجْمَعُهَا	هَانَتْ عَلَيَّ وَمَنْ لِلْعُمْيِ کَالْبَصَرِيْ
دَعِ الرِّوَایَاتِ وَالْاَخْبَارَ قَاطِبَةً	فَاِنَّ لَیْسَ عِیَانُ الشَّيْءُ کَالْخَبَرِيْ

یعنی - ہائے بغداد - اے دار السلام (یعنی دھرم سکھ کے مسکن) جو میرے دیکھنے کے لئے ایک (آرسی کے) آئینہ کی مانند ہے - مجھ سے کیوں دور ہو گیا -

اے میرے پیارے بہلول - جب تو مجھے یاد آتا ہے تو میری آنکھیں آنسو بہانے لگ جاتی ہیں - اور میرا دل خطرے میں گھر جاتا ہے -

اے بہلول - کاش تمہاری پوری (پوری) ملاقات ہندوستان میں (کسی جگہ) ہو جاتی - تو مجھ پر (یہ فراق کی گھڑی) آسان ہو جاتی - اور کون ہے جو آنکھوں سے بڑھ کر اندھے کے لئے (مفید) ہو سکتا ہے - ۷۰

وہ ریتہاس نہ پڑھیں جو تمہارے دلوں میں دوسروں کے لئے نفرت پیدا کرتا ہے وہ یادیں بھلادیں۔ ان کہانیوں کو بھول جائیں جو دشمنی کو تازہ رکھتی ہیں اور امن عالم کے خواہشمندوں کو اس پر غور کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔

امن عالم کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دیندار انجمن ۱۹۲۴ء سے آج تک ہندوستان، پاکستان ایران افغانستان کے انسانوں تک یہ پیغام پہنچادیا کہ براعظم ایشیا مذہبی ملک ہے یہاں امن صرف مذہب سے ہو سکتا ہے نہ مادی طاقتوں سے کیونکہ یہ دھارمک ملک میں انبیاء، اوتار رشی منی پیدا ہوئے اس ملک سے یورپ کو ہدایت دینے والے انسان پہنچ کر یوروپ والوں کو خدا کا دیدار کروایا۔ یہ کتاب انسانوں میں نفرت، عداوت دشمنی چھوت چھات کو دور کرکے انسانوں میں محبت ملاپ پیدا کرانے کی ضرورت پر لکھی گئی ہے۔

اسلام اور گورونانک جی

پروفیسر کرتار سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورونانک جی نے بغداد کے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

> صرف اس وجہ سے کہ میں اس خدائے واحد کا پرستار ہوں جس جیسا اور جس کے برابر اور کوئی نہیں۔ اس خدائے واحد کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرانے کے سبب سے میں مسلمان کہلانے والوں سے اسلام کی خالص توحید کے اصل کے زیادہ قریب ہوں۔

جیون کتھا گورونانک دیوجی ص ۳۲۲

ڈاکٹر ترموحن سنگھ جی کے بقول گورونانک جی نے یہ بھی فرمایا ہے۔

وَطُغَاۃُ ہِندُوستَانَ یَدعُونِی لَہُم
شُکرُ اِلٰہِ العَرشِ اِنِّی مُومِنا

جیون چرتر گورونانک دیوجی ص ۳۰۴

یعنی:- ہندوستان کے ظالم لوگ مجھے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے کہ میں مومن ہوں (ان کی طرف مائل نہیں ہو سکتا)

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ

ایک اور بات جو گورو جی کے بیان کردہ تصور الٰہی سے متعلق ہے وہ ہندوؤں میں نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صرف مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حکم اور رضا کا خیال بھی خواہ تمام سامی مذاہب میں مشترک ہے مگر اسلام میں خاص طور پر پڑھاں ہے حکم لفظ ہی قرآن شریف سے لیا گیا ہے۔ قرآن شریف میں بیان کردہ اور کئی خیال بھی گورو صاحب نے اپنائے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسلامی خیال کہ عالم کائنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کن کہنے سے ہوئی ہے گوربانی کے کئی شبدوں میں جھلک مارتا نظر آرہا ہے۔

گورمت درشن ص۱۴۲

ایک سکھ ودوان ڈاکٹر گوپال سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ

بہت سے مغربی اور مشرقی وچار دانوں نے سکھ مذہب کو اسلام کا ہی صوفی اثر کے تحت آیا پنجابی روپ بیان کیا ہے۔

گورو گرنتھ صاحب دی ساہتک وشیتا ص۳۶

ڈاکٹر رادھا کرشن جی کا بیان ہے کہ

گورونانک صاحب اسلام کے فلسفہ توحید سے بیحد متاثر تھے۔ اور انھوں نے مورتی پوجا کا رد کیا ہے خدا تعالیٰ واحد ہے۔ عادل ہے پیار کرنے والا ہے۔ اور قدوس ہے غیر مجسم ہے۔ نرگن ہوتے ہوئے بھی تمام کائنات کا خالق ہے اور محبت اور نیکی کو پسند کرتا ہے

گورونانک جوت سروپ ص۱۹

گوردوارہ ٹریبونل کے فاضل جج منالال جی نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا ہے کہ

بعض لوگوں کا خیال ہے (ملاحظہ ہو ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام) کہ گورونانک جی نے اپنے بعض مخصوص عقائد اسلام سے اخذ کئے ہیں۔ اور یہ یقینی بات ہے۔ کہ انھوں نے جو ذکر اسلام کا مخالف ظاہر نہیں کیا۔

ادا آسی سکھ نہیں ص۲۲

ایک ہندو ودوان کا بیان ہے کہ

گورونانک کا مسلمانوں کی اور ادھک جھکاؤ تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہیں کہیں تو قرآن ہی کے شبدوں کا اپیوگ کر بیٹھتے ہیں۔ جیسا کہ پرماتما کا دوسرا ساتھی نہیں ہے

ہمارا ہندی ساہت اور بھاشا پرور ص۸۵

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ

اگر فی الحقیقت دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ کی توحید۔ مورتی پوجا اوتار داد ورن آشرم۔ سنگت۔ نگپت جماعت۔ اپا سناد ملکر عبادت کرنا اور پنتھک جتھا بندی وغیرہ۔ بنیادی اصول میں سکھ مذہب اسلام کے بہت قریب ہے۔

گورو آشا ص۵۵

ایک سکھ ودوان نے اپنی ایک چٹھی میں بیان کیا ہے کہ

مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ گورونانک صاحب حضور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا پورو ادھیکاری تسلیم کرتے تھے۔

چٹھی مورخہ ۹ رفروری ۱۹۶۸ء

ایک اور سکھ اسکالر رقم طراز ہیں کہ

تخلیق عالم کائنات سے متعلق گورونانک جی کا نظریہ "کیتا

پسا وایکو کواؤ،، اسلامی نقطہ نگاہ سے مطابقت رکھتا ہے جس
کے مطابق کن کے کہنے سے کیا عالم بپا۔

ہفت روزہ قومی ایکتا ۲۴ نومبر ۱۹۶۹ء

سردار جی بی سنگھ لکھتے ہیں۔

اسلام کا بڑا مسئلہ وحدہٗ لا شریک تھا اور مسلمانوں کی بت پرستی
سے سخت نفرت . . . . . کبیر جی کے جو ایک نومسلم گھرانہ میں
پیدا ہوئے اور وہاں ہی پرورش پائی۔ خمیر میں اور طبیعت میں
یہ بات داخل تھی اور پنجاب میں جو اسلامی اثرات کا مرکز تھا۔ یہ اثر
گورونانک صاحب کی طبیعت میں بہت زبردست طور پر اثر
انداز ہوا۔ انھوں نے اوتار فلاسفی کے خلاف جو شینو مذہب کا
بنیادی مسئلہ تھا۔ اپنا لقب ہی نرنکاری رکھ لیا

پیرا جیس بیڑان ص۴۸

ڈاکٹر تروجن سنگھ جی کا بیان ہے کہ

گورونانک جی نے اپنی تصنیف میں قرآن شریف میں مذکور
بے شمار سدمعانک (اصطلاحی) الفاظ استعمال کئے ہیں اور
صوفیوں کے عقائد کی جھلک بھی کئی جگہوں پر ان کے کلام میں
ملتی ہے۔

جیون چرتر گورونانک دیو ص۱۳

سردار جی بی سنگھ جی نے لکھا ہے کہ

اسی طرح (گورونانک جی) قرآن کی تعلیم سے بھی فقروں سے
سن سنا کر اچھے واقف ہو گئے تھے۔ اس بات کا ثبوت ان کی بعد
کی بانی سے مل جاتا ہے۔ جس میں حمد۔ الذکار اور الفاظ کا استعمال
اسی طرح کیا گیا جو دوسرے گرنتھ (قرآن شریف) سے مطابقت

رکھتے ہیں۔

پراچین بیڑاں صہ۱

سردار کپور سنگھ جی نے اس بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ

سکھ مذہب اسلام کا مخالف تو درکنار۔ اسلام کے بلند۔ ابتدائی اور بنیادی عقیدہ کہ دین کا خلاصہ اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت لانا ہے بھرپور تائید کرتا ہے۔

ساچی ساکھی صہ۲

رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اپریل ۱۹۵۹ء نے لکھا ہے۔

گوروجی نے . . . . . . اسلام دھرم کے خلاف کہیں ایک لفظ تک بھی بیان نہیں کیا . . . . . روزے رکھنے یا نمازیں ادا کرنے کو آپ نے برا نہیں کہا۔

گیانی لال سنگھ جی نے بعض تاریخی کتب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

ایک مشہور مسلمان درویش سید حسن نے نانک جی کو ہونہار خیال کر کے اسلام کے بنیادی عقائد سے واقفیت کروادی۔ ان کے زیر اثر انھوں نے پنجابی کے محاورہ میں اپنی مادری زبان میں کلام بیان کرنا شروع کردیا۔

گورونانک جوت تے سروپ صہ۲۶

گورونانک جی حج بیت اللہ شریف گئے

پھر مکہ کے نزدیک آکر گورونانک جی نے حاجیوں کا لباس پہن لیا ایک ہاتھ میں عصا لیا اور دوسرے میں تسبیح پکڑی۔ سر پر مسئلہ پہنا اور بغل میں کتاب لی اس طرح پورے حاجی کی شکل بناکر

مکہ کے حج کو چلے مسجد میں جا کر بیٹھ گئے ساتھ ہی سورے کلام کی صفت کرنے لگے اس طرح دن وہیں گذرا۔ . . . . تب گورونانک جی اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کرنے لگے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ساتھ ہی راگ بسنت میں شبد بولنے لگے یہ جیت کے دن تھے عید کے دن مکہ کا حج ہوتا

جنم ساکھی بھائی بالا ص١٦٧ گورو گرنتھ صاحب راگ بسنت محلہ١ اردو ص١٨٩٨

آد پورکھ کو اللہ کہیئے شیخاں آئی واری
دیول دیوتیا کر لاگا۔ ایسی کیرت چالی
کوجا بانگ نواج مسلہ نیل روپ بنواری
گھر گھر میاں سبھناں جیاں بولی اور تمہاری
جے تو میر مہی پت صاحب قدرت کون ہماری
چارے کونٹ سلام کریں گے گھر گھر صفت تمہاری
تیرتھ سمرت پن دان کچھ لاہا ملے دہاڑی
نانک نام ملے وڈیائی میکا گھڑی سمائی

(١) گورونانک جی نے ملاجیون جی کو اس بات کی بشارت دی کہ مسلمان اللہ کے غیب میں ہونے پر ایمان لاتے ہیں دنیا کی اور قومیں خدا کی عبادت تصویر یا مورت سے عبادت کرتے ہیں نانک جی فرماتے ہیں کہ اب مسلمانوں کا ایک نرالا انقلابی دور آئے گا وہ مذہبی دور ہوگا نہ کہ مادی۔ یہ نرالا دور اللہ کی زمین پر اللہ کی عبادت کا ہوگا۔ کسی غیر اللہ کے نام کو باقی نہ رکھیں گے۔

(٢) گورونانک جی یہ اس وقت فرما رہے ہیں جبکہ مکہ معظمہ پورے کا پورا اس بت پرستی سے پاک ہو چکا ہے۔ اب ان تینتیس کروڑ بھرت کھنڈ کے بتوں کا مسئلہ ہے یہ مسئلہ سکھ اور مسلمان ملکر بھرت کھنڈ سے بتوں کو نکال کر اس کی جگہ ہر بت خانہ

میں کوزہ۔ بانگ۔ نماز اور مصلے کا دور چلائینگے گورونانک جی کے پاس اس سے بڑھکر اور کوئی عمل نہیں۔ نیکی خود کرے اوروں سے بھی کرائے گورو جی فرماتے ہیں کہ

جس نو دیال ہووے میرا سوامی تس گورو سکھ اپدیش
سنادے۔ جن نانک جی ڈھور منگے تس گورو مکھ کی جو آپ
جپے اورا نام جپاوے۔

یعنی۔ وہ سکھ گورو کو بہت پسند ہے اور اس سے گورو کو محبت ہے۔ یہ فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ نانک جی کہتے ہیں اسے سکھ کے پاؤں کی خاک کا متلاشی ہوں۔ جو خود بھی یاد الہی کر رہا ہے اور دوسر کو تلقین کرتا ہے۔

(۳) نیل روپ بنواری کا عمل اس امت میں اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرنے والے حضرت میاں میر صاحب قبلہ حضرت داتا گنج بخش قبلہ حضرت شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ جیسے بیشمار بندے ہیں۔

(۴) جیوں جی چاروں کونٹ سلام کریں گے۔ چاروں سمت سے اب صرف سلام کی صدا ہوگی نہ گڈ مارنگ ہوگا۔ نہ نمستے نہ بندگی۔ نہ ست سری اکال ہوگا۔ گورنانک جی کی یہ بشارت بتارہی ہے کہ سارے بھرت کھنڈ میں اللہ کا نام سلام ہے یہی سلام چلے گا۔

(۵) جیون جی تم ہی (مہی پت) یعنی صاحب اقتدار ہوں گے اب میاں جیون جی راج پاتشاہی تمہاری ہے اور تمہارے ہی لشکر ہیں۔ تمہارے ہی گھوڑے ہیں گھر گھر میاں سنبھان جیاں کا جو صاحب ہے سو بھی تم ہی ہو۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۱

(۶) جیئے تو میر مہیت صاحب قدرت کون ہماری

اے اللہ اگر تو نے اپنی مشیت سے ہندوستان میں مسلمانوں کا دور کردے تو ہم کون ہیں جو اس میں روک پیدا کریں۔

گوروگرنتھ صاحب راگ بسنت محلہ ۱ اردو ص ۱۸۹۸

جب یہ اشٹ پدی گورونانک جی نے مکہ کے سامنے کھڑے ہوکر پڑھی
تب حاجیوں نے پوچھا اے حاجی درویش یہ جو کچھ آپ نے اپنی ہندی
زبان میں کہا ہے ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۶۸

گوروجی نے مکہ معظمہ کے راستے پر کلمہ پڑھا

مکہ دے راہ وچ اک جگہ آ نودی ہے اراوتھوں اسیں جہازاں
تے چڑھدے ہاں۔ سواوتھے جس نوں کلمہ پڑھا لوادے ہن
اوس نوں جہاز چاڑھدے ہن

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۴۰۴

جو صدق دل سے آکر حج کرے اس کے پچھلے تمام گناہ دور ہوجاتے
ہیں اور وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے بچہ بے گناہ پیدا
ہوتا ہے۔

جنم ساکھی اردو مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء ص ۱۵۰

ایہہ مکان وڈیاں بزرگاں دا ہے۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۲۱۵

اور ایک مقام پر فرمایا ہے۔

گوروجی نے کہا مردانہ ..... جو کراہت سے آکر زیارت
کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا چور ہے۔ مردانہ خوب
یاد رکھ جو مکہ شریف کو نہ مانے وہ کافر ہے خواہ کون ہو۔

جنم ساکھی اردو مطبوعہ سنہ ۱۹۰۲ء ص ۱۷۷

گرو جی نے مکہ معظمہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

مکے دا دیدار اساں کو رزق ہے تاں صاحب دیسی ۔ ۔ ۔ بابا
نانک بارہ مہینے مکے میں رہیا۔

جنم ساکھی گورو نانک جی صد ۲۵۳

گورو جی اپنے رب العزت کے حکم کی تعمیل میں خود بھی حج کرنے
کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے

ہٹن حکم بائیکر خدائے در درویش نانک کو آیا ہے جو اگے تینہاں
کو ہوں حکم دیا سا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عمل درویش نانک تمہارا چلیا ہے
توں آپس کو سمال دنیا اندر جاہ سب تھاں مقام جیتے لوں
کھنڈ پرتھوی اوپر میں تناں دی زیارت کر کے حضرت کے
مدینہ حج کر۔

جنم ساکھی بھائی بالا صد ۱۳۶

مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے گورو نانک جی کا مکہ معظمہ جانا بیان کیا ہے

بابا پھیر مکے گیا نیل بستر دھارے بن واری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلیٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گزاری

واراں بھائی گورداس وار پہلی پوڑی صد ۳۲

مہا پرکاش قلمی ہے کہ گورو جی نے اپنے مسلمان ساتھی بھائی مردانہ سے یہ کہا تھا کہ

بابے جی مردانہ نے کہیا چل اسیں بھی دیدار حج مکہ کا کران

مہا پرکاش قلمی ورق صد ۹۳

جنم ساکھی بھائی بالا میں گورو جی کا حج کے لیے جانا بیان کیا گیا

ایک دن بابا جی تے مردانہ مکے کی حج کرا جہد چلے

جنم ساکھی بھائی بالا صد ۱۲۲

ایک بھارتی ودوان نے گورو جی کے حج کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

گورو نانک جی کی چوتھی اداسی ۱۵۲۷ - ۱۵۱۷ تک مغرب
کی طرف اسلامی ملکوں میں تھی اس مرتبہ مردانہ گورو جی کے
ساتھ تھا گورو صاحب کا پیراوہ اس بار حج کرنے جانے والے
حاجیوں کا ساتھا۔ انھوں نے نیلے کپڑے پہنے تھے۔ ان کے ایک
ہاتھ میں کتاب دوسرے ہاتھ میں ایک موٹا ڈنڈا اور نماز پڑھنے
کے لیے ایک مصلّیٰ بغل میں تھا۔

گورو نانک جیون یگ تے ایدیشن ص۵۴

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی نے مکہ معظمہ کے قریب جاکر احرام بھی باندھا تھا

گورو جی نے مکہ کے نزدیک پہنچ کر حاجیوں کی صورت بنائی
نیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں تسبیح۔ سر پر مصلیٰ
اٹھایا بغل میں قرآن دبایا فقیر حاجی بن کر مکہ کی مسجد میں جا بیٹھے اور
کلام اللہ کی سورتیں پڑھنے لگے اور حمد الٰہی گانے لگے۔

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۴۹

گرو جی کے نزدیک بیت اللہ کا طواف بھی حج کی رسومات میں داخل ہے اور اس
کے بغیر حج کی تکمیل نہیں ہوسکتی جیسا کہ مرقوم ہے۔

مسلمان بھی جب تک کعبہ کے گرد طواف نہیں کرتے حج کا فائدہ
نہیں اٹھا سکتے

جنم ساکھی اردو ص۱۵۰

گرو نانک جی کے دل میں مکہ معظمہ اور حج کعبہ کا بہت احترام تھا۔ اس سلسلہ میں ایک
ہندو مورخ لالہ سوہن لال جی کا بیان ہے کہ

در مکہ معظمہ تشریف شریف آوردند۔ زیارت آں مکاں
تلطف نشاں۔ وانواع انواع انبساط واصناف اصناف

نشاط و گوناگوں فرحت والاف الاف مسرت حاصل ساختند باساکنان انجا۔ مباحثہ ومناظرہ درباب معرفت ووحدانیت بدلائیل وبراہیں ایں مقصد موافق قانون ایں فیۂ عالیہ علمایاں بظہور آمدند۔

عمدۃ التواریخ دفتر اول ع۱۲

یعنی گرونانک جی مکہ معظمہ تشریف لے گئے آپ نے اس مقدس مقام کی زیارت کی جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا نشان ہے اور اس طرح مختلف قسم کی خوشیاں اور قسم قسم کا سرور و رنگارنگ کی فرحتیں اور ہزارہا مسرتیں حاصل کیں اور علمائے اسلام کے بلند پایہ گروہ کے طریق پر وہاں کے لوگوں سے معرفت الہیٰ اور توحید باری تعالیٰ کے اہم مسائل پر دقیق دلائل اور مشکل براہین کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا

جنم ساکھیو سے یہ واضح ہے کہ گورونانک جی مکہ معظمہ کو قابل احترام سمجھے تھے اور ان کے نزدیک حج کا سفر بھی بابرکت ہے انھوں نے اس بات کی بھی وضاحت کردی ہے کہ اس بابرکت سفر سے وہی لوگ فیض یاب ہوسکتے جو اس سفر میں ہر قسم کی لغویات سے پرہیز کریں۔

چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ

ان حاجیوں کو جانے دو اگر کعبہ کا حج ہمارے نصیب میں ہے تو ہم بھی پہنچ جائیں گے۔ اس راہ میں مہر۔ محبت اور خدمت کرتے جائیں تو فیض پاسکتے ہیں۔ اور حجت ہنسی مذاق اور رنج کرتے جائیں تو حاجی نہیں ہوسکتے اور نہ حج کا ثواب مل سکتا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۴۷ تواریخ گورخالصہ ص۱۹۴

بعض لوگوں نے گوروجی کے حج پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ایک فرضی اور جعلی قصہ وضع کرلیا ہے کہ گوروجی وہاں کعبہ یا مکہ کی طرف پاؤں کرکے سو گئے تھے اور پھر انھوں نے اپنے پاؤں کے ساتھ کعبہ یا مکہ معظمہ ہی گھما دیا تھا سکھ محققین اس قصہ کو بالکل فرضی اور گورونانک جی کی شان کے سراسر خلاف سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو اخبار ریاست دہلی ۲۳ر جولائی ۱۹۴۵ء رسالہ پریت لڑی ستمبر ۱۹۴۳ء اور مارچ ۱۹۵۲ء - رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جولائی ۱۹۵۲ء

ایک جنم ساکھی میں یہ مرقوم ہے کہ

یہ ساکھی بکے والی جھوٹی ہے . . . . . . یہ کوئی تاریخی بات نہیں

جنم ساکھی اردو ص ۱۲۴ حاشیہ

گرونانک جی نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ایک سال قیام کیا تھا -

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۱۴۳ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۹۲ء

سوڈھی مہرباں جی گوروجی کے ملتان جانے کی ساکھی بیان کرتے ہیں کہ پیر بہاؤالدین کی مزار شریف کو جھک کے سلام کریں اور مکہ معظمہ کی بے ادبی کریں -

تب گرونانک ملتان شہر پیر بہاؤالدین کی درگاہ میں جا سے وڑیا تب درگاہ میں خبر ہوئی پیرزادیاں کو کہ نانک ویدی ڈیرہ لنا نکر فقیر ہوئے نکلیا ہے سے پیر بہاؤالدین دی ترجب اوپرآئے حجرے وچ وڑیا - ترجت نوں کورنش (جھک کر سلام) کیتی ہیں اور فقیر طبع ہے - ار مرد خوب دیدار قدار - قد آور - عجب دیدار ہے دیکھیا ہی بن آوے - پیر جی عجب فقیر سنی دا بے سے آیا ہے -

جنم ساکھی گورونانک جی ص ۲۲۹

جناب سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی کے ایڈیٹر نے لکھا ہے کہ

. . . . . ایک مرتبہ کے عرب بھی گئے تھے تو انھوں نے خانہ

کعبہ کو بھی جو مسلمانوں کا سب سے بڑا قابل احترام مقام ہے
جھک کر سلام نہیں کیا تھا بلکہ اسی طرف پاؤں کر کے سو گئے تھے
...... گورو جی پیر بہاؤالدین ذکریا کی قبر کو کورنش کر سکتے
تھے ۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں ۔

جنم ساکھی گورو نانک جی ص۳۹

جنم ساکھی کے ایڈیٹر نے جو بات پیش کی ہے وہ بہت ہی عجیب ہے اس بارہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ گورو جی کا مکہ معظمہ جا کر خانہ کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سونا جنم ساکھیوں کے قدیمی نسخوں میں درج نہیں ہمارے پاس ایک مطبوعہ جنم ساکھی ۱۸۷۱ء کی ہے اس میں یہ واقعہ مذکور نہیں ۔ البتہ ۱۸۸۶ء میں جب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا تو اس میں یہ واقعہ شامل کر دیا گیا ۔ اور پھر اس بارے میں یہ بھی قابل غور بات ہے کہ جن لوگوں نے گورو جی کا کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا بیان کیا ہے انہیں اس بات کا بھی اقرار ہے کہ گورو جی نے یہ فرمایا تھا کہ ہم تھکے ماندے آئے تھے غلطی سے اس طرف پاؤں ہو گئے ہیں ۔ ملاحظہ ہو ۔

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۴۹

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۴۷ میں مرقوم ہے کہ

...... یہ دیکھ کر جیون جی قاضی دل ہی دل میں پیچ و تاب
کھانے لگا اور کہنے لگا یہ مومن ہے یا کہ کافر جو خدا کے گھر کی طرف پاؤں
کر کے سویا ہوا ہے ۔ تب قاضی جیون نے غصہ کھا کر گورو نانک جی
کی پیٹھ میں ایک لات ماری اور کہنے لگا او بندے خدا کے تم کون
ہو ؟ ہندو ہو یا کہ مسلمان تم خدا کے گھر کی طرف پاؤں کر کے سوئے
ہوئے ہو ۔ تب گورو نانک جی نے کہا جیون جی ! ہم بھول گئے ۔

جنم ساکھی اردو میں مرقوم ہے کہ گورو جی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
ہماری کیا مجال ہے کہ اپنے خدا کے گھر کی بے عزتی کریں ۔

جنم ساکھی اردو صـــ۱۴۲

میں اس ساکھی کو گورو نانک جی کے خلاف تصور کرتا ہوں۔

پریت لڑی مارچ ۱۹۵۲ء

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ

میں اس ساکھی کی اس لئے مذمت نہیں کرتا کہ یہ مسلمانوں کی دل دکھاتی ہے بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ یہ لوگوں کے محبوب نانک کے اخلاقی حسن سے انصاف نہیں کرتی۔

پریت لڑی مئی ۱۹۵۲ء

ایک سکھ ودوان سردار من جیت سنگھ بی اے ایل ایل بی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کعبہ (مکہ) بیت اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ مغرب کی طرف مسلمانوں کا قابل احترام مکہ اور کعبہ ہے اس لئے اس رُخ کا عام ادب کرنا ان کے لئے بری بات نہیں گورو جی کا مقصد کسی اسلامی طریق کو توڑنا نہیں تھا اور نہ کسی کا دل دکھانا مقصد تھا۔ گورو جی نے پورے ادب اور احترام کے ساتھ مکہ معظمہ کا حج کیا ۔ ۔ ۔ ۔ حج شروع کرنے سے پہلے ہی آپ نے حاجیوں کا سا طریق اختیار کیا جس کا ذکر بھائی گورداس جی نے اپنی واروں میں کیا ہے۔

رسالہ سنت سپاہی امرتسر اکتوبر ۱۹۶۱ء

حاضر نامہ

سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ گورو جی نے اپنے سفر مکہ کے دوران ایک حاضر نامہ بھی بیان کیا تھا اور وہ حاضر نامہ کچھ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ متعدد سکھ کتب میں

موجود ہے جو اس طرح۔

حاضراں کو مہر ہے۔ غیر حاضراں کو قہر ہے۔ ایمان دولت ہے۔ بے ایمان کافر ہے۔ گمان لعنت ہے۔ بس غیبت کا منھ کالا ہے۔ دیانت دار سرخرو ہے۔ بددیانت سیاہ رو ہے۔ دروغ دوزخ ہے۔ سچ بہشت حرص فرعون ہے۔ بے حرص اولیار ہے۔ علم حلمی ہے۔ توجہ بلندی ہے۔ فقر صبوری ہے۔ نہ صبوری مکروہ ہے۔ زور ظلم ہے۔ بے زور پاک ہے۔ دعا دولت ہے۔ بددعا قہر ہے۔ انصاف صاف ہے۔ جور لالچ ہے۔ کرامت قدرت ہے۔ راہ پیراں ہے۔ بے راہ بے پیراں ہے۔ درد مند درویش۔ بے درد قصائی ہے۔ روزی بخش رحیم ہے دیگ تیغ مرداں ہے۔ عدل پاتشاہاں ہے۔ اتییاں نوّلاں جو جتاوے تو دانشمند کہاوے۔

بھائی بالا جنم ساکھی ص ۱۳۰

مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور حج حکم کی تعمیل میں

(۱) ہمایرکاش باوا سروپ چند بھلہ ورق ۹۵ میں ہے کہ

(۱) اب عمل نانک درویش تمہارا چلا ہے۔ آپ کو سنبھال دنیا اندر جاؤ سب مقامات جو دنیا میں ہیں۔ نوکھنڈ پرتھوی پران کی زیارت کرو اور مکہ مدینہ کا حج کرو۔

(۲) جنم ساکھی بھائی بالا میں مرقوم ہے کہ

عمل نانک درویش تمہارا چلا ہے۔ مقام جتنے نوکھنڈ پرتھوی پر ہیں ان کی زیارت کرکے حضرت مکے مدینہ کی حج کرو۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۳۹

(۳) جنم ساکھی اردو ایڈیشن میں یہ لکھا ہے کہ

اے نانک درویش میں نے شیخوں کا عمل منسوخ کر دیا ہے اب
تم کو ہادی (گورو) بنایا ہے۔ تم اپنی ذات سے دنیا میں مثال (نظیر
قائم کرو۔ زمین کے نوکھنڈ (حصوں) میں جس قدر متبرک مقامات
ہیں سب کی زیارت کرو۔ مکہ، مدینہ بھی جاؤ اور حج کرو۔

جنم ساکھی اردو ایڈیشن صـ۵۳ؔ

سکھ کتب اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ جب بیت اللہ کے سامنے
کھڑے ہو کر اشٹ پدی پڑھی تو حاجیوں نے کہا اے حاجی درویش کہا۔ حضرت
اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نانک شاہ فقیر خدا رسیدہ صلح کل تھے ان کے
اندر ہندوں والا مذہب نہیں تھا انھوں نے مکہ معظمہ کا حج کیا تھا اور متعدد چلے
بھی کاٹے تھے اور اسلامی ممالک کا سفر کیا تھا اور مسلمانوں سے محبت پیدا کی تھی۔

بھائی کوی راج نارائن سنگھ جی ملبہ لکھتے ہیں۔

حلیہ گورو نانک دا لکھدا ہے گورداس۔ عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ
بانگ دے پاس نیلے بستر گورو دے نال مصلے خاص سکھے اداسی
بھیکھ بھی دو دین ہی بگواس۔ پڑھی ہے نماز نانے گورو کہے بانگ
دتی۔ کے جدوں گئے نیلے کپڑے رنگا کے نے گئے بغداد بانگ دی
تے نماز پڑھی۔ امت محمد دی نانک بنائے نے

گوربانی گورد تا صـ۵۲ؔ

گورو نانک جی کے حج بیت اللہ پر پردہ ڈالنے کی کوششیں

سکھ کتب اور جنم ساکھیوں سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی مہاراج نے حج کی

غرض سے عرب کا اختیار کیا تھا۔ اور ایک سال تک ٹھہرے رہے تھے۔ اس عرصہ میں آپ نے مکہ کے علمائے کرام سے دینی اور ضروری مسائل پر اسلامی علماء کے طریق پر تبادلہ خیالات کیا تھا۔ مگر سکھ ودوانوں نے ان باتوں پر غور کرنے اور گورونانک جی کا مسلک سمجھنے کی کوششیں کرنے کی بجائے گوروجی کے حج پر پردہ ڈالنے کی غرض سے عجیب و غریب اور متضاد باتیں سکھ کتب میں داخل کر دیں۔

سکھ کتب سے پتہ چلتا ہے کہ گوروجی نے مکہ معظمہ کا سفر ایک مسلمان کے لباس میں اختیار کیا تھا۔ اور سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک انسان کے لباس سے بھی اس کے مذہب کی کسی حد تک شناخت کی جا سکتی ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا کے مروجہ مطبوعہ نسخوں میں گوروجی کے مکہ معظمہ جانے کے حالات قلمبند کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ گوروجی نے وہاں جا کر مکہ معظمہ یا بیت اللہ کا رخ دوسری طرف کر دیا۔ یعنی گوروجی وہاں جا کر بیت اللہ کی طرف پاؤں کر کے سو گئے۔ جب گوروجی کے پاؤں دوسری طرف کئے گئے تو ساتھ ہی مکہ معظمہ یا کعبہ بھی گھوم گیا۔ یہ قصہ مہادیوی کی لٹوں سے گنگا نکلنے سے کچھ کم ہے

مکہ گھومنے کی کہانی کے متعلق سکھ کتب کے مطالعہ سے سب سے پہلے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کتب کے بیانات میں لا انتہا تضادات ہیں۔ ہر مصنف نے نئی سے نئی کہانی گھڑ ماری ہے۔ اس واقعہ کو درست ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے پورا زور لگا دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہی متضاد بیانات اسے ایک بے بنیاد اور من گھڑت کہانی ثابت کرنے کا ذریعہ بن گئے۔

ایک ہی کتاب میں ایک ہی مضمون میں اس قدر تضاد اور اختلاف

(۱) آپ سوتے وقت مکہ شریف کی طرف پاؤں کئے تھے۔
جنم ساکھی بھائی بالا صا۳

(۲) دوسرے ایڈیشن میں گورو جی کا قبلہ کی طرف پاؤں تھا
جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۲

(۳) ۱۸۷۱ء کے ایڈیشن میں نہ تو مکہ شہر کی طرف اور نہ قبلہ کی طرف
پاؤں تھا۔
جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۵۱

جس شخص نے گورو جی کا اس طرح مکہ معظمہ یا کعبہ شریف کی طرف پاؤں
پھیلا کر سونا دیکھا تھا اس کے نام بھی جنم ساکھیوں میں الگ الگ بیان
کئے ہیں۔

(۴) ایک ایڈیشن میں اس کا نام ملاں جیون بتایا گیا
جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۲

(۵) دوسرے ایڈیشن میں اس کا نام قاضی رکن الدین ظاہر کیا گیا۔
جنم ساکھی بھائی بالا چھوٹی ص۱۸۵

(۶) ۱۹۱۱ء اردو میں ملاں جیون یا قاضی رکن کے بجائے مجاور
لکھا ہے۔
جنم ساکھی اردو ۱۹۱۱ء ص۹۱

(۷) ایک جنم ساکھی میں ظہر کی نماز کا وقت مذکور ہے
جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۸۵

(۸) دوسرے ایڈیشن میں فجر کی نماز مذکور ہے
جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۲

(۹) ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا جب آپکو پاؤں پھیلائے سویا دیکھا گیا
جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۸۴

(۱۰) ملاں جیون نے گورو جی کو قبلہ کی طرف پاؤں پھیلائے سویا دیکھا
تھا تو اس نے زور سے گورو جی کو لات ماری تھی

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۲

(۱۱) قاضی رکن الدین نے صرف زبانی طور پر ہی تو کا تھا لات نہیں ماری تھی۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۸۵

(۱۲) اور ایڈیشن میں مجاور نے آپ کو سخت سست باتیں کہی تھیں

جنم ساکھی اردو ص۹۱

(۱۳) ایک اور جنم ساکھی میں رکن دین نے گورو جی کے پاؤں چومے تھے

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۸۵

(۱۴) پاؤں کے ساتھ مکہ کا منہ پھیر دیا تھا۔ مشرق کی طرف تھا۔ بعد شمال کی طرف ہو گیا۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۲

(۱۵) اردو ایڈیشن میں لکھا ہے کہ مکہ شریف پھر گیا تھا

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۹۱

(۱۶) ایک اور ایڈیشن میں قبلہ کا رخ پھر جانا بیان کیا گیا

جنم ساکھی اردو ص۱۲۹

(۱۷) سنہ ۱۹۰۲ء ایڈیشن میں ہے کہ گورو جی کے پاؤں ہی بار بار ادہر ہو جاتے تھے۔

جنم ساکھی ص۱۲۶

(۱۸) گورو جی نے اپنے پاؤں کے ساتھ مسجد گھمائی تھی۔

گورو نانک ہندی ص۱۱

(۱۹) اردو ایڈیشن میں کسی کا بھی ذکر نہیں

جنم ساکھی اردو ص۹۱

بیسویں صدی کے ایک ڈاکٹر تربوچن سنگھ جی بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے نزدیک گوروجی نے مکہ یا کعبہ گھما دیا تھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ گوروجی نے اپنے پاؤں کعبہ کی طرف کئے تھے اور جس طرف باباجی کے پاؤں گھمائے گئے تھے۔ ادہر کعبہ پھرتا نظر آیا تھا۔

جیون چرتر گورونانک دیو ص ۳۰۳

اپنے اس خیال کی تائید میں انھوں نے بھائی کاشی اور بھائی گورداس جی کے دو حوالے پیش کئے ہیں۔ ان دونوں میں کعبہ نہیں مکہ گھومنے کا ذکر ہے۔ گویا ڈاکٹر جی کے نزدیک کعبہ اور مکہ میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ مکہ ایک شہر کا نام ہے۔ اور کعبہ اسلام کے مرکز قبلہ کو کہتے ہیں۔ جو کہ مکہ شہر میں موجود ہے۔

پوراتن جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ

(۱) قاضی رکن دین جت دل گورو بابے کے پیر پھیرے تت ول مکے دا مہرہ پھر جاوے۔

پراتن جنم ساکھی گورونانک دیو جی کی ص ۱۰۳

معلوم نہیں گوروجی کے پاؤں کے ساتھ مکہ دا مہرہ پھرنے سے کیا مراد ہے۔ مکہ تو ایک شہر ہے۔

اور دوسری جگہ یہ لکھا ہے۔

(۲) قاضی رکن دین بابے دے پیر جت دل پھیرے تت دل محراب کا منہ پھر جاوے۔

محراب تو کمان کی شکل کی ایک ڈاٹ ہوتی ہے۔ اور عام طور پر مساجد میں امام الصلوٰۃ کے کھڑے ہونے کی جگہ بنائی جاتی ہے اس کا منہ پھیرنے سے کیا مراد ہے گوروجی نے کونسی مسجد کے محراب کا منہ پھیر دیا تھا۔ اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔

پوراتن جنم ساکھی صٓ۱۲۷

(۳) جنم ساکھی بھائی منی سنگھ جی کا دوسرا نام گیان رتناولی ہے د ا صحیح ہے
جدہر بابے دے پیر جان ادہر مکے دا محراب چلیا جاوے

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صٓ۲۵۲

مکہ تو ایک شہر ہے اور یہ سکھ دوالوں کو بھی مسلم ہے۔ ہمیں معلوم کہ شہر کے محراب کا گھومنا کیا معنی رکھتا ہے اگر مکہ سے مراد کعبہ کے اندر امام الصلوٰۃ کے کھڑا ہونے کے لئے عام مساجد کی طرح کوئی محراب نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں نے عام مساجد کے محراب کو دیکھکر خیال کر لیا ہے کہ کعبہ کے اندر بھی اسی طرز کا محراب ہوگا۔ اور گورو جی ادہر پاؤں پھیلا کر سو گئے ہوں گے۔

۱۸۷۱ء والی جنم ساکھی میں کعبہ گھومنے کا کوئی ذکر نہیں ہے

جنم ساکھی بھائی بالا کا پہلا ایڈیشن دیوان بوٹا سنگھ جی نے ۱۸۷۱ء میں شائع کیا تھا اس میں نہ تو گورو نانک جی کا کعبہ یا مکہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا بیان کیا گیا ہے۔ اور نہ گورو جی کے پاؤں کے ساتھ کعبہ یا مکہ گھوم جانا۔ البتہ اس جنم ساکھی کے بعد کے ایڈیشن میں جو ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی صفحہ پر یہ من گھڑت قصہ شامل کر دیا گیا ہے

گورو جی بالے مردانے سمیت مکے پے رہے۔ جاں اک پہر رات رہی تاں قاضی ادتھوں لنگھیا اگے دیکھوس سو۔ جو کے شریف ولے پیر کر کے مسافر سُتے ہیں۔ تاں میرے آکھن لگا او مور کھو دیکھو شہرت بابے نہاں دے پیر ہن تہانوں تاں زارت ہی ایویں گی۔ سگوں گناہگار ہوسے۔ جو خدا دے مکان ولے پیر کر کے سُتے ہو تاں گورو نانک جی کہیا بھائی اسیں مسافر راہ دے تھکینوں دے تھکے ہوئے

ایسے ہی سوگئے توں میانا ہیں جدھر خدا دا گھر نہیں اودھر صاڈے
پیر کر دے۔ تاں غصے نال باباجی دے چرن پکڑ کے بھواتے تے
جیہے مکے ول دیکھے تاں پھیرا اودھری تاں پھیرا اسچرج ہوتے۔ پھیر
بھوائے مکہ پھیرا اوسے ہی پاسے جدھر بابے دے چرن تاں شرمندہ ہو کے
کو بچن بولدا گیا

جنم ساکھی بھائی بالا چھاپہ پتھر مطبوعہ ۱۸۸۶ء صہ ۲۵۲

یہ سب کی سب عبارت الحاقی ہے اور ۱۸۷۱ء کے ایڈیشن میں نہیں ہے بعد کو ۱۸۸۶ء
کے ایڈیشن میں شامل کی گئی ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا چھاپہ پتھر مطبوعہ ۱۸۷۱ء صہ ۲۵۲

ابھی چند سال ہوئے۔ خالصہ کالج امرتسر والوں نے سوڈھی مہربان جی کی
تصنیف جنم ساکھی سری گورو نانک جی ایڈٹ کر کے شائع کی ہے۔ یہ جنم ساکھی
ایک ایسے شخص نے لکھی ہے جسے چوتھے گورو رام داس جی کا بڑا پوتا اور
پانچویں گورو ارجن جی کا متبنیٰ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اس جنم ساکھی
کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کروایا گیا ہے۔

یہ پہلی جنم ساکھی ہے۔ جسے ایک مہان ہستی نے تالیف کیا
ہے۔ اب تک ملی جلی جنم ساکھیوں کے مصنفین کا ہمیں کوئی علم
نہیں۔ لیکن اس جنم ساکھی کا مولف گورنسل سے ہے۔ جسے گورو ارجن
جی کی قرابت تھی۔ مہربان جی نے اپنی جنم ساکھی کا دارومدار عام
لوگوں میں مشہور غلط باتوں پر نہیں رکھا . . . . . بلکہ گورو نانک
جی کی بانی ہی ان کے سوانحی حالات جمع کرنے کا بڑا ذریعہ بنائی۔

جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صہ ۸۶

یاد رہے کہ سوڈھی مہربان جی نے گورو نانک جی کے سفر مکہ کے حالات بیان کرتے
ہوئے گورو جی کا کعبہ یا مکہ کی طرف پاؤں کر کے سونے اور پھرا نہیں پیروں سے

انہیں گھمانے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس جنم ساکھی کے ایڈیٹر صاحب نے اس بارے میں یہ نوٹ دیا ہے۔

مکہ کی ساکھی میں سوڈھی مہربان نے گورونانک کے مکہ گھمانے یا وہاں جاکر کعبہ کی طرف پاؤں پھیلاکر سونے کا کہیں ذکر نہیں کیا ...... تاکہ مغل حاکموں کو کسی طرح خوش رکھا جائے اور ان کی مدد سے گورگدی پر قبضہ جمالیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ سوڈھی مہربان جی نے جب جنم ساکھی لکھی سکھ ودوانوں کے بقول بھائی گورداس جی کی کسی تصنیف کا وجود ہی نہ تھا۔ بھائی گورداس جی نے جو کچھ بھی لکھا اس کا زمانہ سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی کے بعد کا ہے۔ خود اشوک جی اپنی ایڈٹ کردہ جنم ساکھی سری گورونانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان میں یہ شائع کر چکے ہیں کہ

یہ جنم ساکھی جسے بھائی منی سنگھ نے گوشٹان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بھائی گورداس جی کی پہلی وار سے قبل کی تصنیف ہے۔

جنم ساکھی گورونانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صـ۱۸

یعنی جنم ساکھی مصنفہ سوڈھی مہربان بھائی گورداس جی کی واروں سے قبل کی تصنیف ثابت ہوتی ہے۔

جنم ساکھی گورونانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صـ۵۸

سردار جی۔ بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپوسٹ ماسٹر جنرل کا بیان ہے۔

اب سوچو کہ مکہ گھومنے یعنی خانہ کعبہ کے پھرنے کا خیال کہاں سے آیا صوفی فقیروں کی سوانحی حالات میں سے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں خود گرنتھ صاحب میں درج شدہ بانی میں نام دیو کے لئے مندر گھومنا مرقوم ہے .... مکہ پھرنے والی کہانی شروع سے لے کر آخر تک جھوٹی اور بناوٹی دکھائی دیتی ہے نقل بھی کی ہے تو ایسی

کہ پڑھ کر نقل کرنے والے کی عقل پر رونا آتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پس کہنا پڑے گا کہ مکہ کی گوشٹ لکھنے والے نے نام دیو والی

کہانی سرقہ کرکے اپنی بے سمجھی سے بے تکا قصہ بنا کر لکھدیا۔

رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء

ایک سکھ ودوان سردار گوربخش سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی نے اس

بارے میں یہ حقیقت بیان کی ہے۔

میں نے اس ساکھی کی اتنی مذمت اس لئے نہیں کی۔ کہ یہ مسلمانوں

کو ٹھیس پہنچاتی ہے۔ جتنی اس لئے کی ہے کہ یہ لوگوں کے محبوب

گورونانک کے اخلاقی حسن سے انصاف نہیں کرتی۔

پریت لڑی مئی ۱۹۵۲ء

اس سے قبل سردار صاحب موصوف نے یہ لکھا تھا

برگزیدہ لوگ اخلاقی ذمہ داری سے آزاد نہیں ہوتے۔ یہ بہت

بڑی توہین ہے کہ کسی کے مقدس مقام کو صرف ایک آدمی کی

عقل درست کرنے کی غرض سے گھمادیا جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں ناراض

ہونے کا حق رکھتا ہوں کہ یہ روایت مشہور کرنے والوں نے گورونانک

جی سے انصاف نہیں کیا۔ طاقت رکھنا کوئی بڑائی نہیں طاقت

کا اخلاق سے بھرپور استعمال اصل میں بڑی خوبی ہے۔

پریت لڑی ستمبر ۱۹۴۳ء

مشہور سنتھک رسالہ سنت سپاہی امرتسر کے فاضل ایڈیٹر سردار من جیت سنگھ

جی بی اے ایل ایل بی نے گوروجی کا حج کے لئے مکہ معظمہ جانا اور وہاں حج کی جملہ رسومات

ادا کرنا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

مسلمانوں کا یقین ہے کہ (کعبہ) مکہ خدا کا گھر ہے۔ اس طرف پاؤں

پھیلا کر سونا گناہ عظیم ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مغرب کی طرف مسلمان

بھائیوں کا قابل احترام کعبہ ہے۔اس لیئے اس رخ کا ادب اور
احترام بری بات نہیں . . . . .گورونانک جی . . . . . .
کسی اسلامی رسم کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔اور نہ کسی کا دل دکھانا
ہی ان کا مقصد تھا . . . . .گوروجی نے پورے ادب اور احترام
سے مکہ معظمہ کا حج کیا۔جس کا ذکر بھائی گورداس جی نے اپنی واروں
میں کیا ہے۔

سنت سپاہی اکتوبر ۱۹۶۱ء

سردار جی۔بی سنگھ کا یہ بیان ہے کہ
اس (مکے کی) ساکھی میں دو تین کرامتوں کا ذکر آتا ہے . . . . .
. . . . . دوسرے کعبہ کا رخ پھر جانا۔اور مشرق کی طرف سے شمال
کی جانب ہو جانا یہ ناممکن باتیں ہیں۔

پنجابی ساہت مارچ ۱۹۴۴ء

کعبہ یا مکہ گھومنے کی ساکھی غلط اور بے بنیاد ہے

سکھوں میں ایسے ودوان اور دانشور بکثرت موجود ہیں جو مکہ گھومنے یا کعبہ پھرنے والی
روایت کو غلط۔بے بنیاد اور من گھڑت تسلیم کرتے ہیں۔اور وہ اس کا اظہار برملا
کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔اس سلسلے میں ہم چند حوالے پیش کر چکے ہیں مزید وضاحت
کے لئے چند اور ودوانوں کا نظریہ پیش کئے دیتے ہیں۔

(۱) سردار دیوان سنگھ مفتوں کی رائے

سردار دیوان سنگھ مفتوں ایک بے دھڑک صحافی اور
مصنف گذرے ہیں آپ دہلی سے اخبار ریاست نکالا کرتے تھے
اب فوت ہو چکے ہیں۔آپ نے گورونانک جی کے بیروں سے
مکہ یا کعبہ گھومنے والی روایت کی تغلیط میں بیان کیا ہے کہ

سکھ تاریخ میں صرف انگریزوں کے سکھ گوروں کی دعاؤں
کے باعث تشریف لانے اور قیامت تک یہاں حکومت کرنے
کا ہی ذکر نہیں بلکہ اسمیں کبوتر بازی بھی کی گئی ہے جس پر کوئی
عقل مند یقین کرنے کے لئے تیار نہیں - مثلاً گورو نانک مچھلی پر
سوار ہوکر ہندوستان سے عرب گئے اور وہاں پر آپ کی کرامت
سے کعبہ کا رخ پھر گیا۔

ریاست ۲۳ر جون ۱۹۴۵ء

(۲) سردار جی - بی - سنگھ کی رائے -

مکہ پھرنے والی کہانی شروع سے لیکر آخر تک کیسی جھوٹی اور
بناوٹی نظر آتی ہے -

پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء

(۳) گیانی برہم سنگھ جی فیروزپوری کی رائے ہے کہ مکہ اور کعبہ گھومنے والی ساکھی پر تفصیل
سے روشنی ڈالی ہے آپ کا بیان ہے کہ

بعض لوگ اس بات کو خاص کرامت سے مکہ یا کعبہ کا گھوم جانا
تسلیم کرتے ہیں - ایسا ماننے سے گورو جی کی دھارمک قربانیوں
پر پانی پھیر دینا ہے اور گورو صاحب کو ایک شعبدہ باز فقیر
ہی ثابت کرتا ہے - اور دنیا کی نظر میں سکھ تاریخ کی اصل
قدروقیمت کو کم کرنا ہے ...... اس دلیل سے بھی مکہ کا گھومنا
ثابت نہیں ہوتا۔

رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۵۲ء

(۴) سردار گوربخش سنگھ جی کی رائے میں مکہ یا کعبہ گھومنے والی ساکھی پر تبصرہ کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ

زمین کے کسی حصہ کا اپنی حدود سے الگ ہوکر گھوم جانا ہی محال

سمجھتا ہوں میں اس ساکھی کو گورو صاحب کی بزرگی کے خلاف

تصور کرتا ہوں۔

پربت لڑی مارچ ۱۹۵۴ء

(۵) سردار نانک سنگھ جی ناولسٹ کی رائے

سردار نانک سنگھ جی پنجابی کے مشہور معروف ناولسٹ تھے آپ نے اس من گھڑت ساکھی کی تغلیط میں بیان فرمایا ہے کہ

سکھ تاریخ کیا اور غیر سکھ تاریخ کیا۔ ایسی کرامتوں سے بھری پڑی ہیں اگر ہم ان پر یقین کرلیں تو اس عالم کائنات کا تمام نظام ہی دھندلا پڑ جائے ایسی ہی ایک کرامت مکہ گھومنے سے متعلق گورو نانک جی کے نام کے ساتھ جوڑ دی گئی ہے۔ میرا یقین ہے کہ نہ کبھی کٹے ہوئے سر جڑ سکتے ہیں اور نہ ہی عمارت گھوم سکتی ہے یہ سب عقیدتمندوں یا اندھی تقلید کرنے والوں کی خود ساختہ باتیں ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے ماضی کے جہالت کے زمانہ خواہ ایسی ساکھیوں کی کوئی وقعت بھی سمجھی جاتی ہو۔ موجودہ سائنٹفک زمانہ میں ایسی باتوں پر یقین کرنا اپنی تاریخ کا مضحکہ اڑانے والی بات ہے۔

لوک ساہت امرتسر جنوری ۱۹۵۱ء

جس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے وہ کیسے بابا صاحب کے پیروں کی طرف معہ تمام باشندوں کے باربار آتا رہا۔ اگر مکہ سے مراد خانہ کعبہ ہے تو پھر ایسا قصہ بجز اس کے کہ مسلمانوں کا دل دکھایا جائے۔ اور بیہودہ اور بے ثبوت یا وہ گوئی سے ان کو ستایا جائے کوئی اور ماحاصل نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔ ایسے زمانہ میں اکثر لوگ تربیت یافتہ ہوگئے ہیں۔ اور صدق اور کذب میں تمیز کرنے کا مادہ بہتوں میں پیدا ہوگیا ہے۔ ایسے لغو قصے مشہور کرنا ایک طور سے اپنے مذہب

کی آپ ہجو کرنا ہے۔

مکہ شریف میں غیر مسلموں کا داخلہ منع

سکھ لٹریچر میں اس امر کا اقرار کیا گیا ہے کہ مکہ شریف میں کسی غیر مسلم کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے ساتھ ملکر داخل ہونے کی کوشش کرے تو اس کے پکڑے جانے پر اس مسلمان کو بھی نہیں چھوڑا جاتا۔ اسے بھی سزا دی جاتی ہے۔ نیز جنم ساکھیوں سے واضح ہے کہ حاجیوں نے گورو نانک جی سے کہا تھا۔

مکے کی راہ میں ایک جگہ ایسی آتی ہے۔ جہاں سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں وہاں جو کلمہ پڑھ کر سنائے وہی جہاز پر سوار ہو سکتا ہے اور ہندو کو جانے نہیں دیتے۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صہ ۳۵

بھائی سنتوک سنگھ جی کا بیان ہے کہ حاجیوں نے گورو جی سے کہا تھا۔

مکے دے مگ اس اک تھانا۔ چڑھ جہاز پر کرت پیانا
تیہ جب کلمہ دیت پڑھائی۔ تب جہاز پر دیت چڑھائی
ہندو نہ کلمہ کرت اچارے۔ یاں تے ہم نے جا ہو نرارے

نانک پرکاش پوربار دھ ادھیائے ۵۷

سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سردار کرم سنگھ جی ہٹورین نے مسلمانوں کا لباس اختیار کرکے اپنے سر کے بال کھلے چھوڑ کر عرب ممالک کا سفر کرنا چاہا تھا نام بھی اپنا کرم شیر رکھ لیا تھا۔ مگر وہ بغداد سے آگے نہ جا سکے تھے۔ ان کا ارادہ مکہ شریف بھی جانے کا تھا جو پورا نہ ہو سکا اور واپس آگئے۔

سردار کرم سنگھ ہٹورین دی اتہاسک کھوج صہ ۱۵

بابا نانک صاحب والا نسخہ قرآن شریف

بابا نانک جی کے اسلام کا ثبوت قرآن کریم کے اس نسخہ سے بھی ملتا ہے — جو سفر مکہ میں اسے ساتھ لے گئے تھے۔ سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ گورو جی کا وہ قرآن شریف گورو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں موجود تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک سکھ اخبار نے شائع کیا تھا۔

گورو ہر سہائے وچ اک قرآن پیا ہے۔ تے کہیا جاندا ہے کہ ایہہ اوہ قرآن شریف ہے جس نوں گورو نانک صاحب مکے مدینے دے سفر وچ نال لے گئے سن

اخبار خالصہ سماچار امرتسر ۸ ر اکتوبر ۱۹۳۱ء

یہ قرآن شریف جو کہ باوا نانک صاحب کے گدی نشین گوروں کے تبرکات میں نہایت ادب کے ساتھ اب تک اس خاندان میں چلا آیا ہے۔ جس کی زیارت کے لئے صدہا کوس سے سکھ لوگ آتے ہیں۔ اور ہزارہا روپیہ بطور نذر چڑھاتے ہیں۔ یہ اس بات پر صاف دلیل ہے کہ باوا نانک صاحب اور نیز ان کے گدی نشین اور بیرو صدق دل سے قرآن شریف پر ایمان لائے تھے اور اس کو درحقیقت خدا کا کلام سمجھ کر اس کا ادب کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص تجاہل کی رو سے اس کا انکار کرے تو اس سے ہمیں کچھ غرض نہیں۔ لیکن بلاشبہ باوا صاحب اور ان کے گدی نشینوں کے اسلام پر یہ ایک کھلا ثبوت ہے کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔

۱۹۰۸ء میں ایک احمدیہ وفد گورو ہر سہائے گیا تھا جس نے وہاں جا کر اس قرآن شریف کو دیکھا تھا سردار جی۔ بی سنگھو نے اس احمدیہ وفد کے

متعلق یہ شہادت دی ہے کہ

وفد کے تمام ممبر پڑھے لکھے تھے۔ قرآن شریف جن کی زبان کی نوک پر تھا۔ پوتھی صاحب کو دیکھکر اسے قرآن شریف کہنے میں انہیں کوئی مغالطہ نہیں لگا۔ نیز سردار صاحب موصوف نے اس بارہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ

بیراجیں ہیڑاں ص۱۵

اگر وہ پوتھی دراصل گورونانک صاحب کی ہو۔ اور وہ قرآن شریف جس طرح کہ احمدیوں نے بتایا ہے۔ تو سکھ اپنی بے سمجھی سے گورونانک صاحب کو پکا مسلمان ثابت کر رہے ہیں

بیراجیں ہیڑاں ص۲

اب محققین غور فرمالیں کہ اگر گورو ہر سہائے کا قرآن شریف بابا نانک جی کی یادگار ہوا اور فی الحقیقت وہ گورو جی کی تاریخی یادگار تھا۔ جسے اب سکھوں نے تلف کر دیا ہے) تو اس میں سکھوں کی بے سمجھی کیونکر ثابت ہوسکتی ہے اپنے بزرگوں کی یادگاروں کی حفاظت تو عقلمندی کی علامت سمجھی جاتی ہے نہ کہ بے سمجھی کی۔ اور اگر اس سے گورو جی کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہو۔ تو اس حقیقت کو خندہ پیشانی سے تسلیم کرنا چاہئیے۔ نہ کہ اس پر ناراض ہونے کی ضرورت ہے یہ درست ہے کہ گورو ہر سہائے کا قرآن شریف گورو جی کے مسلمان ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ گورو جی کی یادگار کوئی اور کتاب یا پوتھی کہیں بھی نہیں ہے بلکہ ان کے دست مبارک کا لکھا ہوا مول منتر بھی نہیں ملتا۔

سردار گوربخش سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی نے ایک مرتبہ اس سلسلہ میں یہ بیان کیا تھا کہ

پوتھی صاحب سے متعلق بھی سردار صاحب نے ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے۔ عقلمندوں کو بھرمانے کے لئے قرآن شریف کے ایک قلمی نسخہ کو رومالوں میں لپیٹ کر رکھا ہوا تھا۔ جس کے درشن

ایک سوا ایک روپیہ لیکر کروائے جاتے تھے ۔ اس پوتھی کو جب
جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے ملاحظہ کیا تو انھوں نے گورونانک
صاحب کے مسلمان ہونے کا یقینی ثبوت پریس میں پیش کیا۔ گورو
ہرسہائے کے سوڑھی صاحبان نے مشہور کیا ہوا تھا کہ یہ پوتھی گورو
صاحب ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے ۔

پربت لڑی جون ۱۹۴۵ء

الغرض گورونانک جی کا ایک مسلمان کے لباس میں مکہ معظمہ حج کے لئے جانا اور
راستہ میں اذانیں دینا اور نمازیں پڑھنا ۔ نیز قرآن شریف اپنے پاس رکھنا اور
اس کی تلاوت کرنا اور حج کے سفر کو بابرکت تصور کرنا ۔ یہ ایسی باتیں ہیں ۔ جو
گورو کے اسلام کو واضح کر رہی ہیں ۔ اور خود سکھ ودوانوں کو بھی مسلم ہے کہ
ان باتوں سے گورونانک جی کے اسلام کی وضاحت ہوتی ہے ۔ جنم ساکھی بھائی
منی سنگھ میں تو یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو جی مکہ معظمہ کی عظمت کے بھی قائل تھے ۔
اور اسے بزرگوں کا مقام تصور کرتے تھے ۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ گورو جی نے مکہ معظمہ کے
بارے میں یہ فرمایا تھا کہ

ایہہ مکان وڈیاں بزرگاں دا ہے ۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۳۵۵

گورو ہرسہائے میں موجود قرآن شریف جو گورونانک جی کی ایک تاریخی یادگار
کے طور پر رکھا گیا تھا ۔ گورو جی کے اسلام کو واضح کر رہا تھا ۔ مگر افسوس کہ پاکستان
بننے سے کچھ عرصہ قبل اسے ضائع کر دیا گیا ۔ اور اس کی جگہ گورو گرنتھ صاحب کا ایک
قلمی نسخہ رکھ دیا گیا ۔ اس بارے میں سردار جی بی سنگھ کا بیان ہے کہ

جس پوتھی کا بساکھی کے دن ۱۹۴۴ء میں پرکاش کیا ہوا تھا ۔ اور
جس کے سامنے لوگ دور نزدیک سے آکر سجدے کر رہے تھے اور
نذرانے پیش کر رہے تھے ۔ وہ قرآن شریف نہیں بلکہ گورو گرنتھ

صاحب کی ہی ایک پورانی جلد ہے جو گورو ہر رائے صاحب کے
زمانہ کی نقل کی گئی معلوم ہوتی ہے۔

براہین بیڑاں ص۲

سردار جی۔ بی سنگھ نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ

گورو گرنتھ صاحب کی ایک بیڑ بابا نانک کی پوتھی نہیں ہو سکتی
..... قرآن شریف کے ایک قلمی نسخہ کا گرنتھ صاحب بن جانا
ایک کرامت ہے جو احمدیوں کی تحقیقات کے اخباروں میں اجانے
یعنی سنہ ۱۹۰۸ء سے لیکر سنہ ۱۹۴۴ء تک کے عرصہ میں کسی وقت خاموشی
سے ظہور میں آگئی ہے۔ لیکن کرامت میں ایک کمی رہ گئی کہ کوئی اور
پورانی پوتھی رکھنے کے بجائے گورو گرنتھ صاحب کو درمیان میں لایا
گیا ہے۔

براہین بیڑاں ص۲۱

پس گورو نانک جی کی یادگار کے طور پر رکھا ہوا قرآن شریف محض اس لئے تلف
کر دیا گیا۔ کہ جماعت احمدیہ نے اسے باوا نانک کے اسلام کے ثبوت میں پیش کیا تھا
جو موجودہ زمانہ کے سکھ صاحبان کو منظور نہیں تھا۔ اور قرآن شریف کی جگہ گورو
گرنتھ صاحب کی ایک بیڑ رکھدی اور یہ ادل بدل کرنے والے یہ بھول گئے کہ گورو
گرنتھ صاحب گرو نانک کی وفات سے عرصہ بعد وجود میں آیا تھا۔ پھر وہ کس طرح
گرو نانک کی یادگار ہو سکتا ہے پس ادل بدل سے صداقت پر کوئی حرف نہیں
آسکتا۔ کیونکہ ہماری طرف سے پہلے ہی یہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ

اگر وہاں کے متولی وہ حمائل شریف وہاں سے ہٹا بھی دیں تو
پھر بھی صداقت پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہاں حمائل
شریف دیکھنے والے معتبر گواہ موجود ہیں۔

حجر اسود اور گورو نانک جی

جنم ساکھیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گرو نانک جی نے حجر اسود سے متعلق اپنی اس عقیدت کا اظہار کیا ہے جو مسلمانوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔

چنانچہ گورو جی نے فرمایا ہے کہ

مردانہ یہ مسلمانوں کے گناہوں کا کفارہ ہے سیاہ اس واسطے ہوا ہے کہ مسلمانوں کے گناہ اس پر لگ جاتے ہیں۔

جنم ساکھی اردو ص۱۴۶ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

حدیث شریف میں ہے کہ

نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بياضا من اللبن فسودته خطايا بني آدم

(ترمذی)

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ

ایک ٹوٹے ہوئے ستارہ کا ایک ٹکڑا سیاہ رنگ کا پتھر سنگ اسود

سنسار دا دھارمک اتہاس ص۳۸۵

ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ

سنگ اسود ابراہیم (علیہ السلام) کا پوتر نشان جو سیاہ پتھر ہے۔

جیون کرنال ص۱۴۹

بابا نانک جی کا چولہ

بتکدہ پھر بعد مدت کے مگر روشن ہوا ۔۔۔ نور ابراہیم سے آذر کا گھر روشن ہوا

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے ۔۔۔ ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے

(اقبالؒ)

چولہ صاحب بمقام ڈیرہ نانک ضلع گورداسپور پنجاب بمکان کابلی مل کی اولاد
جو باوا صاحب کی نسل سے ہیں۔ کے پاس ہے سکھوں میں اس سے بڑھ کر قابل
احترام اور کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ چولہ ایک سوتی کپڑا ہے جو خاکی رنگ اور
بعض بعض کناروں پر کچھ سرخی نما بھی ہے تو یہ تعصب کے زمانہ میں سرخی ڈالی
گئی۔ جوانگد کی جنم ساکھی میں لکھا ہے اس پر تیس سپارہ قرآن کریم لکھا ہے۔ نیز
وہ تمام اسمار الہٰی بھی اس میں لکھے ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض آیات قرانیہ اور اسمائے الہیہ کو ابجد کے ہندسوں میں
درج کیا ہوا ہے گورو جی کا یہ مقدس چولہ سکھ قوم میں بہت عزت اور عظمت
کا حامل ہے اکثر لوگ اس کی منتیں مانتے ہیں اور اپنی مرادیں پوری ہونے پر نذرانے
پیش کرتے ہیں اور قیمتی رومال بھی چڑھاتے ہیں ۔ اس چولہ کی عظمت اور تقدس
کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہر سال ڈیرہ بابا نانک میں ۲۱ ر ۲۲ ر
۲۳ ر پھاگن ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے جسے سکھوں میں عام طور پر میلہ چولہ صاحب
یا چولہ صاحب کا میلہ سے موسوم کیا جاتا ہے اس میلے میں شمولیت اختیار کرنے کے
لئے ہزاروں عقیدتمند دور دراز کے علاقوں سے پیدل چل کر اور سواریوں پر سوار
ہو کر آتے ہیں اور اس مقدس چولہ کے درشن کرکے اپنے تن من کو راحت اور سرور
پہنچاتے ہیں میلے کے دنوں میں بیدی صاحبان اس چولہ کو شیشہ کی ایک الماری میں
بند کر کے عام لوگوں کو درشن کرنے کا موقع دیتے ہیں اور عقیدتمند لوگ اس چولہ صاحب
کو سجدے کرتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کی آیات والا چولہ گرو نانک جی کو بغداد سے حاصل ہوا تھا۔
تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۸۶ اردو حصہ ۵

۲۔ عراق کے دارالسلطنت میں ...... بہلولؒ اور اس کے بیٹے نے ...... آیتوں
والا چولہ بھینٹ کیا جو کہ ڈیرہ بابا گورو نانک میں موجود ہے۔
رسالہ گورمت پرکاش فروری ۱۹۸۰ء

۳۔ ایک ودوان کا بیان ہے کہ
ڈیرہ صاحب میں بیدی صاحبزادوں کے پاس گورو نانک جی کا چولہ صاحب ہے اور درشن میلہ پھاگن کے ۲۲ دن گذرنے پر ہوتا ہے
گوردوارے درشن صہ ۶۹

۴۔ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ
گورو نانک جی کا چولہ بھی یہاں (ڈیرہ بابا نانک میں ہے)
تواریخ گورو خالصہ صہ ۱۰۱

۵۔ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ نے لکھا ہے
سری گورو نانک جی کا ڈیرہ بابا نانک میں بیدی کابلی مل جی کے گھر چولہ ہے۔
مہان کوش صہ ۱۴۲۷

۶۔ پنڈت تارا سنگھ جی نروتم لکھتے ہیں کہ
چولہ گورو نانک جی کا.... گورو نانک جی کے ڈیرہ باوا کا بلا سنگھ بیدی کے گھر میں ہے میلوں کے موقع پر سب کو درشن کروایا جاتا ہے
گورو تیرتھ سنگرہ صہ ۲۳۳

۷۔ بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں۔
یہ چولہ...... اب تک ڈیرہ بابا نانک میں رکھا ہوا ہے۔
نانک پرکاش سمپاوت صہ ۹۱۲

۸۔ ایک سکھ ودوان پروفیسر من موہن سنگھ جی ایم اے کا بیان ہے کہ
گورو جی نے خود کعبہ تک چل کر جانے میں اپنی توہین نہیں سمجھی اور ڈیرہ بابا نانک میں اب بھی وہ چولہ موجود ہے جو بغداد میں واپسی پر گورو نانک جی نے زیب تن کیا تھا اور جس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔

اخبار شیر پنجاب دہلی پورن ماشی نمبر ۱۹۵۶ء

۹۔ سردار اوتار سنگھ جی آزاد بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے قرآن شریف کی آیات والا چولہ زیب تن کیا تھا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ

سیس کلاہ قلندری چولہ سوہے گل

. . . .

آیتاں کڈھیاں اوس تے مسلمانی کاٹ

ایسے نئی گورو دیو جی رہے قلندر جاپ

وشو نور ص ۲۶۹

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہے کہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود قرآن شریف کی آیات والا چولہ گورو جی کی ایک تاریخی یادگار ہے جسے گورو جی پہنا کرتے تھے۔

سکھ دنیا میں چولہ صاحب کی عظمت

گورو نانک جی کا یہ تاریخی اور آسمانی چولہ گورو جی کی ایک عظیم الشان یادگار ہے اور عقیدت مندوں کی طرف سے اس پر اتنے ریشمی اور سوتی رومال چڑھائے جا چکے ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک خاصہ بنڈل بن گیا ہے۔ ان رومالوں میں ایک رومال گورو نانک جی کی بڑی بہن بے بے نانکی جی کے ہاتھوں کا تیار کردہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

گوردھام دیدار ص ۲۰

اس چولہ سے متعلق پوجاریوں اور دوسرے عقیدتمندوں کا بیان ہے کہ یہ بہت ہی برکتوں اور عظمتوں والا ہے۔ لوگ جو بھی منتیں مانتے ہیں اس چولہ کی برکت سے خدا تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ اور بڑے بڑے کٹھن اور مشکل امور بھی اس کی برکت سے سرانجام پا جاتے ہیں اس پر جتنے بھی رومال چڑھے ہوتے ہیں وہ سب کے سب ان لوگوں کی طرف سے بھینٹ کئے گئے ہیں جن کی مرادیں اللہ تعالیٰ نے اس چولہ

کی برکت سے پوری کی تھیں۔

قصہ چولہ صاحب صہ

اس چولہ کے عقیدتمند لالہ سنت رام دھرم کوٹی نے اس کی برکات سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ۔ قصہ چولہ صاحب صہ

جو جو سکھناں سکھ آوٹ۔ منگیاں کل مرادان پاون

جو جو درشن کرن ترن جاوں۔ کدے نہ آوے ہار جی

ان کے (یعنی گورونانک جی کے تمام جانشین اس چولہ کی تعظیم کرتے رہے اور جب کوئی بلا پیش آئی اور کوئی سختی نمودار ہوتی یا کوئی عظیم الشان کام کرنا ہوتا تو اس چولہ کو سر پر باندھتے اور کلام الہٰی سے جو اس پر لکھا ہوا ہے برکت چاہتے۔ تب خدا تعالیٰ وہ مراد پورا کر دیتا ہے۔ اور اب تک جو عرصہ چار سو برس کا گزرتا ہے اس چولہ سے یہ مشکلات کے وقت میں برکتیں ڈھونڈتے اور بے اولادوں کے لئے کلام الہٰی سے تونگ وغیرہ چھوا کر لوگوں کو دیتے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی عجیب تاثیرات ہوتی ہیں۔ غرض وہ برکتوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور بلاؤں کے دفعہ کرنے کا موجب سمجھا جاتا ہے اور صدہا روپیہ کے شال اور ریشمی کپڑے اس پر چڑھے ہوتے ہیں اور کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے اس کے لئے وہ مکان بنایا گیا ہے اور اسی زمانہ میں ایک نہایت مبالغہ کے ساتھ انگد صاحب نے جو باوا صاحب کے جانشین تھے۔ اس چولہ کی بہت سی برکتیں اپنی جنم ساکھی میں تحریر کیں اور اسے آسمانی چولہ تسلیم کیا ہے۔

گورونانک جی کو یہ چولہ کیسے ملا

یہ چولہ گورونانک جی کو ان کے رب العزت کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا۔

چنانچہ گورو گرنتھ کوش کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ

گوربانی میں درگاہ میں پہنایا جانا گورونانک جی کو درگاہ میں قبأ
کا ملنا وغیرہ مرقوم ہے۔

گروگرنتھ کوش ص۲۶۲

گوروگرنتھ صاحب میں قبار کا ملنا مرقوم ہے۔مہان کوش میں قبار کی تشریح
مندرجہ ذیل ہے۔

قبار کے معنی پوشاک۔لباس۔چوغہ

مہان کوشس ص۸۸

گوروگرنتھ صاحب میں درج ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حضور بلایا
تھا اور انہیں ایک ایسا روحانی لباس عطا کیا تھا جس پر سچی صفت صلاح یعنی
خدا تعالیٰ کی حمد درج تھی یا جو مجسمہ حمد الٰہی تھا۔چنانچہ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ

ہوں ڈھاڑی دے کارے لایا ۔ رات دیہیں کیوار دھروں فرمایا
ڈھاڈی سچے محل خصم بلایا ۔ سچی صفت صلاح کپڑا پایا

گوروگرنتھ صاحب راگ ماجھ کی وار محلہ ۱ ص۱۵۰

گورونانک جی نے اپنے اس شبد میں اللہ تعالیٰ کے حضور جانا اور وہاں سے سچی صفت
صلاح سے بھرپور روحانی لباس کا ملنا بیان کیا ہے

روحانی لباس کا ملنا شبد گوروگرنتھ صاحب میں سروپا و
(خلعت) بیان کئے گئے ہیں

شبدارتھ گوروگرنتھ صاحب ص۱۵۰

پنڈت تارا سنگھ جی نے سروپا خلعت کے معنی چولہ کے ہیں۔

گورو تیرتھ سنگرہ ص۱۳۵

مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی بیان کرتے ہیں۔

گورونانک جی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بخشش ملی وہ بخشش کیا تھی
پیندھا سچے کھنڈ۔رب العزت کی طرف سے عزت کی پوشاک ملی۔بابے نے

ریت اور آک کھا کر روڑوں (پتھروں) کا بستر بنا کر بھاری تپسیا کی۔ بابا جی کو سچے کھنڈ میں خلعت پہنایا گیا بابا اداسی دھار کر کے لوگوں کی اصلاح کے لئے روانہ ہوا۔

وارن بھائی گورداس مترجم ص۹۲

گورونانک جی دوران سفر ارکان اسلام کے سخت پابند تھے۔

ست گورونانک دیو جی نے لوگوں کو بھرموں سے نکالنے کے لئے جنم لیا......مکہ مدینہ مصر چین اور کابل بھی گئے اور مسلمانوں سے مل کر نمازیں پڑھ کر صرف سچائی کا پرچار کیا۔

روزنامہ اکالی ۲۹ ستمبر ۱۹۳۸ء

گورونانک جی اپنے سفروں کے دوران روزوں کی پابندی بھی کرتے رہے چنانچہ اپنے سال بھر کے قیام میں آپ نے مکہ معظمہ میں روزے بھی رکھے۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۹۴

جدکدی سماں بنیاں تاں گورو جی نے عرب دے پیغمبر حضرت محمدؐ صاحب نوں منن والے پکے مسلماناں وانگ بانگ دی وتی

میکاف اتہاس حصہ اول شائع کردہ پھلواڑی ایجنسی ص۱۴۷

گورونانک جی اپنے تبلیغی سفروں کے دوران اذانیں دیتے اور نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ اور اسلامی ارکان کی پابندی کرتے رہے ہیں۔ اور گورونانک جی نے جب اپنی عمر کے آخری حصہ میں کرتار پور بسایا اور اپنے رہنے کے لئے مکان بنوایا تو اس مکان کے ساتھ ملحقہ مسجد تعمیر کروائی اور اس مسجد میں نمازیں پڑھانے کے لئے امام الصلوٰۃ بھی مقرر کیا تاکہ وہ نماز پڑھایا کرے۔

عبرت نامہ فارسی ص۱۴۱

سبھائی بھگیر تھ نے سری گورو نانک جی کی وار لکھی ہے اور اس وار کی ایک پوڑی یہ ہے۔

بابا وئیں نہائے کے سچ کھنڈ میں پہنچا جائی۔
بش دیو خوش ہوئے کے گور منتر دے کلا بدھائی
ٹوپی۔ چولہ۔ برن تے بھٹیا دے گل سیلی پائی
وئیں وچوں نکل کے رنگ مجیٹھی بش دہرائی
بیٹھے قبرستان میں درویش کوالٹی لوکائی
واہگورو ست نام دے چار بید کو سار بتائی
پڑھی نماز میت میں دولت خال عظمت آزمائی
رہت فقیری دھار کے مردانہ بالا سنگائی
کھنڈ برہمندی سیل کر بھوجل تاری خلق پہنائی
کل جگ نانک کلا دکھائی

لبھی کھوج حصہ چہارم ص۸۶

گورو جی نے جب وئیں ندی میں غوطہ لگایا ور ن دیو، خضر سے ملاقات ہوئی ملاحظہ ہو۔ پوراتن جنم ساکھی ص۷۵-۷۶

گورو جی کے چولہ صاحب پر صرف قرآنی آیات ہیں

یہ بات قابل غور ہے کہ اگر گورو نانک جی کے چولہ صاحب پر اور کوئی زبان درج ہوتی تو گورو نانک جی کی بانی سے ضرور لکھی ہوتی یا کم سے کم سکھ صاحبوں کے اعتقاد کے مطابق گرنتھ صاحب کا مول منتر جو الہامی مانتے ہیں ضرور ہونا۔ اس کے برخلاف ہر ودوان نے یہی ظاہر کیا ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا میں مرقوم ہے کہ جب گورو جی یہ چولہ پہن کر عرب دیش گئے تو وہاں کے لوگوں نے اچھی طرح دیکھنے کے بعد یہ کہا تھا کہ اس پر قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں

سری گوروجی وہ خلعت پہن کر اس شہر کے دروازے کے
باہر جا بیٹھے جب سات دن گزر گئے تو لوگوں نے کہا کہ
دیکھو بھائی یہ کیسا درویش ہے اس کے اوپر قدرتی قرآن
کے تیس پارے لکھے ہوئے ہیں۔ جب ان لوگوں نے اچھی طرح
دیکھا تو بادشاہ کو جاکر خبر دی کہ اے بادشاہ شہر کے باہر ایک
درویش بیٹھا ہے اس کے گلے میں ایک خلعت ہے جس پر
تیس پارے قرآن کے لکھے ہوئے ہیں۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۱۹

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتو کھ سنگھ جی کے بقول بھی عرب کے لوگوں نے
گوروجی کے گلے میں قرآن شریف کی آیات والا مقدس چولہ دیکھکر یہی شہادت
دی کہ اس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ

پاتشاہ کے جاتے اگاری ۔۔۔ نرن سنائے دیں سدھ ساری
دیہہ ایک آیو درویشا ۔۔۔ سینونہ کبھیو خلک گرایسا
ہیں قرآن کے تیس سپارے ۔۔۔ تاں پر لکھ راکھے ہیں سارے
اچھر پیچ پرکار ہیں جو وَ ۔۔۔ لکھے سرب نیکی بدھ سوَد

(نانک پرکاش اترار دھ ادھیائے ۱۷)

لالہ سنت رام جی اس بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ

عربی اس تے لکھی تمام ۔۔۔ پڑھ پڑھ دیکھے حلقت تمام
ہور ہیا درس صبح و شام ۔۔۔ سب کر رہے دیدار جی

گورو نانک سورجودے جنم ساکھی ص۳۹۸

ایک اور صاحب جگدیش رام صاحب فقیر نے لکھا ہے۔

سونے وانگ دیوے چمکارا ڈٹھا ایہہ عجیب نظارا
اُتے لکھیا کلمہ سارا اب جو چھپا لایا اے

گورونانک صاحب دا چولہ عربی نال جڑیا ہے۔

نیا قصہ چولہ صاحب دا صہ

اس کے علاوہ چولہ صاحب کی مہاتم کی پوتھی میں مرقوم ہے کہ

آکاش بانی آئی ۔ گرونانک تائیں

جلدی عرب نو جائیں ۔ پھڑکے دھرم دی ڈھال

ساڈی سے جا نشانی ۔ ایہہ تو چولہ نورانی

اتے حرف قرانی ۔ چھپیا کلمے واجال ۔ اتے تیس سپارے ۔ چھپیا کلمہ بیا ۔

لکھے علم دی چارے ۔ لگا ریشم لال

چولہ کے مہاتم کی پوتھی مصنفہ بیدی بھگوان سنگھ صہ

اس حوالہ سے بھی یہ واضح ہے کہ چولہ صاحب پر صرف قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں۔ نیز گورو جی نے جب مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا تھا تو یہ چولہ انھوں نے اپنے رب العزت کے حکم کی بنا پر زیب تن کر رکھا تھا۔ اس میں چار علموں کا بھی ذکر کیا گیا ہے وہ چار علم کسی دوسری زبان سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ چار علم چار رسم الخط ہی ہیں۔ جن میں کہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی مختلف آیات لکھی ہوئی ہیں۔ عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں سے ناواقف لوگ اگر انہیں مختلف علم سمجھ لیں تو یہ کوئی مضائقہ نہیں۔

گیانی دت سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو جی مکہ شریف گئے تھے تو اس وقت اپنے سر پر ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور چولہ بھی زیب تن کیا ہوا تھا۔

گل چولہ سر کلاہ سہائی ۔ عصا ہاتھ ادھک چھب جائی

سنے سنے مکے میں آئے ۔ دیکھی سگل تیاں کی جاتے

نانک پر بودھ صہ ۳۰۲

مشہور و معروف سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی کے بقول بھی گورو نانک جی

جب مکہ معظمہ گئے تھے تو انھوں چولہ پہنا ہوا تھا جیسا کہ انھوں نے لکھا ہے۔

اک اکال روپ گورونانک دوتی ڈوم مردانہ
سیلی۔ ٹوپی۔ چولہ۔ نیلا رکھت حاجیئن بانا

پنتھ پرکاش بسرام ۹۔ صہ ۵۳

ایک اور مقام پر گیانی صاحب موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ

عرب میں (گوروجی) عصا۔ استادہ۔ مصلیٰ۔ کتاب۔ پیراہن نیلی رنگ۔ کھتل رنگ۔ سیلی۔ یہ فقیری پراوا خود رکھتے اور اپنے ساتھیوں کو رکھاتے رہے۔

تواریخ گوروخالصہ صہ ۲۹۶

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے پنتھ پرکاش کے بعد کے ایڈیشنوں میں یہ بیان کیا ہے کہ

چوے پر قرآن شریف کی آیات کے علاوہ اور کوئی کشیدہ نہیں ہے

پنتھ پرکاش بسرام ۹ صہ ۵۵

بعض اور کتب میں بھی یہ مرقوم ہے کہ ڈیرہ بابانانک میں موجودہ گورونانک جی کے چولہ پر صرف قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں۔

تواریخ گوروخالصہ پنتھ صہ ۱۵۳

گورونانک جی کا ایک اور چولہ

۱۹۶۹ء میں گورونانک جی کا پانچ صد سالہ جنم دن سکھ دنیا نے بڑی دھوم دھام اور شان وشوکت سے منایا تھا۔ اس وقت بھارت اور دوسرے ممالک کے علاوہ پاکستانی سکھوں اور نانک پنتھیوں کے اٹھ دس ہزار کے قریب گورونانک جی کے عقیدت مند ننکانہ صاحب آئے تھے ان میں مشہور سکھ لیڈر گیانی کرتار سنگھ جی تھے گیانی جی نے گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب میں گوروجی

سے متعلق ایک تقریر کی تھی ۔ اس میں یہ بات خاص طور پر بیان کی کہ قرآن
شریف کی آیات والے گورونانک جی کے دو چولے ہیں ۔
اور یہ دونوں ہی سکھوں کے قبضہ میں ہیں ایک مشہور چولہ تو ڈیرہ بابا نانک
ضلع گورداس پور میں بیدیوں کے پاس ہے اور دوسرا موضع چولہ ضلع امرتسر
میں ہے گیانی جی نے دوران تقریر یہ بھی فرمایا تھا کہ اس گاؤں کا نام چولہ اسی
چولہ صاحب کی وجہ سے مشہور ہوا ہے. گیانی نے دوران تقریر یہ بھی بیان کیا
تھا کہ یہ دوسرا چولہ انھوں نے خود موضع چولہ جاکر دیکھا ہے اس پر جابجا پہلے
چولہ کی طرح قرآن شریف کی آیات درج ہیں ۔

چولہ کا خاکہ

گورونانک جی کے اس مقدس چولہ کا خاکہ چودھری کرتار سنگھ جی ریٹائرڈ ہیڈ
ماسٹر نے اپنی تصنیف جغرافیہ گورداسپور میں شائع کیا ہے ۔ بھارت کے آزاد
ہونے سے قبل اور پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے یہ جغرافیہ گورداسپور
کے پرائمری اسکولوں میں بطور ریڈر کے پڑھایا جاتا تھا اور یہ گورنمنٹ آف
انڈیا سے رجسٹری شدہ تھا اس کے پبلشر لالہ ملکھ راج وگل کتب فروش بٹالہ ضلع
گورداس پور تھے اس جغرافیہ میں دیا گیا چولہ صاحب کا خاکہ درج ذیل ہے

اس کے علاوہ بعض سکھ اخباروں نے گورونانک جی کی بعض ایسی تصاویر
بھی شائع کی ہیں جن میں یہ چولہ گروجی کے زیب تن دکھایا گیا ہے ۔ چنانچہ امرتسر
سے شائع ہونے والے ایک سکھ اخبار ہفت روزہ سچا ڈھنڈورہ نے ایک دفعہ
اپنے پورن ماشی نمبر میں گورونانک جی کی بعض ایسی تصاویر لیتھوگرافی میں
شائع کی تھیں جن میں گوروجی کو یہ چولہ پہنے دکھایا تھا ۔
اخبار اجیت جالندھر نے بھی ایک مرتبہ گورونانک نمبر میں گورونانک

مقدس چولہ بھنے

گورو نانک جی کی یہ تصویر دہلی کے ایک سکھ مصور سردار

گورو نانک جی کی یہ تصویر دہلی کے ایک سکھ مصور سردار جسونت سنگھ جی نے ۱۹۰۶ عیسوی میں بنائی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک کاپی چنڈی گڑھ کے عجائب خانہ میں ہے اور دوسری کاپی گورو نانک یونیورسٹی امرتسر میں ہے اور چولہ چودھری کرتار سنگھ جی کی تصنیف "جغرافیہ ضلع گورداسپور" سے لیا گیا ہے ۔
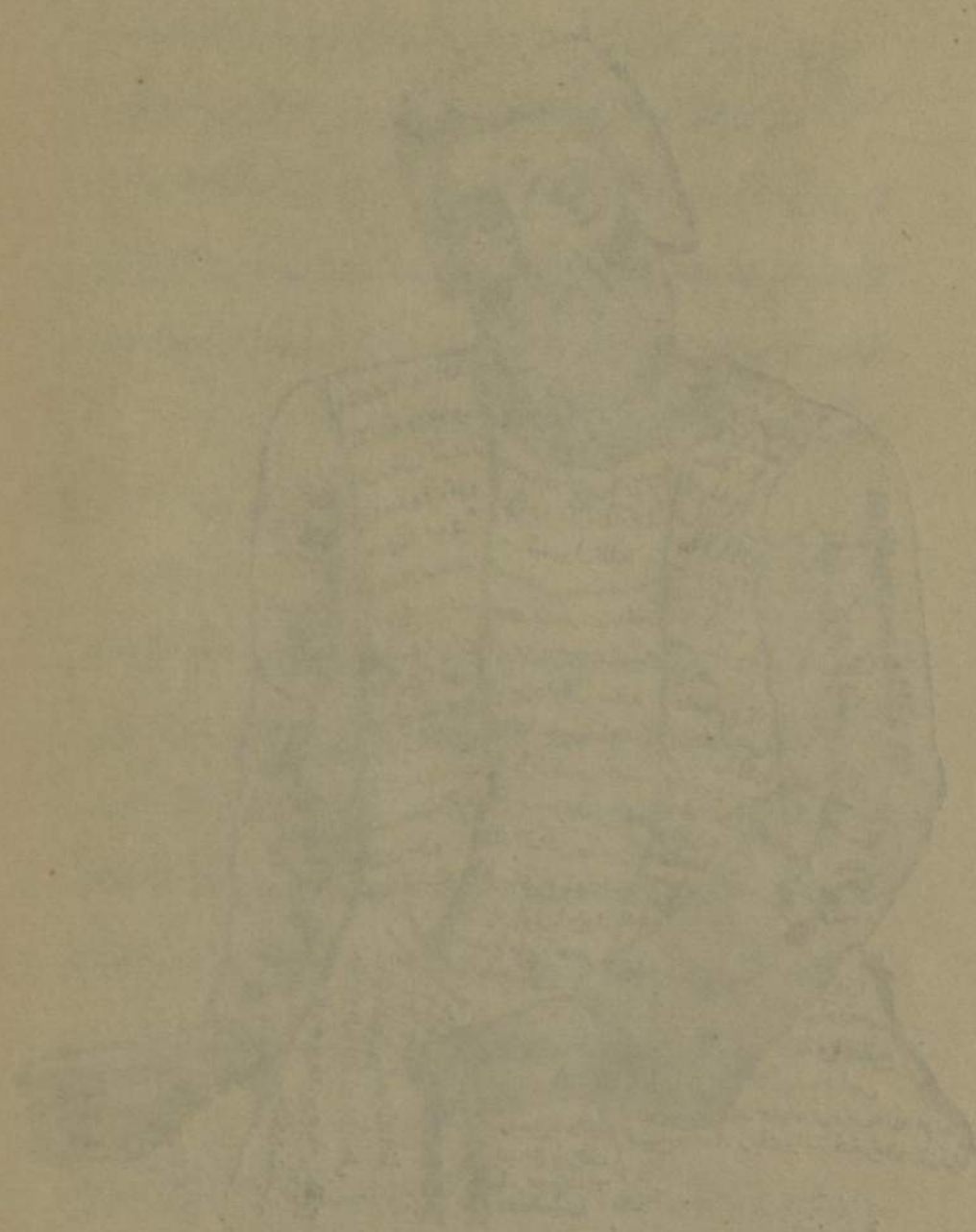
جی کی ایک تصویر شائع کی تھی جس گوروجی کو یہ چولہ زیب تن دکھایا گیا تھا اس کے نیچے یہ الفاظ درج تھے کہ

قرآن دیاں آتیاں انکت چولہ پائی

سکھ قوم کو دعوت فکر

سکھ قوم کو اس بات کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ جذبات سے ہٹ کر سنجیدگی سے سوچ بچار کریں کہ ۱۹۴۷ء اور ۱۹۷۷ء میں کتنا فرق ہو گیا سکھ قوم کے وہ بیانات اور آج کے حالات کا جائزہ لیں ان بیانات کو سامنے رکھ کر مکرر فیصلہ کریں کہ

پنجاب کے قتل وغارت کا ذمہ دار میں ہوں

میں نے لاہور میں ۳ مارچ کو پاکستان مردہ باد کا نعرہ لگایا تھا۔ اس نعرے کے نتیجے میں ہندوؤں نے مجھے اپنا لیڈر بنا لیا تھا۔ آج وہی ہندو کہہ رہے ہیں کہ تمام قتل وغارت کا ذمہ دار میں ہوں۔ رسالہ سنت سپاہی اپریل ۱۹۵۱ء

دس لاکھ انسانوں کے خون کے چھینٹے ماسٹر تارا سنگھ پر

ماسٹر تارا سنگھ صاحب ان دنوں جب سکھوں کی منظوری بہت وزن رکھتی تھی پنجاب کی تقسیم قبول نہ کرتے تو آج ملک کی تاریخ بہت مختلف ہوتی۔ اس پر دس لاکھ انسانوں کے خون کے چھینٹے نہ پڑے ہوتے۔ نہ ڈیڑھ کروڑ پنجابی سڑکوں پر بھٹکتے پھرتے اور نہ ملک دو ٹکڑے۔ ایک دوسرے کی تقدیر کے دشمن بنے ہوتے۔

از رسالہ پریت لڑی جون ۱۹۴۸ء

تلوار نکال کر ..... پنجاب میں ایک مسلمان نہ ہوگا۔

اکالیوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے تقسیم سے قبل لاہور اسمبلی کے دروازہ پر میان سے تلوار نکال کر ڈائریکٹ ایکشن کی دھمکی دی اور للکار کر کہا پنجاب میں ایک بھی

مسلمان نہ رہنے دیا جائے گا۔ مگر اس دائرکٹ ایکشن کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب کی زمین خون سے رنگ گئی

ریاست دہلی ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء

سکھوں کی غلط سیاست کا سکھوں کو اعتراف

ایک اور سکھ ودوان نے پاکستان میں رہ جانے والے گوردواروں کی ذمہ داری خود اپنی سکھ قوم پر ڈالتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ

ہمارے بزرگوں نے ہمیں ورثہ میں بہت کچھ دیا ہے۔ اس لئے ہمیں ان پر فخر ہے۔ لیکن خیال کرو کہ ہم اپنی آنے والی نسل کو کونسی ایسی چیز دے کر جائیں گے۔ کیا ہم ان کو یہ کچھ دیں گے کہ سکھ قوم کا مکہ۔ مدینہ ننکانہ صاحب۔ وغیرہ سینکڑوں گوردواروں سے جہاں ہم خود محروم ہو گئے ہیں۔ وہاں دیش کی تقسیم تسلیم کرکے آنے والی نسلوں کو بھی ان گوردواروں کے درشنوں سے محروم کر دیا ہے۔

ترجمہ سنت سپاہی جنوری ۱۹۵۳ء

غلط سیاست

بیر خالصہ دل کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں نے ہندوستان کے دو ٹکڑے کرکے دونوں کو آزاد کرکے یہ اعلان کر دیا

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سکھوں نے آزادی سے قبل اپنے مستقبل اور قسمت کے لئے کانگریس کا ساتھ دینا منتخب کیا تھا۔ اسی لئے ہی انگریزوں کو ہند۔ پاکستان کی سرحد جمنا سے تبدیل کرکے واہگہ مقرر کرنی پڑی اس قوم نے دو حکومتوں میں رہنا منظور نہ کیا۔ اور اپنی سونا اگلنے والی زمینیں۔ کئی پشتوں سے بنائی جائدادیں۔ اپنی خوبصورت پھلواڑیاں اپنے بنائے ہوئے اسکولوں۔ کالجوں اور اداروں

کو چھوڑ کر واہگہ کی سرحد عبور کر کے ہندوستان سے اپنی قسمت وابستہ
کرنا منظور کر لیا۔

سنت سپاہی امرتسر مئی ۱۹۵۲ء

اے میرے ستگورو.......
کس طرف چلیں

اگر ہم ننکانہ صاحب آزاد نہیں کرا سکتے۔ تو ہماری زندگی کا
بھی کوئی فائدہ نہیں۔ اور نہ زندہ ہی رہیں گے لیکن ننکانہ صاحب
آزاد کروانے کا بھی کوئی طریق نظر نہیں آرہا۔ اے میرے ستگورو
نانک تو خود ہی کرپا کر اور کوئی رستہ بتا کہ کس طرف چلیں۔

ماسٹر تارا سنگھ نے اپنے مضمون میں ننکانہ صاحب کی آزادی کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ
میں کی ہے۔

اگر ہم ننکانہ صاحب کو آزاد نہیں کر سکیں گے تو کم از کم بھول بھی
نہیں سکیں گے۔ اگر ہم مریں گے تو بھی ننکانہ صاحب کی یاد ہی میں
مریں گے۔ ننکانہ کی طرف منہ کر کے مریں گے۔ پیٹھ دیکر نہیں مریں
گے...... پس یہ نشانہ رکھو کہ ننکانہ صاحب پہنچنا ہے اس
کا سادھن ہے پاکستان کو ختم کرنا۔

سنت سپاہی امرتسر اپریل ۱۹۵۰ء

پاکستان کا خاتمہ ہی تمام سوالوں کا حل ہے اور اس کے بغیر کوئی
حل ہو ہی نہیں سکتا...... ہم پاکستان کا خاتمہ چاہتے ہیں۔

سنت سپاہی امرتسر اپریل ۱۹۵۳ء

ہندو مہاسبھا کا پروگرام پاکستان کو ختم کرنا ہے ہمارا پروگرام

اس سے ملتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس پروگرام سے ہمارا گوردواروں
کا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔
سنت سپاہی امرتسر فروری ۱۹۵۳ء

سکھ قوم اور ان کے لیڈروں کے ۱۹۶۵ء تک کے یہ خیالات تھے

اب ۱۲ار جنوری ۱۹۶۶ء کو ماسٹر تارا سنگھ کا یہ اعلان

۱۔ سکھ خود کو اسلامی فرقہ قرار دیں ماسٹر تارا سنگھ کی اپیل

۲۔ ہندوؤں کی عیاری نے سکھوں کو اسلام سے دور کر دیا انہیں پھر اس مذہب کو گلے لگا لینا چاہیئے۔

۳۔ سکھ اور مسلمان مل کر ایشیا میں استحکام پیدا کر سکتے ہیں۔

۴۔ ایرانی علماء سے ملاقاتیں۔

سکھوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ عنقریب ایک انقلابی اعلان کرنے والے ہیں جس کے نتیجہ میں بھارت اور ایشیاء کی سیاست میں اہم تبدیلیاں ہوں گی۔ سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب آجائیں گے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ پیدائشی سکھ نہیں۔ بلکہ پہلے ہندو تھے پھر حق کی تلاش میں نکلے اور ہندوؤں کی بت پرستی چھوڑ کر سکھ مذہب اختیار کر لیا۔ انھوں نے مذکورہ ملاقاتوں میں بتایا کہ ہم سکھ گرنتھ صاحب کو مانتے ہیں اور اصلاً سکھ فرقہ اسلام سے زیادہ قریب اور ہندومت کی شرک پرستی سے بہت دور ہے۔ فرقہ کے بانی گورونانک صوفی مشرب بزرگ تھے اور اللہ کو واحد مانتے تھے اور حضرت محمدؐ صاحب کو خدا کا نبی تصور کرتے تھے۔ لیکن بعض مسلمان بادشاہوں کی سیاسی اقدامات کی وجہ سے یہ فرقہ اسلام سے دور ہوتا چلا گیا۔ ہندوں نے بڑی چالاکی سے انہیں گلے لگا لیا۔

ماسٹر تارا سنگھ نے ایرانی علماء سے مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ ایشیا میں مسلمانوں کا مستقبل بہت شاندار ہے افریقہ اور ایشیا کی سیاست

میں مسلمان بہت اہم کردار ادا کرنے والے ہیں ...... سکھ بہادر اور بات کا دھنی اور سچائی پر مر مٹنے والے لوگ ہیں۔ مسلمان بھی انہیں اعلیٰ خصائل کے مالک ہیں یہ دونوں قومیں مل کر ایشیا میں استحکام پیدا کر سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا مذہبی اعتبار سے بھی سکھ ایک واحد فرقہ ہے اور گورو نانک کا مکہ مدینہ بغداد کربلا اور نجف اشرف کا سفر اس بات کا ثبوت دیتا ہے وہ اسلام کے بزرگوں کو قابل تعظیم سمجھتے تھے وہ بھی پہلے ہندو تھے۔ اور حق کی تلاش میں رہتے تھے۔ انھوں نے توحید کی تعلیم قرآن پاک سے حاصل کی۔ میں بھی قرآن پاک اور حدیثوں کو مانتا ہوں اور آج کل اسلام کا مطالعہ بڑے غور و فکر کے ساتھ کر رہا ہوں۔ ماسٹر تارا سنگھ نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان عالموں نے ہماری طرف توجہ نہیں دی ورنہ ہم بھی شاید مسلمانوں کا ایک فرقہ ہوتے اور ہمارے نام بھی آغاخانی مسلمانوں کی طرح ہوتے انھوں نے انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ میں عنقریب ایک تاریخی فیصلہ کرنے والا ہوں اور ساری سکھ قوم کو یہ مشورہ دوں گا۔ کہ جب وہ اپنے کو ایک خدا کا ماننے والا کہتے ہیں اور حضرت محمد عربی کو مانتے ہیں تو یہ اعلان کریں کہ ہم اسلام کا ایک فرقہ ہیں۔ اور ایشیا کے اتحاد کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنا چاہتے ہیں۔

۱۳ ر جنوری ۱۹۶۶ء اخبار جنگ کراچی

سکھ قوم کو اتحاد و ملاپ کی دعوت

دیندار انجمن سکھ قوم کو اتحاد کی دعوت مذہبی نکتہ نگاہ سے دے رہی ہے کیونکہ مذہبی اتحاد ہمیشہ کے لئے دیرپا ہوتا ہے اسلام نے دنیا کی بڑی بڑی اقوام کو اتحاد کی دعوت دی ہے آج بھی یہ دعوت عام ہے سکھوں اور مسلمانوں میں مذہبی مسائل مشترکہ ہیں۔ سکھ۔ ایک خدا کو مانتے ہیں۔ مسلمان بھی۔

سکھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی مانتے ہیں
مسلمان بھی۔ سکھ قرآن کریم کو خدا کی آخری کتاب تسلیم کرتے
ہیں۔ سکھ قوم کلمہ، نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کو مانتے ہیں

تو

اختلاف کیوں۔ اختلاف صرف
مغلوں کی حکمرانی ہوا ہے سکھوں اور مسلمانوں میں مذہبی اعتقادات
ایمانیات تہذیب و تمدن ایک
ذیل میں چند شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور گورو نانک جی

گورو نانک جی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی بھی شہادت
دی ہے۔

لے پیغمبری آیا اس دنیا دے ماہے
ناؤں محمد مصطفیٰ ہوا بے پرواہے
جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۴۱

ص۔ صلاحیت محمدی مکھ ہی اکھو نت
خاصہ بندہ سجیاں سرمتراں ہوں مت
جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۶

گورو جی نے اپنے اس قول میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
"سرمتراں ہوں مت" فرما کر اپنے رنگ میں یہی بات بیان
کی ہے کہ حضور تمام نبیوں کے سردار تھے۔ گورو جی نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین اور ختم المرسلین ہونے کی شہادت

دی ہے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ

میں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی سچے صاحب اس
سے قبل آپ نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ
کو دنیا میں بھیجا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ۱۵۱، ۱۳۴

ایک اور مقام پر گورو جی نے فرمایا ہے کہ

پھیر حکم رب دا ایس روش ہویا ہے جو سب
پیغمبراں دا ختم محمد مصطفےٰ دنیا وچ بیڑا چائے
گیا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۳۶

گورو نانک جی کے اس ارشاد کے پیش نظر گورو گرنتھ صاحب میں مذکور ہے کہ

اٹھے پھیر بھوندا پھرے کھادن سنڈرے سول
دوزخ چوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول

گوڑی کی وار سلوک محلہ ۵ ص ۳۲۰

جن لوگوں کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت اور محبت نہیں ہو گی وہ اس دنیا میں بھی بھٹکتے رہیں گے اور مرنے کے بعد ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ دنیا کی نجات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے ہی وابستہ ہے۔

کیتے نور محمدی ڈٹھے نبی رسول۔ نانک قدرت دیکھ کر
خودی گئی سب بھول

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص ۱۷۷

گورو جی نے دوبارہ فرمایا ہے کہ

اوّل نام خدائے دا دوئم نبی رسولؐ

نانک کلمہ یاد کر درگاہ پوّے قبول

لکھیا دُھر درگاہ دے اکسی باجھ نہ کوّے

کہے محمد اُمتی کلمہ پاک بگوّے

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۶۷

گوروجی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

حمد سنائی رب نوں دوئم نبی رسول

سوئم چاروں یار ہوں پڑھ کلمہ پوّے قبول

لکھیا دُھر درگاہ دے اِکو پاک آلائے

اُپر کلمہ نبی دا پڑھیا ہوّے پاک اورائے

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۷۳

اول ناؤں خدائے دا در دروان رسول

شیخا نیت راس کرتاں درگاہ پویں قبول

جنم ساکھی ولایت والی ص۱۶۸

گورونانک جی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر میں یہ بیان کیا ہے کہ

عملاں اتے نیٹری درگاہ نبی قبول

حجت حاجت نہ کتے کسم آکھے پاک رسول

جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۱

گوروجی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداتعالیٰ کی شبیہہ بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ

خدائے دا فرمان ہویا کہ میں تیری شبیہہ نہیں توں میری

شبہیہ ہیں۔ جیسے اپنے سروپ دی خاص صورت ہر جگہ
ہے۔ پر صاف شیشے وچ صاف صورت نظر آندی ہے
تیسے ہی میں سبھنا وچ ہاں۔ پر تیرا صاف آئینہ ہے سو تیرے
وچ میری شبہیہ نظر آوندی ہے۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صـ۲۵ جنم ساکھی بھائی بالا اردو صـ۶۳

گورو جی نے دربار رسالت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مرشد کا اختیار کرنا
بھی ضروری بیان کیا ہے

یقیناں پیر تے کرے ناں پوے قبول
نانک آکھے قطب دین پہنچے جائے رسول

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صـ۹۹ جنم ساکھی چھاپہ پتھر صـ۲۵

گورونانک جی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو دین دنیا
میں ظاہر ہوا وہ عالمگیر ہے اس میں تمام مذاہب کی سچائیاں شامل ہیں نیز وہ
خدا تعالیٰ کا مقبول بھی ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ

بابے کہیا تساڈے پیغمبر نے مکے وچ تپ کیتا سی
سو اوتھوں اکاش بانی ہوئی۔ جو کچھ ورتنگ وس کیہا کہ میرا
ایسا پنتھ چلے جو سب مذہب اوس وچ رل جاون تا
دوسری عرض قبول ہئی

جنم ساکھی منی سنگھ صـ۲۵۲

گورونانک جی اور درود شریف

گورونانک جی جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروری ذریعہ نجات تسلیم کرتے
تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر بھی یقین رکھتے تھے وہاں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا بھی بہت بڑی برکات حاصل کرنے کا

ذریعہ مانتے تھے چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ

پیر۔ پیغمبر۔ سالک۔ صادق۔ شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رشید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود

گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ ص۵۳

گورونانک جی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہؓ

گورونانک جی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر خیر بھی کیا

ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

سن پیغمبر مصطفےٰ تس دے چاروں یار
عمر خطابؓ۔ ابوبکرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ و یچار
چاروں یار مِلین چار مصلے کیں
پنچواں نبی رسول ہے جن ثابت کیتا دیں

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۹

یعنی گورو جی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خاص اور جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح بیان کرتے ہوئے۔ یہ بات خاص طور پر بیان کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین کی تکمیل ہوئی ہے اور ایک اکمل دین دنیا میں ظاہر ہوا ہے اور گویا کہ یہ پنج تن پاک ہیں اور ایک مقام پر گورو جی حضور کے چاروں جلیل القدر صحابہ سے متعلق یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ

خدا تعالیٰ کا نور چاروں یاروں میں بھی ہے اور حضرت محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی یکساں ہے

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ قلمی ورق ص۱۱۲

گورو جی نے حضرت علیؓ کو خدا تعالیٰ کا شیر بھی بیان کیا ہے۔

مرتضیٰ علی شیر خدائی   خالق تاں کو دی عطائی

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۱۶

ایک اور مقام پر آپ کا ارشاد ہے کہ

بیٹھا تخت پیغمبری شیر علیؓ سردار
بھائی کہے رسول دا ساتھ جوائی یار
علی کیتا سفر حبیب رہے حسنؓ حسینؓ
دعویٰ کر کے تخت دا لگے یزیدی لین
حسنؓ حسینؓ مار کے یزید ہوا پاتشاہ
مردان ہویا وزیر پاس جو خاصہ یار کہائے

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۰۳

گورو جی نے اپنے کلام میں پنج تن پاک کا بھی ذکر خیر کیا ہے

دل میں طالب تیرتھ کیا دل میں محمدؐ جانا
دل میں حسنؓ حسینؓ فاطمہؓ دل میں ہے مولانا
دل میں مہر محبت کعبہ دل میں گوشہ تانی
حق حلال دوے دل بھیتر کھاہ پچھان پچھانی
دل میں گیان کھتا اور پوجا دل میں رب رسول
نانک کھوجی دل میں کھوجے تاں درگاہ پوے قبول

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۵۳۶

گویا گورو جی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امام حسنؓ حسینؓ اور فاطمہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بس رہے ہیں اور میرے دل میں کعبہ کی محبت بھی بس رہی ہے اور میرے دل میں رب اور رسول بھی بس رہے۔ جو اپنے دل کو ٹٹولے وہ خدا تعالیٰ

کی درگاہ میں قبول ہوجاتا ہے۔

دیندارانجمن کی یہ ۵۲ سالہ کوشش رہی ہے کہ ہندوستان کے گھر گھر یہ اتحاد کی دعوت پہنچادی گئی جس کے نتیجہ میں زمین وآسمان ہماری تائید میں ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں بقول بابا نانک جی کے ہندوستان کی زمین پر

چاروں کوٹ سلام کرینگے۔ گھر گھر میں صفت تمہاری

غیر متعصب گورونانک جی نے نہ نمستے۔ نہ گڈمارننگ نہ بندگی نہ ست سری اکال۔ پوری دنیا کا سلام صرف سلام علیکم ہوگا۔

بھارت کے دیول دیوتیاں کرلاگا۔ ایسی کیرت چالی

کوجا۔ بانگ۔ نواج۔ مصلیٰ۔ نیل روپ بنواری

دنیا کا تیسرا دور شروع ہوگیا ہے۔ ملاجیون جی اور گورونانک جی کا مکہ معظمہ والا مکالمہ پورا ہوگا اس دور سے بیشتر نہ اکبری دور نے اس مکالمہ کو پورا کیا۔ نہ جہانگیری دور نہ شاہ جہاں کا دور بلکہ تیسری دنیا اس دور کو پورا کرے گی جس سے گورونانک جی کی روح خوش ہوگی۔

گوروجی کی ابتدائی تعلیم

سکھ ودوانوں کے بقول گورونانک جی نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں رائے بھوے کی تلونڈی میں ہی حاصل کی تھی اور مولوی قطب الدین کو آپ کے اطالیق بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک بزرگ میر سید حسن صاحب سے دینی علوم سیکھے تھے۔ چنانچہ سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے۔

کننگھم نے اسلامی تاریخوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ میر سید حسن جو اس علاقہ میں ولی صاحب کرامت صلح کل اور بے لاگ پیر مانا ہوا تھا اور مہتہ کالو کے گھر کے پاس رہتا تھا۔۔۔۔۔ اس نے اپنا تمام

علم دینی اور دینوی گورو نانک جی کو پڑھایا اور راہِ حق کے
بڑے بڑے راز بھی بتائے

تواریخ گورو خالصہ ص۹۹

بھائی ویر سنگھ جی رقمطراز ہیں کہ
فارسی سکھلانے والے کو ساکھیوں میں ملاں بیان کیا گیا ہے سردار
خزاں سنگھ جی اور خالص تواریخ والے نے اس کا نام قطب الدین
لکھا ہے۔ مسٹر میکالف نے رکن الدین نام دیا ہے۔ لیکن ایک
رکن الدین مکہ معظمہ میں بھی ملا۔ کننگھم نے کسی فارسی نسخہ کا حوالہ دیا
ہے جس کا وہ نام نہیں بتا سکا کہ سید حسن ایک فارسی جاننے والا مہتہ
کالو کے پڑوس میں رہتا تھا جو بے اولاد تھا اور اچھا امیر کبیر تھا
اس کے دل میں گورو نانک کا بہت احترام تھا اس نے گورو جی کو
فارسی پڑھائی پھر میلکم کا حوالہ دے کر لکھتا ہے کہ مسلمان کہتے ہیں
کہ ایسا اس پیغمبر نے گورو نانک کو دینی دنیاوی علم پڑھایا۔
گورو نانک چمتکار ص۴۰

ایک سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ
گورو جی نے ابتدائی تعلیم ایک مسلمان سید حسن سے حاصل کی تھی
رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۶ء

گورو نانک جی نے قرآن کریم سے بھی واقفیت حاصل کی تھی۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان
رقمطراز ہیں کہ
قرآن شریف کی تعلیم سے بھی فقیروں سے سن سنا کر اچھے واقف
ہو گئے تھے اس بات کا ثبوت ان کی آخری عمر کی بیان کردہ بانی
سے مل جاتا ہے۔

پراچین بیڑاں ص۶۱

یہ درست ہے کہ گورونانک جی کے کلام میں اسلامی نظریات بیان کئے گئے ہیں
مشہور سکھ ودوان گیانی لال سنگھ کا بیان ہے کہ

مولوی غلام محمد مصنف سیرۃ المتاخرین اور محمد لطیف مصنف تاریخ
پنجاب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مشہور مسلمان درویش
سید حسن نے نانک جی کو ہونہار دیکھکر اسلام کے مستند عقائد سے
واقفیت حاصل کروادی ان کے زیر اثر ہی گوروجی نے پنجابی کے
محاورے مادری زبان میں بانی بنانی شروع کردی تھی۔

گورونانک جوت تے سروپ ص۴۶

سوڈی مہربان جی بیان کرتے ہیں کہ گورونانک جی کو اسلامی تعلیم دلانے کا خود ان کے
والد بزرگوار نے انتظام کیا تھا۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ

تب گورو بابے نانک جیو کو دادے کالو مسلمانی پڑھاونے کی منشا
کری جبے نانک کوتور کی پڑھاؤ و تب دادے کالو مخدوم سدائے کر کہا
جبے ملاں جی نانک کے تائیں نوں پڑھائے۔

جنم ساکھی گورونانک جی ص۱۵

سوڈھی مہربان جی نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے کہ گوروجی کے اس مسلمان اتالیق
سے بڑی خوشی سے گوروجی کو اسلامی تعلیم پڑھانے پر رضامندی ظاہر کی چنانچہ سوڈھی
مہربان جی کے بقول ملاں نے یہ کہا کہ

ہاں جی بھلا ہووے جیہ بدھوار ہے تسیں نانک میرے حوالے کرو
نانک کو میں خدمت کرے ساں تہاڈے دراگے مخدوم ہے۔ جیہ
آو۔ جیہی اساڈی پڑھاونے دی خدمت ہوسی۔ تیہی کرے ساں
جبے خدا کے بھاوے تاں ایہہ تہنڈا بیٹا ولی خدائے دا ہے۔ جبب
ہی پڑھ وسی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسیں اس دے پڑھاونے نوں
تکسیر نہ کرے ساں۔ جیہ مرداں میں تختی لکھ دیاں الف ب

دی۔ ملاں آکھدو وڈا ہویا۔

جنم ساکھی گورونانک جی ص ۱۵۰۱۶

سوڈھی مہربان جی کے بقول گوروجی کو دوسرے دن ملاں جی کے پاس اسلامی علوم سیکھنے کے لئے بٹھا دیا گیا۔ اور گوروجی اپنی خداداد ذہانت اور فراست کے باعث بہت جلد سبق یاد کر لیتے تھے جیسا کہ مرقوم ہے کہ

بدھوار کے دن ملاں تختی لکھ دتی۔ روپیہ ملاں نوں بھینٹ ملیا بابا نانک جی تورکی پڑھنے پایا تورکی پڑھنے دادے کالو پایا جب گوربابا نانک جی پڑھنے پایا تورکی تب اونہاں بالکاں سُنیا کہ نانک جی پڑھنے پیا ہے اوہ سب بابے نانک دی صحبت دے پیتے سب لگے تورکی پڑھنے الف بے تے ثے۔ جیم۔ دال۔ ڈال۔ رے۔ زے سین۔ شین۔ صواد۔ ضواد۔ طوئے ظوئے۔ عین۔ غین نے کاف گاف لام۔ میم نون واؤ ے ہمزہ الف بے تب ایہہ تختی پہلی گورونانک جی لگا پڑہنے جب کچھ ملاں آکھے ایک بار سو گورو بابا حرف ضبط کرے۔ جب صنعت ملاں تختی لکھ پڑہ سنائے تتے صنعت۔ گورو بابا نانک جی تختی کر لئے۔ ملاں بھی حیران ہو گیا جب سبحان رب العالمین تورکی دا پڑھنا

جنم ساکھی گورونانک جی ص ۱۶۰

ڈاکٹر کالا سنگھ جی بیدی نے اس بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ

سنہ ۱۵۳۹ بکرمی میں مولوی قطب الدین کے پاس فارسی پڑھنے کے لئے بٹھائے گئے گورونانک جی کی عقل اتنی تیز تھی اور حافظہ اتنا اچھا تھا کہ تھوڑے سے وقت میں ہی آپ نے کافی تعلیم حاصل کر لی۔

اخبار فتح گورونانک نمبر سنہ ۱۹۷۱ء

گوروجی کو ہندو دھرم سے نفرت کی وجہ

گوروجی کو اپنے آبائی مذہب ہندو دھرم سے اتنی نفرت کیوں ہوگئی۔اور کیوں انھوں نے ویدک دھرم کے ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک رسم کا کھلے بندوں رد کیا۔اس کی ایک ہی اور صرف ایک ہی وجہ ہے کہ چونکہ آپ کے اتالیق مسلمان بزرگ تھے۔اور انھوں نے بڑی محبت اور پیار سے آپ کو تعلیم دی اور دینی اور دنیاوی علوم سکھلائے جن کا آپ کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔اور وہ آپ کی تمام زندگی پر حاوی رہا۔

چنانچہ سیر المتاخرین میں مرقوم ہے کہ

> نانک شاہ کا باپ بقال کھتری سے تعلق رکھتا تھا۔بھرجوانی میں یہ شخص اپنے حسن کردار اور حسین چہرہ کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ان ہی دنوں سید حسن نامی درویش گزرا ہے جسکی فصاحت وبلاغت اور مال وزر کا بہت چرچا تھا وہ چونکہ لاولد تھا اس لئے وہ نانک شاہ کی خوبصورتی سے اتنا مسحور ہوا کہ اس نے اس پر دست شفقت پھیرا اور اس کی تربیت کرنے لگا اس درویش کے فیض سے اس نے شعور ودانش حاصل کیا معارف وحقائق کا گہرا مطالعہ کیا اور درس علم سے اتنا متاثر ہوا کہ وہ صوفیوں کے ان اقوال کو پنجابی میں ترجمہ کرنے لگا جس کو پڑھکر وہ جھوم جاتا تھا اس کے ذہن میں اپنے بزرگوں کی طرح تعصب نہ تھا وہ اس عیب سے بالکل مبرا اور پاک تھا۔
>
> سیر المتاخرین اردو ترجمہ مدا؟

خود سکھ محققین بھی اس کے معترف ہیں کہ گورونانک جی کے پاک دل پر مسلمان صوفیار کے خیالات کا بہت گہرا اثر تھا جیساکہ ایک صاحب کا بیان ہے کہ

اسلامی صوفی فقیروں نے گورونانک جی کے دل پر بہت گہرا اثر ڈالا تھا۔ ...... صوفی جیون اور سکھی مارگ میں متعدد باتیں مشترک ہیں گورونانک جی کی تعلیم اور صوفی مذہب ایک ہی شکل میں ہیں۔

گورمت درشن صد ۱۴۷

ایک مشہور ہندو ودوان ڈاکٹر تاراچند جی بیان کرتے ہیں کہ

یہ حقیقت واضح ہے گورونانک صاحب حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسلام سے بے حد متاثر تھے اور انھوں نے اپنے آپ کو اس رنگ میں پورے طور پر رنگین کر لیا تھا۔

ایک ہندو ودوان ڈاکٹر ایس رادھاکرشنن نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

گورونانک جی اسلام مذہب کے مسئلہ توحید سے بے حد متاثر تھے اور انھوں نے بت پرستوں کو بہت پھٹکارا۔ خدا تعالیٰ واحد و یگانہ ہے اور وہ انصاف بھرا پیار کرنے والا ہے۔ اور نیک ہے غیر مجسم ہے اور غیر محدود ہے۔ نیز عالم کائنات کا خالق ہے اور پیار اور نیکی کی پرستش چاہتا ہے (ریاکاری اسے پسند نہیں) یہی عقیدہ سکھ دھرم میں مقدم ہے۔

گورونانک جوت تے سروپ صد ۱۹

گوردوارہ ٹریبونل کے ایک فاضل جج نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ (دیکھیں ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام) گورونانک نے اپنے بعض عقائد اسلام سے اخذ کئے ہیں یہ یقینی بات ہے کہ انھوں نے خود کو اسلام کے خلاف ظاہر نہیں کیا۔

اداسی سکھ نہیں صد ۲۲

ایک اور ہندو ودوان نے یہ بیان کیا ہے کہ
گورونانک مسلمان بھاؤناؤں سے پریاپت پربھاوت
معلوم ہوتے ہیں۔

ہمارا ہندی ساہت اور بھاشا پروار ص۸۴

وہی ودوان
نانک کا مسلمانوں کی اور ادھک جھکاؤ تھا..... لیکن کہیں
کہیں تو نانک قرآن ہی کے شبدوں کا پرلوک کر بیٹھتے ہیں جیسا کہ
پرماتما کا دوسرا ساتھی نہیں ہے۔

ایضاً ص۸۵

سوڈھی مہربان جی بیان کیا ہے کہ مسلمان گوروجی کو ان کے بچپن سے ہی پیار
اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب ان کے والدین نے ان کے علاج وغیرہ کے
لئے ایک مسلمان ملاں جی کو بلایا تو اس نے گوروجی کے بارے میں فرمایا تھا

رکھ پیراں دی ہووے توکو توت مرتضیٰ
علی دی ہووے۔ توکو۔ پناہ خدا کے دی ہووے
توکو۔ مدح حضرت رسول دی ہووے توکو نانک
تو بخشیا روح خدا کے داحق تعالیٰ بخشیا ہیں

جنم ساکھی گورونانک جی ص۱۷

ایک ہندو ودوان ٹی۔ ایل وسوانی نے کہا کہ گوروجی اور حضرت فرید ثانی، کی
معیت میں گئے اور یہ دونوں بزرگ اس طرح مل کر دس سال تک پیغام حق
پہنچاتے رہے۔ جیسا ان کا بیان ہے کہ
میں سمجھتا ہوں کہ گورنانک صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا
مذہب تھا اس لئے انھوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو
دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا۔ گوروجی کو مسلمانوں سے

میل جول کرنے میں لذت محسوس ہوتی تھی۔ شیخ فرید ثانی دس
سال تک گورو جی کے ساتھ مل کر اعلائے کلمتہ اللہ کا فریضہ ادا
کرتا رہا۔ اکثر مقامات کے ہندوں نے اسے ناپسند کیا۔ مگر اس ایکتا
کے اوتار نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی

اخبار موجی ۱۸ جنوری ۱۹۳۶ء

گورو جی کا اسلامی ممالک میں قیام

گورو جی نے اپنے ان سفروں میں مکہ معظمہ ایک سال تک قیام کیا۔ اور وہاں
مختلف علماء سے توحید وغیرہ کے مسائل پر تبادلہ خیالات بھی کیا جیسا کہ مرقوم ہے کہ
ایک سال گورو جی نے ان (مکہ اور مدینہ کے باشندوں) سے گفتگو
کرتے گزار دیا۔ اور رکن الدین کی یہ گفتگو کے کی گوشٹ میں
مرقوم ہے۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صٓ ۳۵۸

گورو جی نے مکہ معظمہ ایک سال ٹھہرنے کے علاوہ بغداد شریف میں چھ سال رہے
اور وہاں آپ نے ایک مسلمان بزرگ حضرت مراد کے ہاتھ پر بیعت کی سردار
ہرچرن سنگھ جی نرمان ایم اے نے کہا ہے کہ گورونانک کا مرشد یعنی گورو بغداد کا ایک
مسلمان پیر تھا جس کی خدمت میں آپ چھ سال بغداد رہ کر روحانیت کا سبق
سیکھتے رہے۔

اجیت گورونانک نمبر ۱۹۶۷ء

گورو جی نے مسجد بنائی اور امام مقرر کیا

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گورونانک جی نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں دریا
راوی کے کنارے کرتار پور کا ایک قصبہ آباد کیا تھا جو آجکل تحصیل شکر گڑھ

ہیں دربار صاحب کرتار پور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نگر کو آباد کرنے کے لئے ایک مسلمان رئیس مالک نے کافی زمین بھینٹ کی تھی ملاحظہ ہو سکھ اتہاس ص۴ گوروجی نے جب یہ قصبہ آباد کیا تھا تو اپنے گھر کے متصل ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی اور اس میں نماز پڑھانے کے لئے ایک امام بھی مقرر کیا تھا۔ گوروجی کی وفات پر مسلمانوں نے یہ بات بھی گوروجی کے اسلام اور مسلمانوں سے تعلق کے ثبوت میں پیش کی تھی۔

ملاحظہ ہو عبرت نامہ ص۱۴۱

گورو جی کی یاد میں مسجد

مشہور سکھ بزرگ بھائی کیسر سنگھ کی چھبر بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے گوروجی کی وفات کے بعد ان کی یادگار کے طور پر ایک مسجد بنوائی تھی اور ایک کنواں بھی بنوایا تھا۔ چھبر صاحب نے ان دونوں چیزوں کا آپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ

دو ہٹ لیتے ترکاں جوڑ — ترکاں لے کے کیتی گور
جاگا کھودتاں کھوہ کیتا — انہاں پاس بنائے مکتبہ لیتا
کھبے مسیت سجے کوپ براجا — اوہ پڑھدے کلمہ اتے نواجا
سنگھ کیسر ایہہ کھتا سنائی — مسیت کو آں دوہوں ڈٹھے جائی

بنساولی نامہ چرن دوجا

گورو نانک جی اور کلمہ طیبہ

گورونانک جی کے نزدیک کلمہ طیبہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نفع مند نہیں چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ

ک۔ کلمہ یاد کر نفع اور کت بات
نفس ہوائی رکن دین تس سیوں جونہ مات

ولایت والی جنم ساکھی ع۲۲۶ جنم ساکھی بھائی بالا صلا۲۲

اے رکن الدین کلمہ طیبہ کو ہمیشہ یاد کرتے رہو۔ اس سے بڑھ کر نفع مند کوئی بات نہیں حرص وہوا کے پیچھے پڑنے سے انسان ماند ہو جاتا ہے۔

سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ مکہ معظمہ جانے والے لوگوں سے راستہ میں ایک پڑاؤ پر کلمہ پڑھایا جاتا ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ

مکے دے راہ وچ اک جگہ آندی ہے۔ اراوتھوں اسیں
جہازاں تے چڑھدے ہاں۔ سو اوتھے جس نوں کلمہ پڑھانوادے
ہن اوس نوں جہاز چاڑھدے ہن

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص۲۰۳

جنم ساکھی کے ایک مقام پر یہ مرقوم ہے کہ

سوئی کلمے پاک جو منّے رب کلام

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۸۳

یعنی کلمہ اسی شخص کو پاک کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے کلام پر ایمان لانے والا ہو۔

گوروجی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ کے ذریعہ توحید کا پرچار کیا ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ

پیغمبر کلمہ آکھیا اکو اک خدائے
سبھناں اندر اک ہے گھٹ ودھ کہی نہ جائے

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۹۷

گوروجی نے ایک اور مقام پر کلمہ طیبہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ

پاک پڑھیوس کلمہ تس دا محمد نال ملائے
ہویا معشوق خدائے دا ہویا قُل اللہ

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۱

گوروجی نے کلمہ طیبہ پڑھکر اسلام قبول کرنے کا نتیجہ انسان کے پچھلے گناہوں کی معافی بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ اگر کوئی انسان کلمہ پڑھنے کے بعد پھر گناہوں میں مبتلا ہوجائے تو ایسا شخص بہشت کا وارث نہ ہوسکے گا جیساکہ گوروجی فرماتے ہیں۔

منہ تے کلمہ آکھ کے دوئی دروغ کمائے

اگے مصطفےٰ سکے نہ تنہاں چھڑائے

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۵۳

قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے رسول کی شفاعت سے محروم رہیں گے اس سلسلہ میں گوروجی نے فرمایا ہے کہ

دنیا دوزخ جو سڑن سو کیونکر کلمے پاک

گوروجی نے یہ بھی فرمایا کہ

کلمہ آکھیاں ایہہ گن ہوئے گناہوں پاک

اگے کرے گناہ پھیر بہشتوں ملے طلاق

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۷۸

گوروجی نے کلمہ طیبہ سے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ

کرنی کلمہ اکھ کے تاں مسلمان سدائے

گورونانک جی اور نماز

سکھ کتب اور گورونانک جی کے کلام سے یہ بات واضح ہے کہ گورونانک جی نماز کے پابند تھے اور خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ جانتے تھے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ

آکھو سنناپون کی بانی ایہہ من رتا مایا

خصم کی ندر دلہے پیندے جنی کر ایک دھیایا

تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی

نانک آ کھے راہ پہ چلنا مال دھن کت کر سنجیائی

سری راگ محلہ ۱ صد ۲۴

گورو جی نے اپنے اس شبد میں تنیہہ (تیس) اور پنج (پانچ) کے
الفاظ استعمال کئے ہیں اور سبھی سکھ ودوان اس پر متفق ہیں
کہ ان میں رمضان شریف کے روزے اور پانچ نمازیں مذکور
ہیں ملاحظہ ہوں مہان کوشس صد ۲۳۶۹

گورنانک جی کے اس شبد کے معنی گروگرنتھ صاحب کے اردو ترجمہ میں مندرجہ
ذیل الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں کہ

وہی لوگ سچے صاحب کے منظور نظر ہیں اور وہی اس
کے مقبول ہیں جو اس وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے
ہیں تیس روزے رکھتے ہیں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں
اس نسبت سے شیطانی وساوس سے اللہ تعالیٰ محفوظ
رکھے نانک صاحب فرماتے ہیں کہ ہم راہ پر چلتے مسافر
ہیں ہم ایک کام کے لئے یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ ہم کو کب
فرصت ہے کہ اپنے اعمال یا مال کا حساب سمجھ سکیں۔

گوروگرنتھ صاحب اردو ترجمہ دستور المعاد صد ۴۳

نماز باجماعت اور گورونانک جی

نج - جماعت جمع کر ہنج نماز گزار
باجھوں یاد خدائے دے ہوسیں بہت خوار

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صد ۹۷ و جنم ساکھی چھاپہ پتھر ۱۸۷۱ صد ۲۳

سوئی قاضی جن آپ تجیا اک نام کیا آدھارو
ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی سچا سرجن ہارو

پنج وقت نماز گزارے پڑھے کتب قرآنا
نانک آکھے گور سدیسی رہو پینا کھانا
سری راگ محلہ ا صلہ ۲۴

گورو نانک جی نے تارک الصلوٰۃ لوگوں کی نسبت فرمایا ہے کہ

ل ۔ لعنت برسے تنہا جو ترک نماز کریں
کچھ تھوڑا بہتا کھٹیا اپنا آپ وگنیں
جنم ساکھی بھائی بالا صلہ ۲۳۷ جنم ساکھی ولایت والی صلہ ۲۴۸

گورو نانک جی نماز ترک کرنے والوں سے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ

حضرت جو فرمایا فتویٰ منجھ کتاب
بے نماز اتے سگ بھلے جو راتیں رہن سجاگ
دتی بانگ نہ جاگنی ستے رہن نبھاگ
سنت فرض نہ مننتی امر کتاب
دوزخ اندر ساڑئیں جیو سیخیں چاڑ کباب
جنم ساکھی ولایت والی صلہ ۲۵۰

گورو گرنتھ صاحب میں بے نمازیوں سے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ

فریدا بے نماز اکتیا ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنج وقت مسیت
اٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نویں سو سو کپ اتار
سلوک فرید صلہ ۱۳۸۲

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی خود بھی نماز کے پابند تھے اور وضو

کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے اس سلسلے میں ساکھی بھائی بالا میں مرقوم ہے کہ

بابا اٹھ کھڑا ہویا اور اٹھ کر وضو کرنے لگا اتے قبلے ول کھڑا

ہویا۔

جنم ساکھی بھائی بالا صـ ۱۳۲

اردو جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ

تب گورو جی اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کرنے

لگے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے

جنم ساکھی بھائی بالا صـ ۱۶۷

سکھ کتب سے یہ ثابت ہے کہ یہ سر سوائے خدائے واحد کے کسی اور کے سامنے نہ

جھکے چنانچہ سوڈھی برج بلبھ سنگھ جی نے سکھوں کو عبادت کا طریق بتاتے ہوئے

یہ فرمایا ہے کہ بندناں دو مرتبہ بار بار زمین پر سر رکھنے کو کہتے ہیں اور یہ بندناں

سوائے خدائے واحد کے کسی اور کے حضور سراسر نامناسب ہے اور خدا تعالیٰ کے

حضور بندناں اسی طریق سے کرنی چاہئے

پرتکھ درشن صـ ۲ دیباچہ

ایک سکھ ودوان نے گورو نانک صاحب کا نماز پڑھنا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان

کیا ہے کہ

ست گرو نانک دیو جی نے بھرموں سے نکالنے

کے لئے جنم لیا ...... آپ مکہ۔ مدینہ۔ مصر

چین اور کابل بھی گئے اور مسلمانوں سے مل کر

نمازیں پڑھ کر صرف سچائی کا پرچار کیا

اکالی ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء

تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب گورونانک جی نے کرتارپور میں اپنے رہنے کے لئے مکان تعمیر کروایا تو اہل اسلام کے طریق پر اس کے ساتھ ملحقہ مسجد بنوائی اور اس مسجد میں امام الصلوٰۃ بھی مقرر کیا جیسا کہ مرقوم ہے کہ

سبب کشیدگی و باعث مخاصمہ اہل اسلام
ایں بود کہ بابا مشار الیہ متصل مکان مسکونہ مسجد
بناکردو امام برائے مسجد مقرر نمود۔ وچوں مسلماناں
برائے نماز مشغول می شود

عبرت نامہ ص۱۴۱

جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد جانا

یہ بات سنکر نانک جی اٹھ کھڑے ہوئے اور نواب صاحب کے پاس آئے۔ مگر سلام نہ کی۔ تب نواب نے کہا ارے نانک! آپ کیوں نہیں آتے تھے۔ نانک جی نے کہا نواب صاحب جب میں آپ کا نوکر تھا تو آپ کا تابعدار بنا ہوا تھا اور آپ کے پاس بھی آجاتا تھا۔ اب ہم آپ کے نوکر نہیں ہیں۔ اب تو ایشور کے چاکر ہو گئے ہیں۔ تب نواب نے کہا اچھا اگر ایسا ہی ہے تو چلئے ہمارے ساتھ نماز گزارئیے۔ آج جمعہ کا روز ہے نانک جی کہنے لگے چلئے جتنے لوگ وہاں مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے سب کہنے لگے کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ گورونانک جی نماز گزارنے آئے ہیں ادہر جتنے مہاجن لوگ سلطان پور میں رہتے تھے سب میں یہ شور وغل مچ گیا کہ نانک جی مسجد میں نماز گذارنے چلے گئے۔ بھائی جیرام جی بھی بہت رنجیدہ ہوکر گھر لوٹے۔

نانکی جی سمجھ گئیں اور کہنے لگیں کہ آپ اتنے دلگیر کس وجہ سے ہیں۔ بھائی جیرام جی نے جواب دیا آج آپ کے بھائی نانک نے کیا کیا۔ نانکی جی نے کہا کیوں

کیا بات ہے۔ تب جیرام جی نے کہا نانک جی نواب کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں چلے گئے ہیں اور سارے شہر کے ہندوں اور مسلمانوں میں اس بات کا عام چرچا ہے کہ آج نانک ترک ہوگیا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا صہ۸

ستادہ ہوئے جبکہ نصف نماز - کیا قلب نواب کا کشف راز

تواریخ گورو خالصہ اردو ص۲

اگر گورو جی نماز کے سرے سے ہی منکر ہوتے تو انہیں مسجد میں جانے اور نماز میں شامل ہونے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ گورو جی نے سلطان پور میں نماز ادا کی تھی جیسا کہ مرقوم ہے کہ

کیا یہ حیرانی کی بات ہے کہ لودھی سلطان دولت خاں اور اس کے قاضی کو گورو نانک مونہہ پر کہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اور جو کچھ کرتے ہو وہ اسلام کے خلاف ہے اور خود یہ دعویٰ کرے کہ میں اصل اور سچے اسلام کا پابند ہوں اور ان کے یہ کہنے پر اگر تم مسلمان ہو تو ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ گورو نانک نے نماز پڑھی اور ان سے اقبال کرا کے کہ دراصل وہ نماز نہیں پڑھ رہے تھے اپنی خود غرضیوں میں مبتلا تھے اور اسلام کی ہدایت پر عمل پیرا نہ تھے۔

اخبار شیر پنجاب ۷، نومبر ۱۹۳۶ء

گویا کہ سلطان پور کے واقعہ میں گورو جی نے نماز کا ردّ نہیں کیا تھا۔ بلکہ نواب اور اس کے قاضی کو اسلام کی ہدایت پر عمل کرنے کی تلقین کی تھی۔

اذاں - بانگ

ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ

اذاں نماز کے لئے پکار جو مسجد کے مینار پر یا مسجد میں کھڑے
ہو کر اونچی آواز سے بلند کی جاتی ہے جسے سن کر نمازی جمع
ہو جائیں اس کا نام بانگ بھی ہے۔ اذاں دینے والے کا نام
موذن ہے ..... اذان کا رواج حضرت محمد صاحب (صلی اللہ
علیہ وسلم) کے زمانہ سے شروع ہوا اذاں مکے کی طرف منہ کر کے
اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر دینے کا حکم ہے۔ گندے شرابی
اور عورت کو اذان دینے کا حق نہیں ہے۔

مہان کوش صفحہ ۱۴۰

گورونانک جی کے سوانحی حالات سے واضح ہے کہ آپ اذانیں (بانگیں)
بھی دیا کرتے تھے بھائی گورداس جی بیان کرتے ہیں کہ گورونانک جی مکہ معظمہ جب
تشریف لے گئے تھے تو آپ نے یہ سفر اذانیں دیتے ہوئے طے کیا تھا۔ جیسا کہ
ان کا بیان ہے۔

بابا پھیر مکے گیا نیل بستر دھارے بن واری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلّی دھاری

مسٹر میکالیف نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

جب کبھی موقع آیا گورونانک جی نے عرب کے پیغمبر (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو ماننے والے مسلمانوں کی طرح بانگ بھی دی

میکالیف اتہاس حصہ اول صفحہ ۱۴۷

جنم ساکھی بھائی بالا میں ایک مقام پر گورونانک جی کا کانوں میں انگلیاں

ڈال کر بانگ دینا بھی مرقوم ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

کن انگلیاں پائے تب نانک دتی بانگ
جتنی امت جمیع سی سن ہوئی سنکر حانگ

جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۳

مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے گورو جی کا بغداد شریف میں اذان دینا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانا
اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانہ
دتی بانگ نماز کرن سماں بھیا جہانا

وار پہلی پوڑی ص۳۵

گورو جی ان لوگوں کے دلوں کی سیاہی کو جانتے تھے اور انہیں سمجھانے کی پوری طاقت رکھتے ۔ اٹھ کھڑے ہوئے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے اور آسمان کی طرف دیکھکر بالکل اسی طرح اور اسی سُر میں آپ نے بانگ دینا شروع کیا ۔جس میں کہ مسلمان بانگ دیتے ہیں آپ نے اللہ اکبر (خدا بڑا ہے) بھی کہا لاالٰہ اللہ (خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں (حی علی الفلاح (نیکی کے لئے کھڑے ہو جاؤ) بھی کہا ۔ لیکن محمد رسول اللہ نہ کہا اور بانگ کے آخر میں پنجابی کے یہ جملے بول کر اذان ختم کر دی ۔

گورو برا کال ۔ ست سری اکال
چت چرن نام ۔ گھر گھر بِیرنام
پربھو کرپال ۔ جو سرب تک جیوال

خدا کو بڑا کہنا ۔ اسے یہ کہنا کہ کوئی اور اللہ نہیں ہے سوائے اللہ

کے نیکی کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ خدا کے آگے جھکنے کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ یہ کہنا گوروجی کے اپنے عقیدہ کے خلاف نہ تھا۔

گورونانک چمتکار صلہ ۲۱۵

بدعمل چھوڑ کر دہتھ کوزہ
خدائے اک بوجھ دیہو بانگاں
برگو برخوردار کھرا۔

مارو محلہ ۵ صلہ ۱۰۸۴

یعنی بدعملیاں چھوڑ کر ہاتھ میں کوزہ اور وضو کر کے اور خدائے واحد کی شناخت کر کے اذانیں دو۔ تب تم برکت والے قرار پاؤ گے۔

زکوٰۃ اور گورو نانک جی

گورونانک جی نے زکوٰۃ سے متعلق بھی بہت کچھ فرمایا ہے گوروجی کے نزدیک ہر شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی کمائی میں سے غریبوں اور ناداروں کا حق ادا کرتا رہے جو لوگ ایسا نہیں کرتے گوروجی کے نزدیک وہ سخت غلطی خوردہ ہیں اور اپنے لئے نجات کے دروازے بند کرنے والے ہیں گوروجی نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے کہ

گھال کھائے کچھ ہتھوں دے
نانک راہ پچھانے سے

وار سارنگ سلوک محلہ ۱ صلہ ۱۲۴۵

یعنی وہی لوگ خدا تعالیٰ کی راہ کو شناخت کر سکتے ہیں جو اپنی محنت کی کمائی میں سے دوسرے لوگوں کا حصہ اور حق ادا کرتے رہیں۔ اور سب کچھ خود ہی ہضم نہ کرتے رہیں۔ اس

بارے میں گوروجی کا یہ ارشاد بھی سکھ کتب میں موجود ہے کہ

دیوے دلاوے رضائے خدائے
ہوتا نہ راکھے اکیلا نہ کھائے
تحقیق دل وانی وہی بہشت جائے

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۸۵

گروجی کا یہ ارشاد دوسری کتب میں بھی موجود ہے۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۳۶۴۔ تواریخ گوروخالصہ ص ۳۵/۴

گوروجی نے اپنی زبان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ

بے قبول زکوٰۃ سودے آپ کمائے

تواریخ گوروخالصہ ص ۲۴۵

ایک اور مقام پر گوروجی کا ارشاد ہے کہ

ل۔ لعنت برسے تنہاں جو زکوٰۃ نہ کڈھے مال
دھکا پوندا غیب دا ہوندا سب زوال

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۹۹ جنم ساکھی چھاپہ پتھر ۱۸۷۱ء والی ص ۲۵

گوروجی نے اس بارہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ

دے نہ مال زکوٰۃ جو تس دا سنو بیان
اکے تاں لیون چور لٹ اکے آفت پوے اجاڑ
نہ دتا راہ خدا دے نہ دتا قرض جہاں
وانگوں صاحب دے دے سب لٹ لئی شیطان

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۹۹

جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ مدینہ شریف میں گورونانک جی پر زکوٰۃ سے متعلق

سوال کیا گیا تھا کہ

مال زکاتی جو دیوے ایہہ بھی دس حساب
کتنی مال زکوٰۃ ہے ایہہ بھی آکھے سو دھو کتاب

گورونانک جی نے اس کا یہ جواب دیا تھا۔

مال زکاتی جو پچھیا تس دا سنو بیان
سب گھر دا مال شمار کر دھو یکی علاحد آن
دھو یکی بھی نہ دے سکے تاں بیسو یکی دے
اس پر قائم نہ تھییئے تاں چالی یکیوں گھٹ نہ دے

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۹۸

سوڈھی مہربان جی بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے یہ بھی فرمایا تھا کہ

اے قاضی خدا کے رسول دا فرمایا دیو جیسے قاضی مال نال پیار ناہیں کرنا۔ مال خدا کے دے راہ دے تاں خدا نال واصل ہووے پر خدا کے نوں دل دی محبت نال یاد کرنا۔ ایہہ خدائے دا راہ ہے

جنم ساکھی گورونانک جی ص ۱۰۳

گورونانک جی اور مسلمان

گورونانک جی نے اپنے کلام میں متعدد مقامات پر مسلمانوں کا ذکر خیر کیا ہے جیسا آپ کا ارشاد ہے کہ

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے
اول اول دیں کر میٹھا مشکل ماناں مال مساوے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے

رب کی رضا رہنے سرا وپر کرتا منے آپ گوا دے
تو نانک سرب جیاں مہرمت ہوئے تاں مسلمان کہاوے
(وار ماجھ سلوک محلہ ۱ ص ۱۴۱)

یعنی مسلمان کہلانا آسان نہیں بلکہ یہ بہت کٹھن منزل ہے۔ اگر ہوسکے تو مسلمان ہی کہلاؤ۔ ایک سچا مسلمان سب سے پہلے اولیا اللہ کے دین اور طریق کو میٹھا سمجھتا ہے اور اختیار کرتا ہے اسے دین کے رستہ میں جو بھی دکھ یا تکلیف آتی ہے اسے خوشی خوشی برداشت کرتا ہے۔ اور اس میں لذت محسوس کرتا ہے اور اپنا سب مال و مطاع اپنے رب العزت کے لئے دینے میں دریغ نہیں کرتا۔ مسلمان دین کا ملاح ہے اور موت و حیات کے بھرم کو دور کر دیتا ہے اسے نہ مرنے کا کوئی خوف ہوتا ہے۔ اور نہ جینے کا لالچ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہی دن رات راضی رہتا ہے اور کسی قسم کا کوئی شکوہ یا شکایت نہیں کرتا اور خدا التعالیٰ کو ہی اپنا خالق اور مالک تصور کرکے اپنی خودی۔ خود روی اور خود پسندی کو مٹا دیتا ہے۔ گورونانک جی فرماتے ہیں کہ جس شخص کے یہ خصائل ہیں وہی مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔ گوروجی نے مسلمان کی تعریف میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ وہ شریعت کا پابند ہوتا ہے جیساکہ ان کا بیان ہے۔

مسلماناں صفت شریعت پڑھ پڑھ کریں وچار
بندے سے جسے پویں وچ بندی دیکھن کو دیدار
(وار آسا سلوک محلہ ۱ ص ۴۶۵)

یعنی مسلمان کی صفت شریعت ہے۔ یعنی وہ سراپا شریعت ہوتا ہے اور کوئی بھی کام شریعت کے خلاف نہیں کرتا۔ اور جو کچھ بھی پڑھتا ہے اس پر غور و فکر کرتا ہے۔ اور وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کی خاطر شریعت کی تمام حدود قبول کرتا ہے اور کسی بھی حد کو توڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔

گورونانک جی نے مسلمان کی تعریف میں یہ بھی فرمایا ہے کہ

مہر۔ مسیت ۔ صدق مصلّے۔ حق حلال قرآن
شرم سنت ۔ سیل روزہ ۔ ہو ہو مسلمان
کرنی کعبہ ۔ سچے پیر کلمہ کرم نماز
تسبیح سا تس بھاوسی نانک رکھے لاج

دار ماجھ شلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۴۰-۱۳۹

یعنی مسجد مہر کا سبق دیتی ہے۔ اور مصلے صدق کا۔ قرآن شریف سے حق وحلال کا پتہ چلتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے سے انسان کو شرم وحیا حاصل ہوتی ہے۔ روزہ صبر کی تلقین کرتا ہے۔ ان باتوں کو سمجھ کر مسلمان ہوجاؤ۔ کعبہ کے ذریعہ انسان کو نیک اعمال بجا لانے کی تلقین ہوتی ہے اور پیر یا مرشد سچائی پر قائم ہونے کا سبق دیتے ہیں۔ کلمہ اور نماز کے ذریعہ انسان کے دل میں نیک اعمال کی تحریک ہوتی ہے۔ مصلے کہتا ہے کہ جس طرح میں نے خاک کی طرف رخ کیا ہے اور تمہارا بوجھ اٹھایا ہے اسی طرح تم بھی قبر کو یاد رکھو اور خدا تعالیٰ کا حکم بجا لاؤ۔ ایک اور مقام پر گورو جی نے یہ فرمایا کہ مسلمان تزکیہ نفس بھی کرتا ہے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۳۴۹

مسلمان سوئی مل کھودے

دھنا سری محلہ ۱ صفحہ ۶۶۲

گورو نانک جی کا ارشاد بھی سکھ کتب میں موجود ہے۔

ایہہ نشانی مسلماناں دی کہندے ہن کہ مکھ نال جھوٹھ نہیں بولنا اور مِتھاں نال چوری نہیں کرنی اور ہیراں نال کُنگ ول نہیں جانا۔ اور اندری نال پرائی استری ساتھ سنگ نہیں کرنا اور سر جو منڈے ہن سو آپ نوں سر منیا غلام جاننا۔

پر جو مسلمان سنت کر کے بدفعلیاں کردے ہن اور جو گورپیر راہ

دسدے ہیں سو اوس راہ اوپر نہیں چلدے سو اوہ بہشت
پراپت نہیں ہوندے۔
جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۲۸۳

گورو جی نے ایک اور مقام پر مسلمان سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ
مسلمان مساوے آپ ۔ صدق صبوری کلمے پاک
کھڑی نہ چھیڑے پڑی نہ چاے ۔ سو مسلمان بہشت کو جاے
جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۳۰

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ
مسلمان موم دل ہووے انتر کی مل دل تے دھووے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا
یعنی مسلمان رحم دل ہوتا ہے اور وہ اپنے دل کی تمام میل کچیل
اور کدورت دور کر دیتا ہے۔ اس کے نزدیک بھی دنیا کی ملونی
نہیں آتی۔ اور وہ پھول اور ریشم کی مانند پاک اور صاف
ہوتا ہے کسی قسم کی بھی غلاظت اس کے قریب نہیں آتی۔

گورو نانک جی کی دوسری شادی ایک مسلمان عورت سے

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی نے مسلمانوں سے تعلق پیدا کرنے
کے لئے ایک مسلمان عورت سے شادی بھی کی تھی جس کا اصل نام بی بی خانم تھا
لیکن سکھ تاریخ میں اسے ماتا فجھوت کے نام سے موسوم ہے گورو جی کی اس
شادی کا ذکر جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں موجود ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ
ست ور ہے ماتا فجھوت جیوی - دوئے دھیان ہویاں وڈے
گھرے لگیاں پھیر جاں تیسری واری پر سوت ہوئی۔ تا چلانا

کیتا - نال گورونانک جی بہت عاجزی کیتی کرتار اگے پر کرتار
بھانے دا صاحب کہے نہ منے - تاں گورونانک جی اداس ہویا
جنم ساکھی قلمی صہ ۳۲۳ ورق

اس جنم ساکھی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ گوروجی کی پہلی بیوی اور ان کے سسرال
نے اس شادی کو بہت ناپسند کیا تھا - ان کی یہ ناپسندیدگی فطری تقاضا تھا۔
جنم ساکھی قلمی ورق ۵۸ صہ ۲۵۷

سوڑھی مہربان جی کی تصنیف جنم ساکھی گورونانک جی میں بھی اس شادی کا تذکرہ
تھا مگر جب اسے خالصہ کالج امرتسر والوں نے ایڈیٹ کر کے شائع کیا تو اسے
خارج کر دیا جیسا کہ سردار گوربخش سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ
ایک ساکھی میں مرقوم ہے کہ گوروجی نے اپنی آخری عمر میں ایک
مسلمان رنگڑی سے شادی کروائی تھی۔
رسالہ پریت لڑی اگست ۱۹۶۸ء

جنم ساکھیوں میں ماتا نجھوت کا پہلا نام بی بی خان (بی بی خانم) مرقوم ہے ملاحظہ
ہو قلمی جنم ساکھی صہ ۲۳۳ ورق صہ ۳۲۵ ورق ۳۲۹ و ۳۴۰ - ایک سکھ ودوان
سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے بھی ماتا نجھوت کا اصلی نام بی بی خانم بیان کیا
ہے - ملاحظہ ہو پراتن جنم ساکھی دیباچہ صہ ۳۲ اور گوروجی کی اس بیوی کی والدہ
ماجدہ کا نام بی بی گوہر خانم تھا جسے جنم ساکھیوں میں گوہر خاں لکھا گیا ہے۔
جنم ساکھی قلمی ورق ۳۲۹

ایک ہندو ودوان مہتہ رادھا کرشن جی نے اس بارہ میں یہ حقیقت
بیان کی ہے کہ
بابا نانک صاحب نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں ایک رنگھڑ
(جو ذات کے مسلمان ہوتے ہیں) کی لڑکی سے شادی کی اور کوئی ہندو
مسلمانوں کے ساتھ داد وستد ناطہ کی نہیں کر سکتا - جب تک وہ مسلمان نہ ہو

نسخہ گرنتھی طوبیا صـــ ۱۶۰۱۷

گوروجی کی اس شادی سے متعلق ایک سکھ ودوان سردار گنڈا سنگھ جی رقمطراز ھیں کہ

اگر ہم مان بھی لیں کہ یہ امر واقعی ٹھیک ہے تو بھی ناجائز تصور
نہیں ہوسکتا کیونکہ لڑکی کے ماں باپ نے اپنی لڑکی برضائے
خود گوروجی کو بیاہی تھی یہ امر کوئی ناجائز نہیں ہوسکتا

نسخہ خبط دیانندیاں صـــ ۱۷۷

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورونانک جی کے بیاہ کی یہ ساکھی بدی چند نے بعد کو ملائی ہے چنانچہ ان کا بیان ہے کہ

جنم ساکھی گورونانک کیری ۔ تپ پوتھی نہ ہوتی بدھیری
بدی چند تس پوتھی ماہیں ۔ ساکھی دئی گورام گاہیں
گورونانک بھی مسلمان ۔ عورت کری منجھوت مہانی
دوئے مت سنا ایک اچائی ۔ تو بھی رہے الیپ سدائی

پنتھ پرکاش صـــ ۹۰۵

مشہور سکھ بزرگ بھائی منی سنگھ جی کی طرف منسوب بھگت رتناولی میں مرقوم ہے کہ

سکھاں نے ارداس کیتی جو گوشٹاں اگے ہوئیاں ہن۔ سو چھوٹے
میل والیاں نے گوشٹاں وچ اپنی مت دیاں باتاں لکھ
چھوڑیاں ہین جو بابے رنگڑھی دی بیٹی بیاہی ہے۔

بھگت رتناولی صـــ ۸۴-۸۳

ایک اور مقام پر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے گوروجی کی بی بی خانم سے شادی کا یہ قصہ سوڈھی

مہربان کے بیٹے ہرجی اور بدھی چند کا اختراع ظاہر کیا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ انھوں نے سری گورو نانک جی کو ہندو مسلم ایکتا کی مثال قائم کرنیوالا ثابت کرنے کے لئے ماتا منجھو۔ت کی یہ ساکھی جنم ساکھی میں شامل کر دی تھی۔

ملاحظہ ہو پوراتن جنم ساکھی ص۳۵ دیباچہ

اس کے ساتھ ہی اشوک جی نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ بھائی بیڑے موکھے کی ساکھی میں جسے وہ سب سے پہلی اور بھائی بالا والی جنم ساکھی بھی کہتے ہیں۔ گورو جی کی اس شادی کا تذکرہ موجود ہے۔

پوراتن جنم ساکھی ص۳۵ دیباچہ

یہ بات ظاہر ہے کہ پورے برِ اعظم پر مسلمان حکمران ہیں تو ایسی صورت میں کوئی معزز مسلمان اپنی دختر کو کسی ہندو لڑکے سے بیاہنے پر آمادہ ہو سکتا ہو پس گورو نانک جی کی یہ شادی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ گورو نانک حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے اسی بنا پر حیات خاں منجھ نے اپنی لڑکی بی بی خانم کو آپ کے نکاح میں دے دی تھی اور اس کے بطن سے آپ کے ہاں جنم ساکھیوں کے بقول اولاد بھی ہوئی تھی۔ اگر موجودہ دور کے سکھ ودوان اس شادی سے انکار کر رہے ہیں تو وہ مجبور ہیں کیونکہ دسم گورو جی کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ جو شخص مسلمان عورت سے شادی کرے اس کے اسلام میں شک نہیں کیا جا سکتا۔

خالصہ دھرم شاستر ص۲۳۵ (تواریخ گورو خالصہ ص۱۲۲۶ خالصہ ۹۱)

جھٹکہ اور گورو نانک جی

موجودہ زمانہ کے سکھوں میں عام طور پر ذبیحہ کی بجائے جھٹکہ کا

گوشت کھایا جاتا ہے جو ست سری اکال کہکر جھٹکہ کیا جاتا ہے

یعنی ایک ہی وار سے جانور کا سر تن سے جدا کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو سکھ قانون ص ۱۵۳ گورمت سدھاکر ص ۳۵۲

جہانتک سکھ تاریخ اور گورونانک جی کی بیان کردہ بانی کا تعلق ہے اس سے یہ بات ثابت نہیں کی جاسکتی کہ گورونانک جی کے زمانہ میں ست سری اکال کہنے کا کوئی رواج تھا اور نہ اس قسم کی کوئی اصطلاح ہی مقرر تھی۔ ست سری اکال کا کہنا تو گورو گوبند سنگھ جی کے بھی بعد شروع ہوا ہے۔ مہان کوش ص ۱۰۹۵ اور رسالہ امرتسر جولائی ۱۹۳۱ء اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جھٹکے کا لفظ گورونانک جی نے اپنے کلام میں کہیں بھی ذبیحہ کے مقابلہ پر استعمال نہیں کیا۔ اس صورت میں سکھ دنیا کا موجودہ جھٹکہ کو گورونانک جی کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ گورونانک جی حلال کی بجائے جھٹکہ کا گوشت استعمال میں لاتے تھے۔ یا جھٹکہ کے گوشت کو جائز اور اسلامی ذبیحہ کو حرام سمجھتے تھے۔ درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نیز گورونانک ساری عمر اسلامی ممالک میں گذاری جس میں مکہ معظمہ میں دو سال۔ بغداد شریف میں چھ سال پاک پٹن میں دس سال اس اٹھارہ سال میں سوائے حلال گوشت کے جھٹکہ کہاں تھا۔ نیز سکھوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو جھٹکہ کا گوشت کھانا بھی سکھ مذہب کی تعلیم کے خلاف تسلیم کرتے ہیں اور ایسے سکھ اپنی تمام عمر گوشت نہیں کھاتے چنانچہ مشہور نامدھاری ودوان سنت ندھان سنگھ عالم نے گوشت خوری کے موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ سکھوں کے لئے جھٹکہ کا گوشت کھانا بھی مناسب نہیں ہے۔ اور جو سکھ جھٹکہ کا گوشت کھانا جائز تصور کرتے ہیں وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس کا حکم گورو گوبند سنگھ جی نے دیا تھا ملاحظہ ہو گورمت سدھاکر ص ۲۵۴

پورن سنگھ خالصہ ص ۱۰ پریم سمارگ ص ۵۸ گویا کہ اس کا تعلق گورو

نانک جی سے نہیں کیونکہ آپ گورو گوبند سنگھ جی کی پیدائش سے تقریباً
ڈیڑھ صدی قبل وفات پا چکے تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود گورو
گوبند سنگھ جی نے بھی بعض حالات میں بھی ذبیحہ کھانے کی اجازت دی ہوئی ہے

ملاحظہ ہو پریم سمارگ ص۵۹

جو سکھ جھٹکہ کا گوشت کھانا ہی جائز سمجھتے ہیں ان میں گوشت
کو مہان پرشاد (سید الطعام) کہنے کا بھی رواج ہے۔

ملاحظہ ہو پریم سمارگ ص۴۷

علاوہ اس کے وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ

مشترکہ لنگر میں ..... گوشت جھٹکہ پکانے کی سخت ممانعت
ہے۔ (سکھ قانون ص۱۰۸

ایک اور وددان رقم طراز ہیں کہ

اب تک یہی رواج ہے کہ دیگ میں گوشت نہیں پکایا
جاتا..... دیگ یا لنگر گورو میں گوشت پکانا سکھی
مریادہ کے خلاف ہے۔

گور پرتاپ سورج سمپاوت ص۳۵۲۴

سکھوں میں پانچ یا چار تخت تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں سے
کسی ایک پر بھی بکروں کا جھٹکا نہیں کیا جاتا

سکھ قانون ص۱۵۹

اِنّی مُؤمِنًا

گورونانک جی کا اسلامی ممالک میں جانا اور وہاں برسوں قیام کرکے
علمائے کرام سے دینی امور پر تبادلہ خیالات کرنا ایک ایسی حقیقت ہے جو

سکھ معنفین اور مورخین کو بھی مسلم ہے ۔مشہور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی ذآنجہانی نے بیان کیا ہے ۔

گورونانک جی اپنی عمر کا بہت ساحصہ اسلامی ممالک میں ہی رہے ۔ (گوروگرنتھ تے پنتھ صٓ)

گوروجی ان سفروں میں مسلمانوں کا کھانا تناول کرتے رہے ۔اس بارے میں ایک سکھ ودوان پروفیسر صاحب سنگھ جی لکھتے ہیں کہ

تیسری اداسی میں عرب ۔ایران ۔افغانستان وغیر اسلامی ممالک میں گوروجی نے تقریباً تین سال گذارے ۔تین سالوں کی روٹیاں ہندوستان سے پکاکر ساتھ نہیں لے جاسکتے تھے ۔

دھرم تے سداچار ص۶۱

ایک سکھ ودوان سردار شیر سنگھ جی ایم ایس سی کا بیان ہے ۔

گورونانک صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسلامی ملکوں میں گئے ۔اور مسلمانوں کے گھروں سے کھانا کھاتے رہے ۔

گورمت درشن ص۱۱۶

گیانی گیان سنگھ جی مرتے اس کا اعتراف کیا ہے کہ گوروجی اسلامی ممالک میں مسلمانوں سے کھانے پینے میں ابھید برتتے رہے تھے ۔ (چھوت چھات نہیں)

تواریخ گوروخالصہ ص۷۶۲

سکھ کتب سے یہ واضح ہے کہ گورونانک جی فریضہ حج ادا کرنے کے بعد ایک سال تک مکہ معظمہ میں قیام کیا تھا ۔چنانچہ گورورام داس جی کے بڑے پوتے اور گروارجن جی کے بھتیجے اور متبنی سوڈھی مہربان جی بیان کرتے ہیں کہ

بابا نانک بارہ مہینے مکہ (معظمہ) میں رہا ۔

جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی صفحہ ۲۵۳

اور بھی سکھ کتب میں گوروجی کا ایک سال مکہ معظمہ میں ٹھہرنا بیان کیا گیا ہے جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۱۳ گورونانک جی ایسا باخدا اور علم دوست یہ وقت یونہی نہیں گذار سکتا تھا۔ سکھ تاریخ شاہد ہے کہ گورو جی اس عرصہ میں وہاں کلام اللہ کی تلاوت کرتے رہے جیساکہ مرقوم ہے۔

مکہ کی مسجد میں جا بیٹھے۔ اور کلام اللہ کی سورتیں پڑھنے لگے اور حمد الہیٰ گانے لگے (جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ ۱۴۹)

اور روزے رکھتے رہے۔ چنانچہ جنم ساکھی کا بیان ہے کہ اس کی شہادت وہاں کے لوگوں نے بھی دی تھی۔ جیساکہ لکھا ہے۔

ایہہ کوئی اس زمانے دا ولی پیدا ہویا ہے۔ مکہ وچ .....

ایہہ روزے نال ہی برس دن رہیا اتے ہن بھی روزے نال ہی ہے

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۴

گوروجی نے خود بھی اپنے روزے دار ہونے کا اقرار فرمایا تھا۔ جیساکہ مرقوم ہے۔

بابے نانک جی کہا جے بھائی جی۔ صاحب تہاڈا بھلا کرے گا

اسانوں کتنیاں دناں دا روزہ ہے

جنم ساکھی سری گورونانک دیوجی صفحہ ۲۵۲

گوروجی کا اسلامی ممالک میں نمازیں پڑھنا۔ ایک سکھ ودوان نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

آپ مکہ۔ مدینہ۔ مصر۔ چین اور کابل بھی گئے۔ اور مسلمانوں سے مل کر نمازیں پڑھ کر سچائی کا پرچار کیا۔

اکالی ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

سکھ ودوان یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گوروجی نے اسلامی ممالک میں وقتاً فوقتاً وضو کر کے اللہ اکبر کی اذانیں بھی دی تھیں۔ چنانچہ سکھ ودوان کا بیان ہے۔

گورونانک نے لوٹے سے پانی لے کر وضو کیا تھا اور بانگ دی تھی
اللہ اکبر یہ اذان امرت کے وقت (علی الصبح) کے سناٹے میں
بغداد کے گلی کوچوں کی دیواروں سے ٹکرائی اور کونے کونے میں
پھیل گئی

رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء

مسٹر میکالف کا بیان ہے۔

جدکدی سماں بنیاتاں گوروجی نے عرب دے پیغمبر محمد صاحب
(صلی اللہ علیہ وسلم) نوں منن والے پکے مسلماناں وانگ بانگ
دی دتی۔

میکالیف اتہاس حصہ اول ص ۱۴۷

گوروجی نماز پڑھنے کے لئے مصلی بھی اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے۔ جیساکہ

کوزہ بانگ مصلے دھاری

وارن بھائی گورداس وار یکم پوڑی ص ۳۲

یعنی گورونانک جی کی چوتھی اداسی . . . . . مغربی ملکوں میں
تھی . . . . . اور نماز پڑھنے کے لئے ایک مصلے بغل میں تھا

گورونانک جیون یگ تے اپدیش ص ۵۹

گوروجی مکہ شریف سے مدینہ منورہ جانا اور وہاں لوگوں سے دینی مسائل
پر گفتگو کرنا بھی سکھ ودوانوں کو مسلم ہے۔ چنانچہ اس بارے میں ڈاکٹر ترلوچن
سنگھ جی کہتے ہیں۔

مکہ (معظمہ) سے گورو صاحب مدینے گئے۔ بھائی گورداس اور
بھائی منی سنگھ جی بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مدینہ میں بھی
وہاں کے پیروں اور حاجیوں سے گوروجی کی فلسفیانہ بحثیں ہوئیں

جن کی تفصیل مکہ کی گوشٹ میں دی گئی ہے۔

جیون چرتر گورو نانک دیو ص۲۰۶

گورونانک جی کی اس فلسفیانہ بحث کو ساکھیوں کے ادھ پڑھ مصنفین اور کاتب صاحبان جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے متعلق ایک سکھ ودوان نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔

گوشٹیں ہر جگہ...... مصنفین کی اپنی قابلیت کو ظاہر کر رہی ہیں..... جہاں ایک طرف ہوں گورونانک جی قدرت کا سروپ اور دوسری طرف ہوں اسلام کے چوٹی کے علماء۔ پیر اور بڑے بڑے امام۔ اور ان میں ہو بحث اس گفتگو کے بہت بلند پایہ ہونے کی ہم امید کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ کسی گاؤں کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے ملا چراغ دین اور دھرم ساٹے بھائی بدھ سنگھ کے درمیان یجھ بحثی کی۔ نہ سوال کسی کام کا اور نہ جواب۔

رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء

سکھ مورخین اور مصنفین کو مسلم ہے کہ گوروجی نے عربی زبان تو اپنے بچپن کے زمانہ میں ہی پڑھ لی تھی۔ اور اسلام کی مقدس کتب کے بھی اچھے واقف ہو گئے تھے۔ جیساکہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے لکھا ہے۔

گورونانک جی نے سید حسن نام کے تونڈی کی صوفی درویش سے فارسی اور عربی پڑھی۔ اور اسلام کی سدھانتک (بنیادی) کتب کا علم بھی اس سے حاصل کیا

جیون چرتر گورو نانک دیو ص۱۴

یعنی۔ مکہ جانے سے قبل گوروجی نے حاجی پیروں والے نیلے کپڑے پہنے ہاتھ میں عصا لیا۔ اور بغل میں کتاب رکھی۔ ... عربی فارسی زبان اور

مسلمانوں کی روایات کے گورو صاحب بہت اچھے واقف کار تھے

اور بہت اچھے موحد صوفی درویش معلوم ہوتے تھے۔

جیون چرتر گورو نانک دیو ص۱۴

گورو جی کا طریقہ تعلیم ایسا تھا کہ مسلمان کو سمجھاتے وقت پکے مسلمان

معلوم ہوتے تھے۔

مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص۶۳

سردار جسونت سنگھ جی نے اس سلسلہ میں بیان کیا ہے۔

کسی بھی مسلمان کو انھوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ خدا تعالیٰ کا نام چھوڑ

دے یا حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو کر میرا

مرید بن جا۔

رسالہ گورو سندیش نومبر ۱۹۶۶ء

یعنی کوئی مسلمان ہوتا تو اس کو کلام اللہ اور صوفیوں کا کلام سنا کر

قائل معقول کرتے۔ گویا اس بھیس میں دنیا کے لوگوں کو معرفت

الٰہی اور توحید مطلق کی طرف بلاتے اور دعوت دیتے تھے۔

جنم ساکھی بھائی بالا اردو ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۲۳ء ص۵۰

گورو نانک جی کا بغداد جانا روحانیت کا سبق حاصل کرنا

سکھ ودوانوں نے واضح الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس

جی لکھتے ہیں۔

بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانا

اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانہ

وارن بھائی گورداس وار یکم پوڑی ۳۵

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے۔

مکہ سے مدینہ ہوتے ہوئے پھر گورو جی بغداد گئے۔ انھوں نے شہر سے باہر ڈیرہ لگا دیا شہر کے قاضی اور پیر آکر گورو صاحب سے بحث مباحثہ کرنے لگے۔

گورو نانک وچار ادھیائے صفحہ ۲۳

ایک اور سکھ ودوان سردار ہرچرن سنگھ نرمان ایم اے نے لکھا ہے کہ

ان (یعنی گورو نانک جی) کا مرشد بغداد کا ایک مسلمان پیر تھا جس کے پاس وہ چھ سال بغداد میں رہ کر روحانیت کا سبق سیکھتے رہے

روزانہ اکالی پتر کا جالندھر نرنکاری نمبر ۱۹۶۷ء

ایک اور سکھ اخبار نے شائع کیا ہے۔

ایک صاحب نوجوان سردار ہرچرن سنگھ نرمان ایم اے ہیں آپ ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ جس میں ان کے بقول گورو نانک جی کا مرشد یعنی گورو بغداد کا ایک مسلمان پیر تھا جس کی خدمت میں آپ چھ سال بغداد میں رہ کر روحانیت کا سبق سیکھتے رہے۔

روزنامہ اجیت جالندھر گورو نانک نمبر ۱۹۶۷ء

آج سے تقریباً نصف صدی قبل سادھو گوبند سنگھ جی نرملے نے لکھا ہے کہ گورو نانک جی نے بغداد میں عربی زبان میں اپنا کلام بیان کیا تھا۔ جیسا کہ

شہر بغداد میں بڑے بھاری باغ ہیں۔ بابا نانک کا مکان بنا ہوا ہے۔ مسلمان فقیر اس میں رہتے ہیں۔۔۔۔ گورو کی بانی بھی وہاں عربی حروف میں موجود ہے۔

اتہاس گورو خالصہ ہندی صفحہ ۱۵۰

ہم اس سلسلہ میں صرف اسی قدر عرض کرنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ گورو نانک

ایسے عالم فاضل اور متقی بزرگ کے لئے جس نے اپنے بچپن سے عربی زبان پڑھنی شروع کی ہو۔ اور جس نے سکھ دروانوں کے بقول ۱۵۱۷ سے ۱۵۲۷ تک پورے دس سال اسلامی ممالک میں بسر کئے ہوں۔ عربی زبان میں اتنی مہارت حاصل کر لینا کہ اس میں کوئی نظم کہہ سکے کوئی عجب بات نہ ہوگی۔ پس یہ عربی نظمیں گورو جی کی اپنی بیان کردہ ہی ہو سکتی ہیں۔ اگر بالفرض کسی عربی شاعر نے گورونانک جی کے جذبات اپنے الفاظ میں قلمبند کئے ہوں تو اس سے بھی کوئی فرق نہیں آسکتا کیونکہ ان کے ایک ایک لفظ میں گورونانک جی کی پاکیزہ روح بول رہی ہے اور یہ حقیقت واضح ہے کہ گورونانک جی ایک مرد مومن تھے اور اپنا آبائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر چکے تھے۔

چنانچہ ان میں گورو جی کے پاکیزہ جذبات مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کئے گئے ہیں۔

وَطُغَاةُ ہِنْدُوسْتَانَ یَدْعُوْنِیْ لَہُمْ
شُکْراً اِلٰہَ الْعَرْشِ اِنِّیْ مُوْمِنَا

اِذْ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰہِ مُشَارِکاً
حَاشَا شَرِیْکٌ اَنْ یَّکُوْنَ لِرَبِّنَا

گورو جی کا اسلامی توحید کو اپنا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا خاص پیغمبر ماننا ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کو بھی مسلم ہے ان کے اپنے یہ الفاظ ہیں

گورونانک دیو جی نے مسلمانان دے اک خدا دے وشواس
نوں تسلیم کیتا

جیون چرتر گورونانک دیو ص ۳۰۷

اور ۔ (حضرت) محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نوں گورو
نانک رب دے اک سریشٹ پیغمبر مندے سن

جیون چرتر گورونانک دیو صفحہ ۳۰۵

توحید ذات باری تعالیٰ ۔ اور رسالت محمدی پر ایمان ہی اسلام کا بنیادی عقیدہ اور دروازہ ہے ۔ اور یہی کلمہ طیبہ میں بیان کیا گیا ہے ۔

ہماری رائے باوا صاحب کی نسبت یہ ہے کہ بلا شبہ وہ سچے مسلمان تھے ۔ اور یقیناً وید سے بیزار ہو کر اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے مشرف ہو کر ایک نئی زندگی پا چکے تھے ، جو بغیر خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ کی پیروی کے کسی کو نہیں مل سکتی ۔

گیانی گیان سنگھ جی نے بغداد کے مسلمانوں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ

ڈاکٹر راست کو حجاج کی زبانی معلوم ہوا ہے ۔ یہاں بغداد میں) ایک مکان بھی گورونانک صاحب کی یادگار میں بنا ہوا ہے ۔ جس کو نانک پیر کے نام سے پکارتے ہیں ۔ اور وہاں پر عموماً لوگ ان کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں ۔ تواریخ گوروخالصہ اردو ایڈیشن اول صفحہ ۱۴۹

گورنانک جی کا اپنا ارشاد ہے ۔

۴ ۔ محمد من توں من کتاب چار ۔ من خدائے رسول نوں سچا ای دربا

جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۴۷

گوروجی نے جب کرتارپور میں اپنی رہائش کے لئے مکان بنوایا تھا ۔ تو اس سے ملحقہ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی ۔ اور اس میں امام الصلوٰۃ بھی مقرر کیا تھا ۔ (عبرت نامہ فارسی صفحہ ۱۲)

پس جب سکھ مورخین اور مصنفین یہ تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں کہ گورونانک جی نے عربی زبان میں کلام بیان کیا تھا ۔ اور وہ بغداد شریف میں ہے ۔ تو بعید نہیں کہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے گورونانک جی کے جو عربی اشعار پیش کئے ہیں وہ گوروجی کے اپنے ہی بیان کردہ ہیں ۔ ان میں گوروجی نے اپنے مومن ہونے کا صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے ۔

پن پنتھ نے تب کہیو ہمرا۔ ترک سیں کیا میل ہے
جیو اگنی اور بارود پانی تیح تم سم کھیل ہے

سکھوں کا مسلمانوں سے وہی رشتہ ہے جو بارود کا آگ سے جس طرح بارود آگ کے قریب بھڑک اٹھتا ہے۔ جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

(گورمت سدھاکر ص۲۳)

سکھ حکومت کی کہانی

سکھوں کی زبانی

سکھ مورخ سردار رتن سنگھ جی بھنگو نے سکھ کی تعریف کی ہے۔

ڈنگا سنگھن کی ذات سو گوت ۔ ڈنگا سنگھن کی اوت پوت
بن ڈنگیوں گذر کب ہوئے کرے ڈنگا سنگھ بھے سوئے

—————— پراچین پنتھ پرکاش ص۲۱۵

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ

ذات گوت سنگھن کی ڈنگا ڈنگا ہی ان گور تے منگا
ان نہ پچھے کرے بن ڈنگا ڈنگے بن ان رہے نہ ازگا

——————

گور برا کال سوں ابچیو گیانہ تب سبھے رچیو خالصہ ثابت مردانہ
ایو اٹھے سنگھ بھجنکار کر سب جگ ڈرپانا مٹرھی گور د لول مسیت ڈھائے گئے میدانا
بید پوران کھٹ شاستر ابھن منی قرآنا بانگ صلوٰۃ مٹائے کر مارے سلطانہ
میر پیر سب چھپ گئے سب مذہب الٹانا
ایہہ تیسرا مذہب خالصہ ابچیو پردھانا
جن گور گوبند کے حکم سوں گہہ کھڑک دکھانا
نہ سب دشمن کو چھید کر اکال جپانا
پھر ایسا حکم اکال کا جگ میں پرگٹانا
تب سنت کوئے نہ کر سکے نیت ترکانا
ایوں امت سب محمدی کھپ گئی ندانہ

—————— (دلوں بھائی گوردا س وار ۴۱ ۔ پوڑی ۱۶)

جگے سنگھ بلونت بیر سب دشٹ کھپائے
دین محمدؐ اٹھ گئے ہندک ٹھہرائے
نہ کلمہ کوئے نہ پڑھ سکے ہنیں ذکر الائے
نماز درود نہ فاتحہ نہ ...... کٹائے

یہ راہ شریعت میٹ کر مسلم بھر مائے
گور فتح بلائی سبھن کو سچ کھیل رچائے

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں ۔

سنگھن کے کر ترک جو آدیں   کاٹ تایئں بیرے کر کھاویں

یعنی جو مسلمان سکھوں کے ہاتھ لگ جاتے تھے ۔ انہیں وہ ٹکرے ٹکڑے کر کے کھا جاتے تھے ۔

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صفحہ ۳۴۸

سکھ حکومت کی کہانی سکھوں کی زبانی

سکھ حکومت کے قیام کی خاطر ۱۷۹۵ء سے ۱۸۰۱ء تک صدی سے بھی زیادہ عرصہ میں جس درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا گیا ۔ اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ انسانیت اس کے تصور کی تاب نہ لا کر شرم کے مارے منہ چھپا لیتی ہے ۔ ہزاروں بے گناہ انسانوں کا خون بہایا گیا ۔ معصوم بچوں ، ناتواں عورتوں اور بے بس بوڑھوں تک کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ۔ ہزاروں بیکس شریف زادیوں کی عصمت دری کی گئی ۔ ہزاروں ان بچوں کو بھی نہ بخشا گیا جو اس دنیا میں آنے سے قبل اپنی ماؤں کے پیٹ میں پناہ لئے بیٹھے تھے ۔ ان کی ماؤں کے شکم چاک کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہزاروں ماؤں کی گودیں ویران کر دی گیں ۔ ہزاروں سہاگنوں کے سہاگ اجاڑ دیئے گئے ۔ ہزاروں بے گناہوں کو زندہ جلا دیا گیا ۔ اس بربریت کی انتہا دیکھئے کہ بے شمار قبروں کو کھود کر ان کے مردے باہر نکال لئے گئے اور نذر آتش کر دیئے گئے ۔ ایک معمولی جانور کو حاصل کرنے کے شوق میں سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ۔ لاتعداد مکانات ، دکانیں ، باغات اور ہیر

خانے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ یا جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیئے۔ ہزاروں مساجد شہید کر دی گئیں بہت سی مساجد میں سور کا گوشت پھینکا گیا، امن سے بسنے والی کئی ریاستوں کو روند ڈالا گیا۔ ظلم و سفاکی کت میں اپنوں اور بیگانوں میں بھی امتیاز روا نہ رکھی گئی۔

جس خالصہ راج کی بنیاد سکھ مورخین اور مصنفین کے مطابق ۱۷۹۹ء میں رکھی گئی تھی۔ اور جو بڑے بڑے لمبے عرصہ کے قتل و غارت اور لوٹ مار کے بعد ۱۸۰۱ء میں ظہور میں آئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی موت کے بعد اس کا جو حشر ہوا اس کا ہولناک خاکہ اکالی تخت امرتسر کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاپ سنگھ جی نے یوں پیش کیا ہے۔

> لاہور دربار سازشوں۔ بغاوتوں، معصوموں کے قتلوں۔ برچھا گردو۔ غداروں۔ خود غرضوں اور مغرور لوگوں کا اکھاڑہ بن گیا آزادی کا کلپ برکھ۔ جسے ست گوروں نے لگایا تھا۔ اور جسے مسلوں مہاراجہ رنجیت سنگھ اور بے شمار شہیدوں نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ اسے گھن لگ گیا۔ مرجھا گیا۔ اور خشک ہو کر گر پڑا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دس بارہ سال بعد کی تاریخ پھوٹ خانہ جنگی۔ سازشوں، غداریوں۔ تباہیوں اور بربادیوں کی دردناک کہانی ہے جو رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے اور آنکھوں میں خون کے آنسو لے آتی ہے۔
>
> سکھ اتہاسک لیکچر ص ۳۷۳

مہاراجہ دلیپ سنگھ ۲۰ رجون ۱۸۸۹ء کو روس پہنچکر چٹھی لکھی تھی اس کے جواب میں گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق سکھ اکابرین نے دلیپ سنگھ جی کو لکھی چٹھی میں وہ مظالم گن گن کر بیان کئے تھے جو سکھ راج میں لوگوں پر کئے جاتے تھے۔

تم خود ہی انصاف سے دیکھو تمہاری حکومت میں رعایا کیسی سکھی تھی۔ جب ہر گاؤں میں تلوار کی دھار لہو سے بھری رہتی تھی۔ رہزن دن رات ڈاکے مارتے تھے۔ اور لوگوں کو لوٹتے تھے۔ تعلیم کا یہ حال تھا کہ تعلیم کا نام لینے والے کو بھی سکھ گناہ گار سمجھتے تھے۔ اور مذہبی تعصب جانبداری اور تکبر کی آندھی کی دھول آنکھوں سے کبھی بھی کم نہیں ہوتی تھی۔ اسی لوٹ مار کا نام سکھا شاہی اور برچھہ گردی آج تک مشہور ہے۔ کیونکہ حکمران رعایا کا گھر اور سامان زور سے لوٹ لیتے تھے۔ سپاہی کھڑی فصل کو برباد کر دیتے تھے۔ اور کسانوں کی کوئی بھی نہ سنتا تھا اگر کوئی مقابلہ کرتا تھا تو دو ٹکڑے ہو جاتا تھا۔ سب غریب لوگ بے گار میں دھر لئے جاتے تھے۔ انہیں مزدوری دینا تو درکنار روٹی بھی نہیں دی جاتی تھی۔ اگر کوئی مانگتا تھا تو اسے جوتے مارے جاتے تھے۔ چور اور ڈاکو معمولی معمولی قصور کے عوض میں قتل کر دیئے جاتے تھے۔ یا ان کی ٹانگیں اور بازو کاٹ دیئے جاتے تھے عورتوں کی عصمت دری زبردستی کی جاتی تھی۔ متعدد عورتیں اغوا کر کے یا زبردستی گھروں میں ڈالی جاتی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔ یہ چٹھی غیر سکھوں کی نہیں ہے۔ کہ یہ کہا جا سکے کہ انھوں نے تعصب بغض اور عناد کی وجہ سے سکھ حکومت پر غلط اور بے بنیاد الزام خود تراشے ہیں بلکہ یہ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق اس زمانہ کے دانشوروں اور اہل علم سکھ لیڈروں کے تاثرات ہیں اور ان میں ایسے لوگ بکثرت موجود تھے جنہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی حکومت کا آخری دور اس کے بعد سکھ راج میں کئے گئے قتل وغارت اور کشت وخون اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا اور جن کی زندگی میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بڑی بہو رانی چند کور اور کنور نونہال سنگھ جی کی حاملہ بیوی رانی پنجاب کور کو زہر دے ہلاک کر دیا تھا۔ اور جنہیں اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ رانی جنداں کے بھائی جواہر سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کی بیوہ کان کی عصمت دری کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔

ایک دانشور سردار سنتو کھ سنگھ نے لکھا۔

پنتھ پرکاش کے مطابق .... سکھ دنگا باز اور لٹیرے تھے انھوں نے گوروجی سے دنگا فساد ہی طلب کیا تھا۔ سکھوں نے مسلمانوں کے بچے قتل کئے ان کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑا اور سور مار مار کر کھلائے اور امرت پلا کر ان سے شادیاں کیں۔ ایک مکان میں متعدد مسلمان بند کر دیئے اور تیسرے دن دروازہ کھولنے پر آدھے مرے ایک کو زندہ جلا دیا۔ ایک اور کو نیزے پر لٹکا دیا۔ مساجد گرا دیں اور ان میں سور مارے۔ نماز اور اذان بند کر دی۔

جس پنتھ پرکاش میں مندرجہ بالا مذکورہ باتوں والے پنتھ پرکاش ..... ایسے گرنتھ رہت ناموں میں تسلیم کئے جا سکتے ہیں اسے ماننے والوں کا خدا ہی حافظ ہے ...... اگر کوئی منچلا سکھوں کو مساجد مسمار کرتے۔ ان کے اندر سور مارتے۔ مسلمانوں کے بچے قتل کرتے ان کی بہو بیٹیوں کو زبردستی پکڑ کر سور کھلاتے امرت پلا کر شادیاں کرتے۔ کسی کو نیزے میں پروتے۔ زندہ جلاتے۔ ایسی تصاویر بنا کر ناقابل بیان اور ناقابل برداشت مظالم کی یاد تازہ کرا دے تو کیا کہا جائے گا۔

جیون پریتی چنڈی گڑھ جون ۱۹۷۵ء صہ ۶

سکھ ودوانوں نے سکھ حکومت کے خاتمہ پر نوحہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی موت کے بعد قوم غدار۔ منافق طبع اور قوم فروش لوگوں کے ہاتھ آگئی اور انھوں نے اس حکومت کو جس کی تعمیر میں سینکڑوں شہیدوں نے اپنی جان کی بازی لگائی تھی۔ اپنوں کی منافقانہ چالوں اور دھوکوں سے صرف دس سال کے تھوڑے سے عرصہ میں ہی ختم کر دیا۔ اور ۱۸۴۷ء میں قوم کی

آزادی (یعنی سکھ حکومت) ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی
انکھی سورما صفہ ۲

رسالہ سکھ دھرم امرتسر فروری ۱۹۲۳ء کی رائے

ہاں پنجاب کا شیر چل بسا سکھ حکومت کا سورج غروب ہوگیا ہمیشہ کے لئے۔ اس عظیم سلطنت پر وہ رات آئی۔ جس کے بعد کبھی دن نہیں چڑھا۔ اور نہ چڑھے گا۔

ایک عظیم مبلغ اعظم جنہوں نے سکھوں پر تیس سال اتمام حجت کی۔

سکھوں کا دور حکومت پچاس برس کے اندر اندر شروع ہوا اور ختم بھی ہوگیا...... آخر مظلوموں کی فریاد جناب الہیٰ میں سنی گئی۔ اور اس جانور (گائے) اور اس کے حامیوں پر منعم حقیقی کا غضب بھڑکا اور اس نے عنانِ حکومت ہمیشہ کے لئے ہر ایک زماں و مکاں سے ان کے ہاتھ سے چھین لی۔

(س۔ ر)

سکھ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ چار گروں کے بعد جو کشت و خون ہوا ہے لاتعداد اموات اور ان لاتعداد عصمت دریوں کے بعد ان گنت عورتوں کے پیٹ چاک کرنے کے ڈیڑھ سو سال کے قیامت خیزی کا دور ابھی ختم ہونے کو نہیں آیا تھا کہ اس صدی کے بندہ سنگھ ماسٹر تارا سنگھ جی کا دل یہ پکار کہا کہ

سکھ خود کو اسلامی فرقہ قرار دیں۔ سکھ اور مسلمان مل کر ایشیا میں استحکام پیدا کر سکتے ہیں۔

گورونانک جی کا قول کس قدر قیمتی تھا کہ کدھر بندہ سنگھ کا کشت خون اور کدھر رنجیت سنگھ کا خونی دور اور کدھر ماسٹر تارا سنگھ کے دس لاکھ انسانوں کا خون

گوروجی فرماتے ہیں کہ

مسلمان موم دل ہوئے ۔ انتر کی مل دل تے دھوئے
دنیا رنگ نہ آوے نیڑے ۔ جیوں کسم پاٹ گھیؤ پاک ہرا

مسلمان نرم دل ہوتا ہے اور اپنے دل سے اس نے ہر قسم کی غلاظت نکال دی ہوتی ہے۔ دنیا کی ملونی اس کے قریب بھی نہیں آتی۔ وہ پھول اور ریشم کی مانند ہوتا ہے اس تباہی وبربادی کی ذمہ داری اسلام کے سر ہے نہ گورونانک جی کے سر یہ ذمہ داری ملک گیر بادشاہوں اور باغیوں اور سرکشوں کے ذمہ ہے یہ جانی اور مالی نقصان دونوں قوموں کا اس لئے ہوا کہ دنیا طلبی حرص گیری کی وجہ سے ہوا۔ ہر فریق اپنے کو حق کا پرستار سمجھتا تھا۔ چنانچہ سکھ قوم کے بعض افراد نے انگریز دل کے فساد کا آلہ کار بنکر ہندوں کے ورغلانے میں آکر اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے امرتسر جیسے مقدس شہر میں سکھ قوم نے مسلمانوں کے دل آزاری کے لئے مسلمان حکمرانوں اور مسلمانوں کے ظلم کی کہانی ایسے بے جا اور دل آزار مناظر کی نمائش قائم کی ہے جسکو خود سکھ قوم کے صاحب سمجھ دار اور راستباز احباب اس کی دل سے مذمت کرتے ہیں۔

دوسری جانب مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم اور بربریت کے حالات پڑھ کر انسانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں انسانیت مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتی ہے۔ یہ فرضی قصے ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی اصل جڑ ہیں یہ وہ تاریخ ہے جو انگریز حکمرانوں نے تیار کرائی اور جس سے مفاد پرست طبقے نے فائدہ اٹھایا یہی بات ایک سکھ ودوان سردار دلیپ سنگھ نے فرمایا ہے کہ میں ضرور کہوں گا کہ ہم جیسے فرقہ وارانہ جذبات ابھارنے میں بہت

حد تک انگریز ذمہ دار ہے ۔۔۔۔۔ آج ضرورت باہمی عداوت
اور بغض کو دور کرنے کی ہے۔ انہیں مزید پیچیدہ بنانے کی نہیں
رسالہ پریت لڑی مارچ ۱۹۶۵ء

پنڈت جوالا سنگھ جی کے نزدیک سکھوں میں رائج تاریخ انگریزوں کی تیار کردہ
ہے اور یہ پھوٹ پیدا کرنے کا موجب بن رہی ہے جیساکہ ان کا بیان ہے کہ
سکھ تاریخ پھوٹ پھیلانے کا موجب ہے ایسٹ انڈیا کمپنی کے
کارندوں اور سب سیڈیٹری سکھ سرداروں نے وقت کی سیاسی
ضروریات کے مطابق سکھ تاریخ تیار کرائی جو سکھوں میں رائج
ہو گئی۔ بے پڑھے لکھے سکھوں نے ان کتب کو مستند دھارمک
اتہاس تسلیم کر لیا۔

سکھ اتہاس دانشٹ کویں ہویا صفحہ ۲۲

پریت لڑی کے ایڈیٹر سردار گور بخش سنگھ فرماتے ہیں ۔
جس عجائب گھر کا ذکر اس میں کیا گیا ہے وہ میں نے ایک دفعہ دیکھا
تھا میرا دل نڈھال ہو گیا تھا۔ اور دوسری مرتبہ دیکھنے کا حوصلہ نہیں پڑ سکا
انسانیت کا ایک نفیر خادم ہونے کی وجہ سے میں ہر فرقہ کی
کمزوریوں کو اپنے عالمگیر کنبہ کی کمزوریاں ہی خیال کرتا ہوں۔ ان
کی یادگار رہنا نا۔ اس لئے مجھے اپنے ہی کنبہ کی تذلیل کرنا محسوس ہوتا
ہے۔ یادگار میں کنبہ کی خوبیوں کو ہی بنانا چاہتا ہوں۔

پریت لڑی جنوری ۱۹۶۵ء

نیز ایک اور دانشور سنتوکھ سنگھ نے لکھا
پنتھ کا پرش معنفہ گیانی گیان سنگھ میں بھی رہت نامہ تسلیم کیا گیا ہے
پنجاب سرکار کے بھاشا بھاگ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور سرومنی
گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے پردھان اور پرچارک اس کے حوالہ

اپنے پرچار میں استعمال کرتے ہیں۔ پنتھ پرکاش کے مطابق.....
سکھ دنگہ باز اور لٹیرے تھے۔ انھوں نے گورو جی سے دنگا فساد ہی طلب کیا تھا۔ سکھوں نے مسلمانوں کے بچے قتل کئے۔ ان کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑا اور سور مار مار کر کھلائے، اور امرت پلاکر ان سے شادیاں کیں۔ ایک مکان میں متعدد مسلمان بند کر دیئے اور تیسرے دن دروازہ کھولنے پر آدھے مرے ہوئے تھے۔ ایک کو زندہ جلا دیا۔ ایک اور کو نیزے پر لٹکا دیا مساجد گرادیں ان میں سور مارے نماز اور اذان بند کر دی۔

گورو گوبند سنگھ جی کی خواہش

گورو نانک جی کے بعد دسویں گورو گوبند سنگھ نے تیسرے مذہب کی بنیاد ڈالی اس مذہب کا نام خالصہ تھا اس کا مقصد یہ ہے بھائی نند لال جی کے بقول گورو صاحب فرماتے ہیں کہ

خالصہ سوئی جو کرے نت جنگ　　　خالصہ سوئی چڑھے ترنگ
خالصہ سوئی دشٹ کو مارے　　　خالصہ سوئی شستر کو دھارے

یعنی خالصہ جی کی اس تعریف میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا خالص سیاست سے تعلق ہے کیونکہ اس شخص کو خالصہ قرار دیا گیا ہے۔ جو مسلح ہو۔ گھوڑے کی سواری کا ماہر اور جنگ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔

تنخواہ نامہ نند لال ص ۳۰،۲۹

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں۔

پن پنتھ نے تب کہیو سمہرا۔ ترک سیں کیا میل ہے۔
جیوں اگنی اور بارود پانی تیج تم سم کھیل ہے

یعنی سکھوں کا مسلمانوں سے وہی رشتہ ہے جو بارود کا آگ سے جس

طرح بارود آگ کے قریب جانے سے بھڑک اٹھتا ہے۔ سب کچھ جلا کر بھسم کر دیتا ہے اسی طرح سکھ مسلمانوں کو دیکھتے ہی مشتعل ہو جاتے ہیں

گورمت سدھاکر صـ۲۲

مشہور مورخ سردار رتن سنگھ جی بھنگو نے سکھ کی تعریف یوں بیان کی ہے کہ

دنگا سنگھن کی ذات سو گوت ۔ دنگا سنگھن کی اوت پوت
بن دنگیوں گذر کب ہوئے ۔ کرے دنگا سنگھ بھئے سوئے

پراچین پنتھ پرکاش صـ۴۱۵

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ

ذات گوت سنگھن کی دنگا۔ دنگا ہی ان گورتے منگا
ان نہ بچے کرے بن دنگا۔ دنگے بن ان رہے نہ انگا

پراچین پنتھ پرکاس صـ۴۱۵

گیانی گیان سنگھ جی نے کہا ہے۔

ذات گوت سنگھن کی دنگا۔ دنگا ہی ان گورتے منگا

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صـ۳۵

گورو گوبند سنگھ کا مشن یا نصب العین جیسا کہ سکھ محققین کو اقرار ہے بھارت سے مسلمانوں کے اقتدار کا خاتمہ کر کے سکھوں کو راج دینا تھا۔ جو ان کی زندگی میں پورا نہ ہو سکا۔ البتہ وہ ایسی تعلیم ضرور چھوڑ گئے جس پر عمل کر کے سکھوں نے آخر پنجاب میں اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

گورو جی کی تعلیم یہ تھی کہ نامدھاری فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نت نیم میں ایک بانی اگرونتی کے نام سے درج ہے۔ یہ بانی ان کے ہاں روزمرہ کی عبادت

میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے چنانچہ مرقوم ہے کہ

اگر ونتی کی وار میں علاوہ اور باتوں کے یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے سکھوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ گائے کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے جیسا کہ لکھا ہے کہ

یہی دیہہ آگیا ترکن گہپاؤں - گئو گھات کا دوکھ جگت سے مٹاؤں
چھتر تخت مغلن کر ہوں مار دور ے ۔ گھر ہے تب جگت میں فتح دھرم طورے
تمن در کھڑا داس کرہے پکارا - ترکن میٹ کیجئے جگت میں اجارا
تبھے گیت منگل فتح کی سناؤں ۔ تمن کو سمر دوکھ سگلے مٹاؤں

یعنی گورو گوبند جی نے اپنی یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ مسلمانوں کو غارت کر کے ذبیحہ گائے کو بند کیا جائے اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کر کے اجالا کیا جائے اور فتح کے گیت گائے جائیں

اگر ونتی کی وار ۵ نامدھاری نت نیم صفحہ ۲۹

اگر ونتی وار کے پانچویں چھند میں یہ بھی مرقوم ہے کہ

سکل ہند سیوں ترک دشٹا بدار ہو ۔ دھرم کی دُھجا جگت میں جھلار ہو
دوہوں پنتھ میں کپٹ دویا چلائی - ہر تیسرا پنتھ کیجے پردھانی

یعنی سارے ہندوستان سے دشٹ ترکوں (مسلمانوں) کو ختم کر کے دھرم کا جھنڈا جھلادو ۔ دونوں پنتھوں (ہندو دھرم اور اسلام) میں کپٹ کی دویا چل پڑی ہے ۔ اس لئے میں نے تیسرا پنتھ پردھان کیا ہے ان دونوں دھرموں اسلام اور ہندو دھرم کو چھوڑ کر سکھ دھرم اپناؤں اس تعلیم کا ایک اور حصہ ملاحظہ ہو

مڑھی گور دیول مستیاں کر اینگ ۔ تو ہی ایک اکال ہر ہر جپاینگ
مٹے وید شاستر اٹھارہ پورانگ ۔ مٹے بانگ صلوٰۃ سنت قرانگ

اگر ونتی کی وار نامدھاری نت نیم صفحہ ۲۸

بھائی گوروداس جی کا بیان ہے کہ سکھوں نے جب زور پکڑا تو انھوں نے گورو گوبند سنگھ جی کے حکم پر عمل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور بے شمار مساجد کو مسمار کر دیا۔ اور قرآن کریم کے ان گنت نسخے نذر آتش کر دیے۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ

گور برا کال سوں اپجیو بگیانا۔ تب سہجے رچیو خالصہ ثابت مردانہ
ایوں اٹھے سنگھ بھبکار کر سب جگ ڈر پانا۔ مڑھی گور دیول مسیت ڈھائے کئے میدانا
بید پوران کھٹ شاستر اکھیں جتی قرآنا۔ بانگ صلوٰۃ مٹائے کر مارے سلطانا
میر پیر سب چھپ گئے سب مذہب الٹانا

ایہہ تیسرا مذہب خالصہ اپجیو پردھانا۔ جن گور گوبند کے حکم سوں گہہ کھڑک دکھانا
تہ سب دشمن کو چھید کر اکال جپانا۔ پھر ایسا حکم اکال کا جگ میں پرگٹانا
تب سنت کوئے نہ کر سکے کا ہمت ترکانا۔ ایوں امت سب محمدی کھپ گئی مدانا

وارن بھائی گورداس وار ۴۱ پوڑی ۱۶

اس سلسلہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ

جگے سنگھ بلونت بیر سب دشٹ کھپائے
دین محمدی اٹھ گئے ہندک ٹھہرائے
نہ کلمہ کوئے نہ پڑھ سکے نہیں ذکر الائے
نماز درود نہ فاتحہ نہ ...... کٹائے
یہ راہ شریعت میٹ کر مسلم بھرمائے
گور فتح بلائی سبھن کو سچ کھیل رچائے

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صفحہ ۲۴۸

بھائی گورداس جی کی اس وار میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کے خالصہ جی نے اپنے دسم پاتشاہ جی کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کو خوف زدہ کر دیا۔ اور متعدد مساجد شہید کر دیں۔ قبریں اکھاڑ دیں۔ مسلمانوں کو اذانیں دینے۔ نمازیں پڑھنے سے روک دیا۔ اور انہیں ذکر الہٰی کرنے کی بھی اجازت

نہ دی اور جبر کا یہ عالم تھا کہ ان دنوں کوئی کلمہ طیبہ تک بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔
گیانی گیان سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا۔ جبکہ سکھ لوگ مسلمانوں کو پکڑ کر کھا جایا کرتے تھے جیسا کہ ان کا فرمان ہے کہ

سنگھن کے کر ترک جو آویں۔ کاٹ تاہیں بیرے کر کھاویں
پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صفحہ ۳۴۸

یعنی جو مسلمان سکھوں کے ہاتھ لگ جاتے تھے انہیں وہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاتے تھے۔

بندہ سنگھ کا دور

حیدر آباد دکن ضلع ناندیڑ میں ایک سادھو مادھو داس رہتا تھا گورو گوبند جی بھی ناگپور۔ اکولا۔ امروتی۔ ہنگولی سے گذرتے ہوئے ناندیڑ پہنچے تو وہاں ایک سادھو مادھو داس سے ملاقات ہوئی۔ وہ آخر گورو جی کا مرید ہوگیا۔ مادھو داس نہایت جوانمرد اور دلیر تھا اسکو اپنی ایک تلوار اور پانچ تیر عطا کئے اور یہ خدمت سپرد کی کہ وہ ملک پنجاب میں جاکر دونوں معصوم بچوں کا صوبہ سرہند سے انتقام لے۔ اور ان کی اچھی طرح سے بیخ کنی کرکے خالصہ کے اقبال اور عروج کو ترقی دے۔ اس خدمت کے اقرار کے بعد گورو جی نے اسکو بندہ سنگھ کہا۔

گورو صاحب نے بندہ سنگھ کے ساتھ ہو کر دشمنوں کے پامال کرنے کے واسطے جدا جدا احکام لکھ بھیجے۔ چنانچہ بندہ سنگھ نے پنجاب پہنچ کر کل سکھوں کو ہمراہ لے کے صوبہ سرہند کے بہت کچھ کیا۔

گیانی گیان سنگھ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب بھی سکھوں نے طاقت پکڑی اور انہیں موقع ملا۔ تو انھوں نے یہ کارنامے انجام دیئے۔

بانگ نماز [illegible] پائے	ڈھائے مسیتاں کری صفائے
مڑھی [illegible] جیتے	بندے نے گروائے تیتے

بنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صلا ۳۱۱

یہ بھی لکھا ہے کہ

سب مہجداں گردائے دئی بیر دیئے جار

نہ بانگ اور نماز ہوون دیت کسہوں ٹھاے

بنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صلا ۳۱۲

گیانی جی نے یہ بھی کہا ہے کہ بادشاہ کے حضور مسلمانوں نے یہ کہا تھا کہ

بندے مندے ایک نے تو دین گوائیو

ڈھائے مہجداں سٹیاں بیرن خانے

بانگ نماز نہ ہونے پاوے کتے تھانے

مسلمان اپار ہی کرکا فر مارے

ملک لوٹ سب کھائیو بہہ نگر اجاڑے

بنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صلا ۳۱۳

یعنی بندہ بے شمار مساجد مسمار کر دیں۔ اور ان گنت پیرخانہ گروا دیئے اور لوگوں کو اذانیں دینے اور نمازیں پڑھنے سے روک دیا۔ اور اس طرح گورو گوبند جی نے انہیں جو تعلیم دی تھی اس پر پوری طرح عمل کرکے دکھا دیا۔

اس کے علاوہ متعدد مساجد کو گوردواروں میں تبدیل کر دیا گیا۔ چنانچہ گوردوارہ مست گڑھ کی اصطلاح اسی کارناموں کی پیداوار ہے یعنی ایسے گوردوارے کو جسے سکھ مسجد گرا کر بناتے تھے۔ اسے وہ گوردوارہ مست گڑھ کے نام سے پکارتے تھے لکھا ہے کہ۔

مست گڑھ۔ وہ مسجد جہاں گورو گرنتھ صاحب کا پرکاش کیا گیا ہے۔ مسجد کی جگہ بنایا گیا گوردوارہ۔

مہان کوش صلا ۱۲۷

ایک اور مقام پر بیان کیا گیا ہے کہ

مست گڑھ خاص کردہ مسجد جسے سکھ گوردوارہ میں تبدیل کیا
گیا ہے۔ جس مسجد میں گورو گرنتھ صاحب کا پرکاش کیا جاتا ہے
...... شاہ آباد وغیرہ قصبات میں کئی مست گڑھ ہیں

مہان کوش ص۲۷۸۶

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

مساجد مسمار کی گئیں۔ مقبرے کھودے گئے۔ اور دفن شدہ مردے
قبروں سے نکال کر جلائے گئے۔ مسلمانوں کو زبردستی سکھ بنایا گیا۔

دی اتہاسک کھوج ص۸۲

بندے سنگھ کے حملے اور لوٹ مار

سکھ تاریخ شاہد ہے کہ سکھوں کو جب بھی موقع ملا انھوں نے مختلف دیہات اور قصبات میں چھاپے مار مار کر مسلمانوں کا بے تحاشا کشت و خون کیا۔ حتیٰ کہ ایک ایک دن میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ چنانچہ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے سامانہ پر سکھوں کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

سب لوٹیو شہر سامانہ — مر ترکن قہر بہانا
جن اگیوں ہتھ اٹھائیو — سو جانوں مار گوائیو
بہ ترک قتل تب کینے — تب بیر سنگھن بخ لینے

.. .. — .. ..

لُتھن پر لُتھ چڑھائی — ہیتھن میں مرجھائی
سب بھاگ گئی ترکانی — تج شہر قہر ڈرمانی
سیدانی اور پٹھانی — شیخانی بہہ مغلانی

جو کبھی نہ کنے ہنساری　　ترکن کی سندر ناری
سو پھڑ پھڑ ویسی لوگن　　کینی من بھاوت بھوگن
.. ..　　.. .. ..
بندے نے ترکن گیرے　　بہہ بچے مار نبیرے
ترکنیاں کے پیٹ چروائے　　گڈھ بچے لکھو مروائے

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص ۲۵۹

یعنی سکھوں نے سامانہ پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور بے شمار مسلمان عورتوں۔ بچوں اور جوانوں کو قتل کرڈالا۔ یہانتک کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چیر چیر کر ان کے بچے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور بے شمار عورتوں کی عصمت دری کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

شہر سامانہ کا حشر

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے سامانہ کا حشر مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

۲۶ نومبر ۱۷۰۹ء کی صبح کو بندہ سنگھ اور اس کے خالصہ دل باز کی طرح شہر پر ٹوٹ پڑے اور رات پڑنے سے قبل اس کے اونچے محل اور عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تقریباً دس ہزار آدمی اس مار دھاڑ کا شکار ہوئے اور بہت سامان سکھوں کے ہاتھ آیا۔

سرہند کا حشر

سرہند پر جو گذری اس کا ذکر گیانی گیان سنگھ جی نے یوں بیان کیا ہے کہ

بال برد ھ نہ ترن تجائے　　پھڑ پھڑ بندے قتل کرائے
ترکنیاں کے بیٹوں بچے　　بہہ کڈھوائے ہتے تب کچے

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص ۲۶۲

گیانی صاحب نے بندہ سنگھ کی قتل عام سے متعلق ایک اور جگہ یہ بیان کیا ہے۔

مسلمان بال بردھ جوانو — بندے سب قتلائے جانو

.. ..

ملی ترکنی گربھ وتی جو — پیٹ چاک کر ترت ہتی سو

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صنہ ۳۰۷

کوئی عورت بچہ باقی نہ چھوڑا گیا۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کروا کر ان کے بچے نکال نکال کر قتل کروا دیئے

سرہند کے حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک

بندے نے پہلے تو وہ مسلمانوں کو جو لوٹ کے وقت پکڑ کر جگہ جگہ قید کئے گئے تھے ایک ایک کو نکلوا کر بھیڑ بکریوں کی طرح مروانا شروع کئے۔ نہ کوئی عورت نہ بچہ اور نہ جوان اور نہ بوڑھا دیکھا جو سامنے آئے قتل کئے جائے۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کروا کر ان کے بچے نکال کر مروا دیئے

جیون برتانت بابا بندہ بہادر صنہ ۳۰

مشہور سکھ ودوان ست بیر سنگھ ایم اے نے سرہند پر جو گذری یوں بیان کیا ہے

سرہند میں ایک بھی جاندار ایسا نہ تھا جسے جان سے نہ مارا گیا ہو لوٹا یا زخمی نہ کیا گیا ہو۔ سرہند کی فی الحقیقت اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

جانداروں میں تو چرند پرند بھی شامل ہیں۔ گویا انسانوں کے ساتھ پرندوں کی بھی گت بنا دی گئی۔

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

سرہند کی عورتوں نے اپنی عصمت پر داغ نہ لگنے دیا

اس قتل و غارت میں پانچ ہزار آدمی اور اتنی ہی عورتیں اس دنیا

سے کوچ کر گئیں ۔ بڑے بڑے معزز گھرانوں کی عورتوں نے جب کسی
طرح بھی اپنا بچاؤ نہ دیکھا تو مکانوں سے گر کر اور کنوؤں میں کود
کر اپنی زندگیاں ختم کر دی ۔ اور اپنی عصمت کی سفید چادر پر
داغ نہ لگنے دیا ۔ آنکھ جھپکنے میں تمام شہر لاشوں سے بھر گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سرسبز شہر شام سے پہلے پہلے کھنڈرات کی شکل اختیار کر گیا ۔ اور
ایسا گرا کہ آج تک اس کی حالت ایسی نہ ہو سکی ۔

سکھاں نے راج کویں لیا صد ۱۶۳

سرہند کے حشر کے متعلق ایک سکھ ودوان کی رائے ہے کہ

سرہند ہندوستان کا سرپا شہر بارہ مربع میل میں واقع تھا خالصہ
نے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ۔ گرائے گئے مکانات کے
کھنڈرات اب تک موجود ہیں مسلمان بادشاہ اس شہر کو ہندوستان
کا دروازہ کہتے تھے ۔

سکھاں نے راج کویں لیا صد ۱۶۴

سرہند کی گلی گلی سُرخ کر دی جائے گی ۔

ایک سکھ ودوان سردار پیارا سنگھ جی داتا کے بقول سرہند پر حملہ کرنے سے
قبل بندہ سنگھ نے ایک اعلان کیا تھا جو یوں تھا کہ

سرہند کا گورنر وزیر خاں جس نے دسم گورو جی کے معصوم بچوں
کو زندہ دیواروں میں چنوا دیا تھا ۔ اور ہزاروں لوگوں کو مذہب
کے نام پر قتل کیا تھا اس سے خون کا بدلہ خون سے لیا جائے گا ۔ سرہند
شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی ۔ قاتلوں اور ان کے مدد
گاروں کو قتل کیا جائے گا ۔ سارے شہر میں لوٹ مار ہو گی ۔ وزیر
خاں نے معصوم بچوں کے خون سے سرہند کی کچہری میں ہولی کھیلی
تھی ۔ آج اس کے بدلہ میں سرہند کی گلی گلی سرخ کر دی جائے گی ۔

سکھ شہید ص۵۷

سچانند دیوانِ سرہند

۲۴ مئی ۱۷۱۰ء کو خالصہ فوجیں سرہند میں داخل ہوئیں۔ شہر میں سکھ فوجوں نے قتل عام شروع کر دیا۔ لوگ خوف زدہ اور حراساں ہو کر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے چار دن سرہند کو بری طرح لوٹا گیا اور برباد کیا گیا۔ ..... حکومت کے پرزوں کو چن چن کر مارا گیا۔ ان مقتولوں میں سرہند کا دیوان سچانند بھی تھا۔ جس نے صاحبزادوں کے قتل میں بڑی دلچسپی لی تھی۔ اس کی شاندار حویلی مسمار کر کے زمین کے ساتھ ملا دی گئی

سکھ شہید ص۶۷

مالیر کوٹلہ پر بندہ سنگھ کا حملہ

سکھوں کو افغان سردار بھیکھن خان کی اس کارروائی پر بہت غصہ آیا۔ اس نے ان کے راستہ میں سرہند لوٹنے میں روک پیدا کی تھی۔ انھوں نے اسے سزا دینے کی ٹھان لی اور اچانک مالیر کوٹلہ کی طرف چل دیئے۔ اس وقت اس شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا شہر وہاں سے تیس میل دور تھا۔ مگر سکھ ایک دن میں یہ سفر طے کر کے وہاں لوگوں پر اچانک ٹوٹ پڑے۔ شہر کا اسی وقت محاصرہ ہو گیا۔ اور چاروں طرف ناکہ بندی ہو گئی ارگرد کے دیہات جلا کر راکھ کر دیئے گئے۔ اور علاقہ خوب لوٹا گیا۔ قلعہ والوں نے جلد شکست تسلیم کر لی۔ اور شہر سکھوں نے جی بھر کر لوٹا۔

سکھ اتہاس ص۱۲۹

سہارن پور کی حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے یوں ذکر کیا ہے۔

سکھ جب سہارن پور میں داخل ہوئے تو بغیر گولی چلائے شہر پر قبضہ کر لیا۔ شہر کے امرا نے تھوڑا سا مقابلہ کیا۔ مگر اس طرح ان کا کیا بن سکتا تھا۔ سارا شہر لوٹا گیا۔ اور جلا دیا گیا۔ ایک سرے سے قتل وغارت شروع ہو گئی اور ہزاروں لوگ اپنا مال بچانے کی بے معنی کوشش میں اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔ یہ شہر ابتدا سے ہی عالموں اور فاضلوں کا مرکز رہا ہے۔ اس لئے یہاں مسلمانوں کا بہت زور تھا۔ لیکن ان کا بھی وہی حشر ہوا جو کہ سرہند کے باشندوں کا ہوا تھا۔

جیون بر تانت بابا بندہ بہادر ص۸۵

سرہند کا قتل عام

یاد رہے کہ سرہند میں مسلمانوں کے بچے بوڑھے اور جوان موت کے گھاٹ اتارے گئے تھے اور سہارن پور میں بھی ایسا ہی قتل عام ہوا تھا۔ نیز یہاں بھی حاملہ عورتوں کے شکم چاک کر کے ان کے بچوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا۔ سہارن پور میں سکھوں کے حملہ کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان وہاں گائیوں کو ذبح کیا کرتے تھے اور یہ بات سکھوں کو بہت ناگوار تھی۔

جیون بر تانت بابا بندہ بہادر ص۸۵ و ص۱۰۱

سردار کرم سنگھ ہسٹورین نے ایک اور مقام پر سہارن پور کے حشر کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

شہر دل کھول کر لوٹا گیا۔ مکان جلائے گئے اور قتل عام کیا گیا

ایسا کہ کئی سال تک اس شہر نے ہوش نہ سنبھالا......

سہارن پور سے اس لئے عداوت تھی کہ یہ اسلام کے پابند مسلمانوں کا شہر تھا۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صہ ۱۰۴

تازہ بیگ خان کو بھون کر مارا گیا

کرم سنگھ ہسٹورین کا یہ بیان ہے کہ

تازہ بیگ خان سے بہت بے رحمی کا سلوک کیا گیا۔ اس کے جسم کے ارد گرد روئی لپیٹ دی گئی۔ اور پھر اسے تیل سے تر کر کے آگ لگا دی گئی۔ اور خاص توجہ سے بھون کر مار دیا گیا۔

سردار کرم سنگھ ہسٹوریں دی اتہاسک کھوج صہ ۱۱۲

یہاں تک کہ دفن شدہ مسلمان بزرگوں کی قبریں کھود کر ان کی ہڈیاں نکالی گئیں اور انہیں جلا دیا گیا

گور پرتاب سورج این ۲ انسو ۸ و ۹

پس یہ حقیقت خود سکھ مصنفین کو مسلم ہے کہ سکھوں نے مختلف شہروں قصبوں اور دیہات میں چھاپے مار مار کر بے شمار عورتوں اور بچوں۔ بوڑھوں اور نوجوانوں کو خون میں نہلایا۔ سکھوں کی بربریت کا یہ عالم تھا کہ نماز میں مصروف اور خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز مسلمانوں کو کبھی نہ چھوڑا گیا ان کی تکہ بوٹی کی گئی جیسا کہ مشہور مورخ گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ

وضو، استنجا کرنے والوں تک کو
نہ چھوڑا گیا انکو موت کے گھاٹ اتار دیا

کو دنمازان دیوت بانگاں — بدھر خدا کو مارت جانگاں
کیتک اُج مکھ ساجے اوضو — کیتک جھڑے ہُوئے رُجو

کیتک استنجا ڈھیلا کرہیں   کیتک لوٹو رنگ پگ دھرہیں

. . . .

ہیت نماز جن اوضو سدھارن   حال چال دئی ڈال کرالیتی

. . . .

پگڑی پہنی نہیں سنبھاری   توبہ توبہ کریں پکاری

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۱۱

جے جسے جھک جھک پڑت نمازاں ۔ تن کو تیغن بیگ نوازہ

جبتک تے بیٹھے کت خطرے ۔ تن کو بیاپے جانن خطرے

آزار بند بیچ کس نہ پاویں   پھس پھس تبے ٹانگیں جاویں

اورنہیں تن تے کچھ ہوا   گرین دھرن کر توبہ توبہ

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۱۲

یعنی سکھوں نے حملہ کیا تو نمازیں پڑھتے۔ وضو کرتے بلکہ پیشاب اور پاخانہ کے لیے بیٹھے مسلمانوں کو ازار بند باندھنے کی بھی مہلت نہ ملی اور سکھوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ حشر برپا دیکھ کر لوگ توبہ توبہ پکار اٹھے۔

بندہ سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے علاوہ بے شمار شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کے بٹالہ شہر پر بھی حملہ کر دیا۔ اس شہر کا جو حشر کیا گیا اسے سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

شہر بٹالہ پر بندہ سنگھ کا حملہ

اب باری آئی بٹالہ کی. . . . . شمشیر خاں کے وقت اس کی رونق بہت بڑھ گئی اور بندہ کے وقت یہ شہر پورے جوبن پر تھا . . . . . . اس میں بڑی بڑی عالی شان حویلیاں اور خوبصورت مکان تھے۔ سب سے بڑی حویلی قاضیوں کی تھی. . . . . شہر کی

زیادہ آبادی اچل دروازہ کی طرف تھی اور یہاں ہی مسلمانوں
کے محلے ہونے کی وجہ سے ...... بڑا بھاری قصاب خانہ تھا
جہاں روزانہ کئی گائیں ذبیحہ کی جاتی تھیں۔ شہر کے درمیان
ایک پختہ قلعہ تھا جس میں فوجدار کی فوج رہتی تھی۔ جو وقتاً
فوقتاً شہر کا دفاع کرتی تھی۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص ۱۶۸-۱۶۷

بٹالہ شہر سے متعلق یہ واقفیت بہم پہنچانے کے بعد سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین لکھتے
ہیں کہ:

بندہ نے کلانور سے چل کر اچل ڈیرے ڈالے اور دوسرے دن صبح
کے وقت بٹالہ کی طرف بڑھا ...... بندہ نے شہر کے دروازے
توڑنے کا حکم دیا۔ جو اس وقت بادام کے چھلکے کی طرح توڑ دیئے
گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ سکھ شہر کے اندر داخل ہو گئے اور آتے ہی قاضی
عبد الحق کا محلہ لوٹنا شروع کر دیا۔ یہ قاضیوں کا محلہ بہت مالدار
تھا۔ سب کا سب لوٹ لیا گیا اور قاضیوں کی حویلی کو آگ لگا دی
گئی۔ محمد فاضل کا مدرسہ اور دیگر کئی حویلیاں جلا کر خاک کر دی گئیں
اور سب کے سب قصاب ایک ایک کر کے قتل کر دیئے گئے۔ کلانور
اور بٹالہ کو ایسا لوٹا کہ یہ شہر ویران ہو گئے ...... ایک مرتبہ پھر
سکھوں کا بول بالا ہو گیا۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص ۱۶۹-۱۷۰

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کے مطابق بٹالہ میں اس وقت کے شیخ الہند
جن کا اصل نام شیخ احمد تھا سکھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص ۱۷۰

اور محمد فاضل قادری اپنے فقیروں کو ساتھ لے کر بٹالہ سے بھاگ گیا تھا۔ اور اس طرح اس نے اپنی جان بچائی تھی۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص۱۶۹

یعنی ان دنوں مار دھاڑ کرنے والے سکھ علماء اور فقراء میں بھی کوئی امتیاز نہ کرتے تھے اور تعلیمی اداروں کو اپنی بربریت کا نشانہ بناتے تھے

امبیٹہ کے شیخ ابوالمعالی پر دینی دشمنی کی وجہ سے حملہ کیا

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے یہ بیان کیا ہے

قصبہ امبیٹہ کی محض اس لئے اینٹ سے اینٹ بجادی کہ وہاں ایک مسلمان بزرگ حضرت شیخ ابوالمعالی کا قائم کردہ دینی ادارہ تھا جیسا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ

امبیٹے سے سکھوں کو اس لئے نفرت تھی کہ یہ مشہور شیخ ابوالمعالی کے قائم کردہ دینی آشرم کا مرکز تھا۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۱۰۴

ساڈھورہ بدھو شاہ کی حویلی میں پناہ دیکر قتل کیا۔

بندہ سنگھ نے اعلان کیا کہ جو لوگ سید بدھو شاہ کی حویلی میں چلے جائیں گے وہ محفوظ رہیں۔ اس اعلان کی بنا پر شہر کے بہت سے معززین نے اس حویلی میں پناہ لے لی۔ بعد کو بندہ سنگھ نے ان سب کو حویلی کے اندر قتل کروادیا۔ اس قتل وغارت کی وجہ سے اس حویلی کو سکھ تاریخ میں قتل گڑھی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ سردار کرم سنگھ نے اس حویلی میں قتل ہونے والے معزز مسلمانوں کی تعداد ۵۰ ۔ ۴۰ بتائی ہے۔

تواریخ گوروخالصہ اردو حصہ دوم ص۱۸۸

ساڈھورہ کے یحیٰ عثمان خان کو درخت سے لٹکا کر مارا

ساڈھورہ کے یحیٰ عثمان خاں کو پکڑ کر درخت سے لٹکایا اور طعمہ زاغ وزن بنادیا۔

سکھ محققین اور مصنفین کے نزدیک صوبہ سرہند کو بھی سکھوں
نے درخت سے زندہ لٹکا دیا تھا تاکہ پرندے اس کا گوشت
نوچ نوچ کر کھائیں۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ دوم ص ۳۱۵

بندہ سنگھ کے اس بے پناہ کشت و خون کے پیش نظر ایک بھارتی ودوان نے
بیان کیا ہے کہ

بندہ سنگھ روزانہ پچاس ساٹھ مسلمانوں
کو قتل نہ کرتا پانی تک نہ پیتا تھا

بندہ بہادر مسلمانوں کو پکڑوا پکڑوا کر بھیڑ اور بکریوں کی طرح قتل
کروانے لگا...... سکھوں نے گنگا کے کناروں کا کوئی گاؤں
لوٹ کھسوٹ سے خالی نہ چھوڑا

مشہور ہے کہ [illegible] تک بندے کی نظر میں مسلمان آتا کوئی زندہ
نہ چھوڑا جاتا۔ اور ہر روز اس نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ جبتک
پچاس ساٹھ مسلمان قتل نہ کیے جائیں وہ پانی تک نہ پیتا تھا

بندہ بہادر مصنفہ رام چندماں کٹاہلہ ص ۲۹

نانوتہ پر بندہ سنگھ کا حملہ۔ تین سو شیخ زادے قتل کیے

نانوتہ میں شیخ محمد افضل صاحب رہتے تھے۔ سکھوں نے ان کے مکان
کے صحن میں تین سو شیخ زادے بیک وقت موت کے گھاٹ
اتار دیئے تھے۔

سکھ اتہاس حصہ دوم ص ۵

مورخین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بندہ سنگھ نے باہمی اختلاف کے بعد لوٹ
مار اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھا چنانچہ مرقوم ہے۔

بند نے دریا راوی سے پار ہو کر گوجرانوالہ۔ وزیر آباد، سیالکوٹ وغیرہ کے اردگرد جتنے گاؤں تھے سب میں لوٹ مار شروع کر دی مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر ان پر .... وحشیانہ ظلم کئے ......

اس کے بعد ملک وڑپ دھنی گھیپ اور پوٹھوہار وغیرہ میں تین ماہ تک لگاتار دورہ کر کے لوٹ مار کا بازار گرم رکھا اور مسلمانوں پر گویا ان دنوں قیامت برپا کر دی۔ الغرض دریائے اٹک تک پہنچ گیا۔

بندہ بہادر ص ۲۰۷

بندہ سنگھ کی اس بربریت کے پیش نظر سردار نرنجن سنگھ جی (برادر جناب ماسٹر تارا سنگھ آنجہانی) نے لکھا ہے کہ

سکھ تاریخ پر اگر کوئی سیاہ دھبہ ہے۔ تو وہ بابا بندہ کے زمانہ کی بربریت ہے۔

رسالہ نویاں قیمتاں نومبر ۱۹۴۶ء

مسٹر کرم سنگھ جی ہسٹورین نے اس زمانہ کے سکھوں کی بربریت کی ایک مثال ایسی پیش کی جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ

حاکم سرہند گھوڑے پر سوار مسلمان کے سر کو رکھکر ہوتا تھا

سرہند کے حاکم باز سنگھ نے یہ طریق اختیار کر رکھا تھا کہ جب بھی وہ گھوڑے پر سوار ہوتا تو ایک مسلمان کے سر پر اپنا قدم رکھکر رکاب میں پاؤں ڈالتا۔ اس کے لئے ہر مرتبہ ایک مسلمان کا سر قلم کرنا پڑتا تھا کرنال سے لاہور تک خالصہ کا زور بڑھ گیا تھا۔ کسی ایک جگہ بھی اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی ...... جب موقع ملتا سکھوں کا جتھا جنگلوں اور بیلوں سے نکل کر آتا۔ اور شاہی خزانہ لوٹ لیا جاتا۔ اور بیوپاریوں کے قافلوں سے بھی راکھی

وصول کرلی جاتی۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۸۴

بندہ سنگھ کے زمانہ میں روزانہ ہزاروں مسلمان امرت چھک چھک کر سکھ بنتے تھے۔ ان دنوں مسلمان مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی جبراً سکھ دھرم میں داخل کیا جاتا تھا جیسا کہ ایک وروان نے سکھوں کی طرف سے کئے ایک حملہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ

سکھوں نے بڑے بڑے مسلمانوں کی عورتوں سے کہا کہ تم سکھ بن جاؤ........ کئی عورتیں سکھ بن گئیں

رسالہ سنت سپاہی امرتسر اپریل ۱۹۵۴ء

مشہور سکھ مورخین گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق پنجاب کے سبھی ڈاکو اور رہزن امرت چھک کر خالصہ جی کے ساتھی بن گئے تھے جیسا کہ مرقوم ہے

پنجاب کے جتنے ڈاکو اور رہزن تھے سب بندہ کے ساتھ شریک ہوئے اور سکھ بن گئے۔

تواریخ گورو خالصہ حصہ دوم ص۹

ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ

جب (بندہ کی لوٹ مار کی) یہ خبریں پنجاب کے ڈاکوؤں کو ملیں تو وہ بھی جگہ جگہ سے بندے کے پاس آگئے

جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص۱۵

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین فرماتے ہیں کہ

دل میں جتنے آدمی آئے ہوئے تھے۔ سب دھرم یدھ کے لئے نہیں آئے تھے ایسا خیال بہت تھوڑے لوگوں کا تھا کہ ہم دھرم

کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں زیادہ اس خیال سے آکر شامل
ہوگئے تھے کہ شہروں کی لوٹ مار میں سے تر و تری مال ملے گا اور
ہماری کئی پشتوں کے دھونے دھل جائیں گے۔

جیون برتانت یا بندہ بہادر مصنفہ سردار کرم سنگھ ہسٹورین صلا

ڈاکٹر گنڈا سنگھ فرماتے ہیں

بہت سی تعداد میں ڈاکو بھی سکھوں سے آملے۔ جو صدیاں سے
جمع شدہ اس شہر کی بے شمار دولت سے اپنی غربت دور کرنا چاہتے تھے

سکھ اتہاس دل ص۵۹

اس قسم کے احکامات نے ہی بندہ سنگھ کو جبر اور لالچ کے ذریعہ سکھ بنانے کی کوشش
کی تھی۔ چنانچہ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ بندہ لوگوں کو لالچ کے ذریعہ بھی سکھ
بنایا کرتا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ

یہ حکمت عملی بھی کی کہ عام طور پر مشہور کیا گیا کہ جو سکھ بنے گا بیراگی
کی فتح کے بعد اس سے محصول آراضی نہیں لیا جائے گا۔ اس حکم
کے اثر سے جاٹ اور زمیندار وغیرہ جوق در جوق سکھ بننے لگے

بندہ بہادر کون سی ص۵۵

ایک صاحب کا بیان ہے کہ

سب جگہ مشہور کر دیا کہ جو شخص سکھوں کے پنتھ میں آکر ان کا
خادم بن جائے گا اس سے زمین کا محصول کچھ بھی نہیں لیا جائے
گا۔ اس کے سنتے ہی اس فائدہ کے پیش نظر بہت سے لوگ سکھ
بن گئے۔

جیون برتانت بندہ بہادر ص۵۲

اب ہندوں پر مظالم کا حال سنئے

سکھ تاریخ کا یہ پہلو بھی اجاگر ہے کہ سکھوں نے مار دھاڑ کرتے وقت ان ہندوں

کو بھی معاف نہیں کیا جو مسلمانوں سے تعاون کرتے اور ان سے مل جل کر رہتے تھے۔ اور انہیں ایسی سزائیں دیں کہ قیامت تک انسانیت خون کے آنسو بہاتی رہے گی۔ چنانچہ صوبہ سرہند اور اس کے گھرانے کی غارت گری کے بعد دیوان سچانند کے بال بچوں سے جو برتاؤ کیا اس کا ذکر ایک مشہور معروف سکھ مؤرخ سردار کرم سنگھ جی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ

سچانند کے بیٹے کو پکڑ لیا گیا۔ اور ان کی مستورات کو صرف ایک کپڑا سر ڈھانپنے کے لئے دے کر الف ننگوں کو شہر کے ہر گھر سے بھیک مانگنے پر مجبور کیا گیا اور ڈھنڈی پٹوا دی گئی کہ کوئی شخص انہیں ایک کوڑی تک بغیر کچھ بھی نہ دے۔ اس طرح جب وہ سارے شہر سے بھیک مانگ چکیں تو انہیں عذاب دیکر قتل کر دیا گیا۔

جیوں برتانت بابا بندہ بہادر م۵۵

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ دیوان سچانند کی ایک معصوم بچی جس کی عمر صرف ۸ سال تھی۔ بندہ سنگھ کے حکم سے بھنگیوں کے حوالہ کر دی گئی اور انہیں کھلی چھٹی دیدی گئی کہ جو چاہیں اس سے سلوک کریں۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ دیوان کی اس معصوم اور بے گناہ بچی سے یہ ناروا سلوک نہ کیا جائے۔ مگر بندہ سنگھ کی رحمدلی ملاحظہ ہو کہ ایسی سفارش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

گور پرتاپ سورج این ۲۔ انسو ۱۰

ایک اور سکھ بزرگ بھائی سمیر سنگھ جی نے اس بارہ میں لکھا ہے

مار وجید لوٹ سرہند میں جھوٹا نند سنگھارا۔

تاں کی کنیاں چوہڑں دیئی بن برہت للکارا

یعنی بندہ سنگھ نے صوبہ سرہند کو مار کر سرہند کو لوٹا۔ اور پھر سچانند کو قتل کر کے اس کی بچی بھنگیوں کو سونپ دی اور پہاڑوں

پر حملے شروع کر دیئے۔

گور بلاس پاتشاہی دس ساکھی ۳۶ ص ۶۲۳

اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیں کہ صوبہ سرہند اور اس کے دیوان سچانند نے کسی وقت کوئی زیادتی کی تھی تو یہ کونسا انصاف ہے کہ اس کی سزا ان کے بچوں کو دی جائے اور ان کی مستورات کو شہر میں ننگا پھرا کر ان سے بھیک منگوائی جائے اور پھر انہیں بے دردی سے قتل کر دیا جائے یا ان کی چھوٹی بچیوں کو بھی معاف نہ کیا جائے۔ دیوان سچانند کی ۸ سالہ معصوم بچی کو بھنگیوں کے سپرد کرنا اور وہ بھی اس کے باپ کے کسی فرضی جرم کی بناء پر سراسر ظلم ہی ہے ہمیں پورا یقین ہے کہ کوئی بھی سکھ اسے پسند نہیں کریگا اس کے کسی فرضی یا حقیقی جرم کی بنا پر اس کے بے گناہ بیوی بچوں کو بھی سزا میں شامل کر دیا جائے۔

گورو گرنتھ صاحب کا تو واضح ارشاد ہے کہ

اہکر کرے سو اہکر پائے　　　　کوئے نہ پکڑیئے کسے تھائے

گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۵ ص ۴۰۶

اور دوسری جگہ

جہیڑا انگ گناہ کرے　　　　تس انگے ملے سزائے

جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۰۸

یعنی ایک کے جرم کی سزا دوسرے کو دینا سراسر بے انصافی ہے۔ جو کرے سو بھرے ہی ٹھیک اصول ہے بلکہ جس عضو نے کوئی گناہ کیا اس کی سزا اسی عضو کو دی جائے۔ ایک عضو کے جرم کی سزا دوسرے عضو کو دینا پسندیدہ نہیں۔

اب دیوان لکھپت رائے کا حال سنئے

لکھپت رائے حکومت کا اہلکار تھا۔ اور دیوان کوڑا مل کے ذریعہ سکھوں کے قابو آگیا اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ وہ مشہور سکھ بزرگ بھنگو رتن سنگھ

کے الفاظ میں یوں ہے کہ

تب لاہور آئے منو ڈریو — تب ہی لکھو سنگھن بھیڑیو

.. .. — .. ..

یوں کہہ دئیے مشکن چڑھائے — صحت خانہ میں دیو گرائے

سکھوں تے بہس ہگایو — اور لوکن تے موتایو

پراچین پنتھ پرکاش ص ۳۹۷

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں کہ

بند کریو پاخانے ماہیں — سب گور سکھن کو کہیو سنائی

خطرے بھر وڈ شٹ پر آئی — .. ..

یہ سن سکھن گور کے تب ہی — جھاڑے بھریں تنہہ پر سب ہی

بیس تیس کو سن تے بل کے — صدقی سکھ گئے تنہہ جل کے

کوڑے مل کا حکم منایو — لکھو دشٹ ادھک دکھ پایو

جھلائے رو دے تڑ بھاوے — اپنے کیتے کو پچھتاوے

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص ۵۲۳

ایک سکھ ودوان اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ

لکھپت رائے سکھوں کی قید میں چھ ماہ رہا ...... اسے آٹھوں پہر پاخانہ میں بند رکھا گیا۔ اور سکھ اس کے سر پر پاخانہ اور پیشاب کرتے تھے۔

رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۶ء

بالغرض دیوان لکھپت رائے ایک بہت بڑا مجرم ہی تھا۔ اس نے بہت ظلم کئے تھے تو اسے اس قسم کی سزا دینا جو دنیا کے کسی آئین کے مطابق نہ ہو۔ اور جس پر انسانیت خون کے آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے۔ کسی بھی شریف اور مہذب انسان کے نزدیک درست قرار نہیں پا سکتی خود سکھ بھی اسے پسند نہیں کریں

گے۔ ان کے کسی بڑے سے بڑے جرم کی پاداش میں انہیں یہ سزا دی جاتے۔

سکھ حکومت کے قیام کی خاطر ۱۶۹۹ء سے ۱۸۰۱ء تک ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ میں جس درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا گیا اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ انسانیت اس کے تصور کی تاب نہ لاکر شرم کے مارے منہ چھپاتی ہے۔ ہزاروں بے گناہ انسانوں کا خون بہایا گیا۔ معصوم بچوں ناتواں اور بے بس بوڑھوں تک کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ ہزاروں بیکس شریف زادیوں کی عصمت دری کی گئی۔ ہزاروں ان بچوں کو بھی نہ بخشا گیا جو دنیا میں آنے سے قبل اپنی ماؤں کے پیٹ میں پناہ لئے بیٹھے تھے ان کی ماؤں کے شکم چاک کرکے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے ہزاروں ماؤں کی گودیں ویران کردی گئیں۔ ہزاروں سہاگنوں کے سہاگ اجاڑ دیئے گئے۔ ہزاروں بے گناہوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ اس بربریت کی انتہا دیکھئے کہ بیشمار قبروں کو کھود کر ان کے مردے باہر نکال لئے گئے اور نذر آتش کردیئے گئے۔ لاتعداد مکانات۔ محلات۔ دکانیں۔ باغات اور پیر خانے تباہ وبرباد کردیئے گئے۔ یا جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیئے گئے۔ ہزاروں مساجد شہید کردی گئیں۔ بہت سی مساجد میں سور کا گوشت پھینکا گیا۔ امن سے بسنے والی کئی ریاستوں کو روند ڈالا گیا۔ ظلم وسفاکی کی لت میں اپنوں اور بیگانوں میں امتیاز نہ رکھا گیا

ایسے ظالم لوگوں کی حکومت قانون قدرت کے مطابق زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ ادھم مچانے اور غارت گری کرنے اور دھاندلیوں کو رواج دینے والی مملکت کا انجام وہی ہوا جو ظالموں کا ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آنکھیں بند کرنے کے دس سال بعد یہ مملکت کچھ عرصہ انتشار کا شکار رہی اور پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی اور ساتھ ہی رنجیت سنگھ کے خاندان کو بھی لے ڈوبی اور قوم کے لئے سکھا شاہی کا محاورہ وراثت میں چھوڑ گئی۔

اپنوں کا کیا اپنوں کے سامنے آیا

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے حکم کے تحت چل رہا ہے جب اس نیلے آسمان کے نیچے بسنے والے انسان حد سے تجاوز کر جاتے ہیں خدائی قانون ان کے سدھارنے کے لیے زمین پر نافذ ہو جاتا ہے۔ بندہ سنگھ کا یہ بیجا خون خرابہ سکھوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حکومت سے نکال کر آج اس نوبت پر لایا خود ماسٹر تارا سنگھ جی فرماتے ہیں کہ

میری حالت تو اس وقت ایسی ہے کہ جس طرح کسی کے سر میں ہر طرف سے گھونسے پڑ رہے ہوں اور اس کا سر چکرا جائے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہو گا۔ کوئی ٹھکانہ نہیں۔ کوئی سہارا نہیں نڈھال ہو کر چاروں شانہ چت گر پڑا ہوں۔

رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۴۸ء

اگر ہم ننکانہ صاحب آزاد نہیں کرا سکتے تو ہماری زندگی کا بھی کوئی فائدہ نہیں اور نہ زندہ ہی رہیں گے۔ لیکن ننکانہ صاحب آزاد کروانے کا بھی کوئی طریقہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ اے میرے ست گرو تو خود ہی کرپا کر اور کوئی راستہ بتا کہ کس طرف چلیں

سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۴۸ء

بندہ سنگھ ایک غیر سکھ جس کو سکھ قوم سے کوئی ہمدردی تھی نہ سکھ قوم سے تعا محض لوٹ مار قتل و خون کے لیے ناحق عورتوں کی عصمت دری ناحق عورتوں کے پیٹ چاک کرنا۔ ناحق مسلمانوں کی مسجدوں اور مسلمان قوم کو عین نماز میں قتل کرنا اور مسلمانوں کے مردے قبر سے نکال کر ان مردوں کے منہ میں سور کا گوشت رکھنا معصوم بچوں کو اور سیدزادیوں کو سرہند کے بازار میں پھرا! بندہ سنگھ ایک غیر سکھ کو اس قدر حق حاصل ہو گیا کہ روزانہ پچاس ساٹھ مسلمانوں

کا قتل کئے بغیر کھانا نہ کھانا اور ایک معمولی سکھ کے لئے یہ بھی حق ہو گیا کہ جب گھوڑا سوار ہو تو ہر وقت ایک مسلمان کا سر رکھ کر اس پر سے گھوڑا سوار ہونا چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچوں کو ماؤں کے پیٹ سے نکال کر بھالہ کی نوک سے چھیدنا یہی بربریت غیروں سے اپنے گھر آگئی پھر آسمان نے اپنا رنگ بدلا یہ سبق بندہ سنگھ کو خود گورو گوبند سنگھ نے پڑھایا تھا۔

گوبند سنگھ جی نے جب بندہ سنگھ کو دکن سے پنجاب بھجوایا تھا تو اسے بعض ہدایات کی تھیں۔ منجملہ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ سکھوں کو لوٹ مار کرنے سے کسی وقت بھی نہ روکنا جیسا کہ مرقوم ہے کہ گورو جی نے فرمایا تھا کہ

سکھن کو مم روپ پکھیو۔ ان کا کہا مانتے رہیو

. . . .

کراسنت ان تے کم لیو۔ لوٹن تے ان کو نہ ہٹیو

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص ۲۵۱

یعنی۔ سکھوں کو ہمیشہ میرا روپ سمجھنا اور ان کی ہر بات مانتے رہنا۔ کسی کا بھی انکار نہ کرنا۔ ان کی تعریف کرکے ان سے کام لیتے رہنا۔ اور انہیں لوٹ مار کرنے سے کسی وقت بھی مت روکنا۔

یہ لوٹ مار کو سکھوں نے مذہب میں شمار کر لیا تھا

ذات گوت سنگھن کی ذنگا۔ دنگا ہی ان گور تے منگا

گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب بندہ اور سکھوں کے درمیان اختلاف کی خلیج حائل ہو گئی اور ان کا مل کر چلنا محال ہو گیا۔ اس وقت گورو گوبند سنگھ جی کی اہلیہ محترمہ نے سکھوں کو تلقین کی کہ وہ بندہ سنگھ کا ساتھ چھوڑ کر اس سے قطع تعلق کر لیں۔ اس پر سکھوں نے عذر پیش کیا کہ ہم تو اس سے مل کر لوٹ مار کرتے ہیں۔ اگر اس سے الگ ہو گئے تو کیا کریں گے۔ ماتا جی نے فرمایا کہ میں نے

تو انہیں لوٹ مار کرنے سے نہیں روکا صرف بندہ سے الگ ہو جانے کا حکم دیا ہے۔ اس پر سکھ اس سے الگ ہو کر اپنے مفوضہ کام میں مشغول ہو گئے۔

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۳۲۷

اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ مورخین کے بقول سکھوں نے بندہ سے مل کر یا اس سے الگ ہو کر جتنی بھی لوٹ مار کی وہ گورو گوبند سنگھ جی کی منشا اور حکم کے عین مطابق تھی یہی وجہ ہے کہ سکھ مورخین نے سکھوں کی اس لوٹ مار کے واقعات خود ہی فخریہ طور پر بیان کئے ہیں۔ ورنہ ایسا ہرگز نہ کرتے۔

سکھ مورخین اور مصنفین نے اس امر کی شہادت دی ہے کہ بندہ سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے جو مار دھاڑ اور قتل و غارت کی۔ گورو گوبند سنگھ جی نے اس کی اطلاع ملنے پر بہت خوشی منائی چراغاں کرنے کے علاوہ ایک ہزار روپیہ سکھوں کو کڑاہ پرشاد کے لئے دیا۔ اور خوشی کے ہوائی فائر بھی کئے۔

تواریخ گورو خالصہ ص۱۴۲

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق بہادر شاہ نے گورو گوبند سنگھ جی کے بعد ان کی اہلیہ کو بھی لکھا تھا کہ وہ بندہ سنگھ کو خلق خدا کے خون میں نہانے سے روک دیں ہم شکر گذار ہوں گے اور بندہ سنگھ کے گذارے کے لئے معقول جاگیر دیدیں گے۔ تاکہ وہ بقیہ زندگی آرام سے بسر کر سکیں۔

جب بادشاہ کی چٹھی ماتا جی کے پاس پہنچی تو انھوں نے بندہ سنگھ کی طرف سے کئے گئے قتل و غارت کو محسوس کیا۔ انھوں نے واضح الفاظ میں لکھا کہ اب مزید قتل و غارت بند کر دیا جائے۔ اور بادشاہ سے جاگیر حاصل کر کے اپنی بقیہ زندگی

یاد الٰہی میں گذاری جاتے۔ جب ماتا جی کا یہ پیغام بندہ سنگھ تک پہنچا تو اس پتھر دل ظالم طبع انسان نے نہ صرف یہ کہ ماتا جی کے پیغام کو ٹھکرا دیا بلکہ گورو گوبند سنگھ جی کا سکھ ہونے سے بھی انکار کر دیا جیسا کہ گیانی جی نے لکھا ہے۔

ارکہ گور کا سکھ میں کب کس نے کیتا
میں سادھوباں صبنۓ جانت۔ جگ چھینا
نہ میں تمرا سکھ ہوں۔ نہ تم گور میرے

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص ۳۲۵

گورو گوبند سنگھ جی کا سکھ ہونے سے بھی صاف انکار کر دیا۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ گورو صاحب سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ اور گورو جی نے اس کے سپرد جو کام کیا تھا وہ اس نے پورا کر دیا ہے۔ اب وہ اپنی مرضی کرے گا اور کسی کی کوئی بات نہیں سنے گا۔

اور آگے سنیئے

سردار کرم سنگھ جی نے بندہ سنگھ کی اس روش کے پیش نظریہ بیان کیا ہے کہ

یہ بات درست ہے کہ وہ متکبر ہو گیا تھا اور اس نے اپنا نیا مذہب جاری کیا تھا اور وہ گورو جی کی فتح کے بعد سچے صاحب جی کی فتح جسے درشن فتح بھی کہتے ہیں شروع کی تھی۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص ۲۰۵

سکھوں میں ایسے لوگ ابھی باقی ہیں جیسے ماسٹر تارا سنگھ جی کے بھائی نرنجن سنگھ جی

سکھ تاریخ پر اگر کوئی سیاہ دھبہ ہے تو وہ بابا بندہ کے زمانہ کی بربریت ہے۔

رسالہ نویاں قیمتاں نومبر ۱۹۲۶ء

سردار کرم سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ

یہ بالکل درست ہے کہ سرہند کی فتح کے بعد اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا تھا وہ خود گورو کہلانے لگ گیا تھا۔

سکھ مورخین کو بھی مسلم ہے کہ بندہ اور اس کے ساتھی گرفتار کر کے دہلی لائے گئے تو بادشاہ کی طرف سے ان کے سامنے یہ بات پیش کی گئی مگر ان میں سے ہر شخص اپنی ضد پر قائم رہا اور کسی نے بھی اپنے ظلموں اور زیادتیوں پر پشیمان ہونا پسند نہ کیا۔ البتہ سردار کرم سنگھ جی مئورین کے مطابق بندہ کی بیوی نے اسلام کی اس رعایت سے فائدہ اٹھایا اور اسلام قبول کر لیا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ

بندہ سنگھ کی بیوی حج بیت اللہ پر

اس (بندہ کی بیوی) نے مسلمان ہونا قبول کر لیا۔ اس میں تاخیر کیسی ہوتی تھی اسی وقت مسلمان بنا کر اسے "دکھنی بیگم" کے سپرد کر دیا گیا۔ جس نے اس کی خواہش پر اپنے پاس زاد راہ دیکر اسے حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ بھجوا دیا۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر صفحہ ۱۸۹

سکھوں کی مار دھاڑ میں کامیابی کی وجہ

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ مغلیہ دورِ حکومت میں سکھوں کی طرف سے ایک لمبے عرصہ تک جو مار دھاڑ کی گئی اس میں ان کی کامیابی کی یہ وجہ نہ تھی کہ مسلمان ان دنوں کمزور ہو گئے تھے یا ان کی تعداد میں کمی آگئی تھی۔ اور سکھ طاقت و تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں سے بڑھ گئے تھے بلکہ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ سکھ عموماً جتھوں اور ٹولیوں کی شکلوں میں پھرا کرتے تھے اور گوریلوں کی طرح عموماً رات کے وقت دیہات اور قصبات پر چھپ چھپ کر اچانک حملے کیا کرتے تھے اور لوٹ مار کر کے بھاگ جایا کرتے تھے شاہی فوج ان کا تعاقب کرتی تھی تو وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے جاتے تھے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلمان حکمران آپس میں پھٹے رہتے تھے۔ ان کا آپس میں کوئی رابطہ نہ تھا۔ وہ ایک دوسرے سے سخت اختلافات رکھتے تھے اور سکھ ان اختلافات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیشہ تاک میں رہتے تھے اور جب بھی انہیں

موقع ملتا مسلمانوں کے قصبات اور دیہات پر اچانک ٹوٹ پڑتے اور مار دھاڑ کرکے اپنے ہاتھ رنگ لیتے۔

اس سلسلے میں میکولس صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ

فوجدار ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ ایک کی دوسرا مدد نہیں کرتا تھا۔ اس لئے بندے نے سب کو ہی ایک ایک کرکے ختم کردیا۔۔۔۔۔۔ جتنا شور ملک میں پیدا ہوا اس کا عشر عشیر بھی پیدا نہ ہوتا اگر امیروں کی آپس میں عداوت اور دشمنی نہ ہوتی

جیون برتانت بابا بندہ بہادر صفحہ ۲۰۹

ایک اور سکھ دردوان رقمطراز ہیں کہ

مغلوں کے گھریلو جھگڑوں نے بابا بندہ سنگھ کو۔۔۔۔۔۔ فتوحات کا موقع دیا۔

سکھ اتہاس دوم صفحہ ۶۳

مشہور سکھ بزرگ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں۔

پاتشاہی میں تب رولا ۔ ماچ رہیو سب ٹھوریں
بندوبست سب ٹوٹ رہیو تھا۔ غدر پر رہیو۔ غوریں

یعنی۔ اس وقت حکومت میں غدر کی سی صورت پیدا ہو چکی تھی۔ اور سارا انتظام درہم برہم ہو چکا تھا۔

سکھوں کی کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ان دنوں حکومت کے سکھ ملازم غداری کرتے تھے۔ اور حکومت کے راز سکھوں کو پہنچا دیتے تھے۔ جس وجہ سے وہ سرکاری کارروائی سے قبل ہوشیار ہوجاتے تھے اور اپنے بچاؤ کا سامان کرلیتے تھے

ان دنوں سکھوں میں یہ عام خیال تھا کہ خالصا جی جتنا چاہیں کشت و خون کر لیں۔ دربار صاحب امرتسر کے سرور (تالاب) میں اشنان کرنے سے ان کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ اور پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سکھ لوٹ مار اور قتل و غارت کر کے دربار صاحب آتے اور اشنان کر کے پھر سے مار دھاڑ میں مصروف رہتے۔ چنانچہ بھنگو رتن سنگھ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

ملک لوٹ امرتسر آویں دوالی بساکھی میلہ لاویں

. . . .

جتنے پاپ او کھاپ کر لوٹ کوٹ نت لیا ہیں
اِک اک ٹبھے نال گور سب کل دور کرا ہیں
سنگھن کے سب پاپ جھڑ جاے۔ ہنسنے جو آپس ماہیں کماے
کوڈو کماے کوڈو لٹ کھاے۔ تال ٹبھے تے سب نٹھ جاے
پراچین پنتھ پرکاش ص۲۸۲

یعنی۔ اس وقت سکھوں کا یہ نظریہ تھا کہ جتنی چاہو لوٹ مار کر لو۔ دربار صاحب کے سرور میں ایک غوطہ سے معافی مل جاتی ہے اور سکھ پھر سے پاک صاف ہو جاتا ہے

ان دنوں کئی بار سکھ مسلمانوں کا لباس اختیار کر کے لوٹ مار کرتے تھے۔ تاکہ لوگ انہیں مسلمان خیال کر کے ان کے دھوکہ میں آجائیں۔ اور ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دے سکیں۔

ہری رام گپتہ جی بیان کرتے ہیں کہ

شروع شروع کی فتوحات کے بعد سکھوں نے اور دلیری کا کارنامہ کیا۔ من چلے نوجوانوں کا ٹولہ مغل سپاہیوں کا بھیس اختیار کر کے لاہور شہر میں موچی دروازہ کے راستے داخل ہوا۔ جنوری کا مہینہ تھا اور شام کا وقت تھا۔ سردی کا وقت ہونے کی وجہ سے

لوگ گھر نہیں تھے۔ بازار تقریباً سنسان تھے۔ گھروں اور دکانوں میں جو دھندلی سی روشنی تھی اس میں آنے جانے والوں کے چہرے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اور پہچانے نہیں جاتے تھے۔ لٹیروں نے سب ناکے روک لئے۔ دکانداروں کو قتل کر دیا۔ اور لوٹ کے مال گھوڑوں پر لاد کر رفوچکر ہو گئے۔ شہر چھوڑنے سے قبل انھوں نے اس علاقے میں رہنے والے بعض قاضی اور مفتی بھی مار ڈالے گئے

سکھ اتہاس مصنفہ ہری رام گپتہ صفحہ ۲

ایک دفعہ سکھوں کو مالی تنگی پیش آگئی۔ بھائی سکھا سنگھ جی نے جن کا کام ہی رات دن لوٹ مار کرنا تھا۔ اور بعض لوگوں کے بقول انھوں نے اپنی لڑکی کے خون میں ہاتھ رنگے تھے۔ اور سکھوں نے ان کا مقاطعہ کر دیا تھا۔ ایک مسلمان کا لباس اختیار کیا۔ اور لاہور شہر میں گھس کر ایک صراف کی دکان سے اشرفیوں کی تھیلی اٹھالی اور دوسری مرتبہ بھی صاحب مسلمان کا بھیس بنا کر ایک قیمتی گھوڑا چرا کر لے گئے تھے۔ اسی طرح ایک اور سکھ بھائی اگھڑ سنگھ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بھی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کا بھیس اختیار کیا اور خان بہادر مومن خاں کو قتل کر دیا۔ نیز بھائی مہتاب سنگھ اور سکھا سنگھ کا مسلمانوں کا لباس پہن کر مسّا رنگھڑ کو قتل کرنا بھی سکھ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے۔ اس مسّا رنگھڑ سے متعلق مشہور اسکالر سردار جی بی سنگھ نے یہ لکھا ہے کہ

جب خان بہادر میر منوں کے وقت سکھ امرت سر سے نکال دیئے گئے تب پرانا حق ظاہر کر کے مسّا رنگھڑ دربار صاحب پر قبضہ کر بیٹھا۔

پراچین بیڑاں صفحہ ۹۲

اکثر سکھ مصنفین اس قتل وغارت کو اپنے بزرگوں کی بڑائی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ سنگھ پوریاں کی مسل کے سردار نواب کپور سنگھ کی بہادری کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ

نواب کپور سنگھ ..... بہت بہادر تھا۔ پانچ سو مسلمان
اس نے اپنے ہاتھوں قتل کئے تھے۔ لوگ اس کے ہاتھوں امرت
چکھنا اپنے لئے باعث عزت سمجھتے تھے۔

سکھ راج ص۱۵

ان دنوں قانون شکنی سکھوں کی طبیعت کا خاصہ بن گئی تھی۔ چنانچہ ان کے مرد مجاہد بھائی بوٹا سنگھ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس نے شام کو سڑک پر کھڑے ہو کر آنے جانے والے لوگوں سے ڈنڈے کے زور پر اپنے آپ محصول لینا شروع کر دیا تھا اور خودی خان بہادر صوبہ لاہور کو مذاحیہ انداز میں لکھا تھا کہ

چٹھی لکھے سنگھ بوٹا سنگھ ہتھ ہے سوٹا
آنا لایا گڈے نوں تے پیسا لایا کھوتا
آکھو بھابی خانوں نوں یوں اکھے سنگھ بوتا

پراچین پنتھ پرکاش ص۲۹۷

جالندھر کے پیدانیوں اور مغلانیوں کا حال

ناصر علی کے منہ میں سور کا گوشت

مشہور بزرگ بھنگو رتن سنگھ کا بیان سُنیئے۔

بڑ بھاگ سنگھ نے تب یوں کہی۔ قتل پٹھان کرے سبھی
ناصر علی پھونک کے آگ۔ اور کم ہم پچھلے لاگ
بڑ بھاگ سنگھ خالصے کہے ہے جو سکھ مرید۔

ترکن کی ہے ترکنی ہمری یہ تاکید

. . . .

بڑبھاگ سنگھ بھی جسم کہی سوئی خالصے کیں

گوروں کا ڈھ ناصر علی تہہ میں سور مکھ دین

مغل۔ پٹھان۔ شیخ۔ سیدانی

بھیڑ لنگھیڑ مُیں سوّ آنی

سروپ سنگھ اک یا ہمن سکھ

جناں تھلے موں جنیو دکھ

بڑبھاگ سنگھ جی تھی یوں کہی

جالندھروں ترکنی رکھیو سکھ سہی

جالندھروں ترکنی سکھ رکھے جوؤ

ایتھے اوتھے میں والی ہوؤ

پراچین پنتھ پرکاش ص۴۲۰

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے سوڈھی بڑبھاگ سنگھ جی کا یہ کارنامہ بیان کیا ہے کہ انھوں نے ناصر علی کی لاش قبر سے نکال کر اس کے منہ میں سور کا گوشت ٹھونس دیا تھا اور پھر اسے جلا دیا تھا۔ نیز سوڈھی صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ ان کے جتنے بھی مرید ہیں۔ وہ سب جالندھر کی ایک ایک عورت اپنے گھروں میں ڈال لیں وہ ان کے دونوں جہانوں میں معاون اور مددگار ہوں گے۔ ان کے اس حکم کی تعمیل میں خالصہ دل نے بھنگیوں اور چوہڑوں تک نے معزز خاندانوں کی عورتیں اپنے گھروں میں ڈال لی تھیں۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۹۴

ناصر علی خاں و سیدانیوں کو پہلے سور کا گوشت کھلایا پھر سکھوں سے شادی کر دی

گیانی گیان سنگھ جی نے جالندھر کے حشر کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ

سکھوں نے سور کا گوشت مسجدوں میں پھینکا۔ ناصر علی خاں و سیدو وغیرہ کی مستورات کو سکھوں نے گرفتار کر لیا۔ پہلے ان کو سور کا گوشت کھلایا۔ بعد ازاں سوڈھی بڈبھاگ سنگھ نے ان کو امرت چھکا کر . . . . . سکھوں کے ساتھ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ آنند پڑھا دیا۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ دوم ص ۲۲۹

گیانی جی نے ایک اور مقام پر یہ لکھا ہے کہ

ناصر علی کی حسین و جمیل بیٹی انوپ سنگھ کو دے دی گئی

اس حملے میں سکھوں نے مسلمانوں کے بہت سے بچے بھی مار دیئے تھے اور ناصر علی کی بیٹی جو بہت حسین و جمیل تھی انوپ سنگھ براہمن کو سونپ دی تھی۔

پنتھ پرکاش چھاپہ تیجھر ص ۵۲۸

سوڈھی بڈبھاگ سنگھ ایسے سکھ بزرگ کا ناصر علی کی قبر کھود کر مردہ لاش نکالنا اور اس کے منہ میں سور کا گوشت ٹھونسنا اور پھر اسے جلا دینا اور معزز گھرانوں کی عورتیں بھنگیوں اور چوہڑوں کو سونپ دینا بے حد افسوسناک باتیں ہیں۔ کوئی سکھ کسی غیر مستند کتاب سے بھی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں نے کسی معزز یا غیر معزز سکھ کی لاش کے منہ میں گائے کا گوشت ٹھونسا ہو۔ اور بیدی یا سوڈھی خاندان کی معزز عورتیں بھنگیوں اور چوہڑوں کے سپرد کی ہوں۔

سکھ مصنفین کو مسلم ہے کہ صرف جالندھر میں ہی نہیں۔ بلکہ اور بھی متعدد مقامات پر ہزاروں مسلمانوں کے مونہوں میں زبردستی سور کا گوشت ٹھونسا گیا۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ دوم ص۹

اور مساجد میں سور کا گوشت پھینکا گیا

خالصہ پارلیمنٹ گزٹ نومبر ۱۹۵۶ء

گیانی گیان سنگھ جی نے یوں کہا ہے۔

نواب جلال آباد لوہاری کو سور کا جھٹکا کھلایا

شرمگاہ۔ ناک۔ ہاتھ زبان کاٹ دی

یعنی سکھوں نے جلال آباد لوہاری پر حملہ کر کے سارا شہر لوٹ لیا۔ عورتوں اور مردوں کو پکڑ کر ان کے دفینے لوٹ لئے اور امیر گھرانوں کے خزانوں پر ہاتھ صاف کئے۔ بہت سا اسلحہ کپڑے اور گھوڑے چھین لئے۔ جنہوں نے کچھ روک پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انہیں بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ اور بہت سے لوگ گرفتار کر لئے۔ پھر نواب کے محل میں جا گھسے اور بہت سے آدمی پکڑ لئے اور ان کی مشکیں باندھ دیں۔ اس کے بعد نواب کے محل سرائے سے بہت سی مستورات کو دھر لیا۔ نواب کو گرفتار کر کے پہلے اسے زبردستی سور کا جھٹکا کھلایا۔ بعد کو اس کی شرمگاہ۔ ناک۔ ہاتھ۔ اور زبان کاٹ کر چھوڑ دیا۔

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۶۶۸

اب دلی کی باری آئی

سبزی منڈی پہاڑ گنج لوٹ لیا۔

گیانی جی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کہا ہے کہ

سکھوں نے دس کوس سے دلی پر حملہ کیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی
مغل محلہ کو آگ لگادی۔ اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سبزی منڈی
اور پہاڑ گنج کو تہس نہس کر دیا۔ پھر اپنی اپنی مرضی سے لوٹ مار
کرکے جلد پنجاب کی طرف لوٹ گئے۔ اس وقت سکھوں نے
سیاست نظر انداز کر دی۔ صرف لوٹ مار کو ہی مدنظر رکھا۔

پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۶۱

اس کے علاوہ سکھ بزرگوں نے محض مسلمانوں کو چڑانے کے لئے اپنے نام محمدؐ اور علیؓ
وغیرہ تجویز کئے اور بیت الخلاء کو کعبہ۔ پیشاب کو آب زم زم رکھکر مسلمانوں
کے جذبات سے تمسخر کیا۔

جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ

بابا جسونت سنگھ جی کا چیلہ ٹہل سنگھ خود کو علیؓ اور اپنے گور
بھائی گلاب سنگھ کو محمدؐ اور جسونت سنگھ جی کو خدا کہا کرتا تھا۔ اس
کا نام خدا سنگھ شہرت پاگیا

مہان کوشش ص۲۸۶

ایک اور سکھ بزرگ دیال سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ

بابا خدا سنگھ جی معہ دو اور سنتوں کے جب کابل گئے۔ تو شریعت
کے پابند لوگوں نے انہیں ننگا پھرتے دیکھ کر دریافت کیا کہ وہ کون
ہیں ؟ تو بابا جی نے بے دھڑک ہوکر کہا کہ ہم خدا ہیں۔ اور آپ
کے ساتھیوں نے یہ کہا کہ

محمدؐ مو کو جان تو علیؓ یا ہے کو نام
دونوں سنگ خدا کیے کینو انو بیاں

یہ سنتے ہی خواد پٹھان جوش میں آگئے۔ مگر آپ کے پہاڑ جیسے
دل پر کوئی خوف طاری نہ ہوا۔

بابانانک وار نرمل پنتھ ص۶۳

سکھوں کے نامدھاری فرقہ کے نزدیک جس نے انگریزی دور کے شروع میں بندہ اور اس کے ساتھیوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی تھی۔ گورو گوبند سنگھ جی کی آمد کا اصل مقصد گائے کا ذبیحہ کھانے والے مسلمانوں کا خاتمہ اور ان کی مساجد کو مسمار کرکے انہیں اذانیں دینے اور نمازیں پڑھنے سے روکنا تھا۔ چنانچہ وہ اب بھی گورو گوبند صاحب کی یہ بانی روزانہ اپنی عبادت میں پڑھتے ہیں کہ

یہی دیہہ آگیا ترکن گہ کھپاؤں
گئو گھات کا دوکھ جگ تے مٹاؤں
چھتر تخت مغلن کرو ہوں مار دورے
گھرہے تب جگت میں فتح دھرم طورے
تمن در کھڑا داس کر ہے پکارا
ترکن میٹ کیجے جگت میں اجُارا
تبہہ گیت منگل فتح کے سناؤں
تمن کو سمر دوکھ سگلے مٹاؤں

نامدھاری نت نیم ص۲۹۱-۲۹۱

گورو صاحب موصوف کے اس کلام سے جو نامدھاری سکھوں کی روزمرہ کی عبادت کا حصہ ہے۔ یہ واضح ہے کہ ان کی آمد کا اصل مقصد جانوروں (یعنی گائیوں) کی حفاظت کرنا اور انسانوں (یعنی مسلمانوں) کو نیست و نابود کرنا تھا۔

قرآن شریف اور مساجد وغیرہ کے بارہ میں گورو صاحب کی یہ تعلیم بتلائی جاتی ہے کہ

مڑی گور دیول مستیاں گرائینگ

تو ہی ایک اکال ہر ہر جپا ینگ

مٹے وید شاستر اٹھارہ پورانگ

مٹے بانگ صلوٰۃ سنت قرآنگ

اور خود نامدھاری سکھ انگریزی دور کے آغاز میں علی الاعلان یہ پڑھا کرتے تھے کہ

مڑھی مستیاں ڈھائیکے کر دیو میدانا

پہلا مارو پیر بنوٹ پھیر مارو سلطانہ

امت سب محمدی کھپ جائے ندانا

سنت کوئے نہ کرسکے کبھی ترکانا

بھینی ست گورو جاگیا اور جھوٹا جہانا

کوکیاں دی دتھیا ص۲۰

ایک سکھ ودوان کہتے ہیں کہ

مڑھی مستیاں ڈھائیکے کر دیو میدانا

پہلا مارو پیر بنوٹ پھیر مارو سلطانا ...

..... نام کی نظم اصل میں گورو گوبند سنگھ جی کی بیان کردہ

اس کلام کا ترجمہ ہے۔

مڑھی گور دیول مستیاں کرانیگ

تو ہی ایک اکال ہر ہر جپائیگ

انگریزی دور میں اذان اور نمازوں کے جھگڑے برابر جاری رہے۔ جس گاؤں میں سکھوں کی اکثریت آباد تھی وہاں کسی مسلمان کا اذان دینا موت کے وارنٹوں پر دستخط کے مترادف تھا۔ اور ایسے مسلمان کو مار دینا سکھ اپنا ایک مذہبی فریضہ تصور کرتے تھے۔ اس کی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ ان کے گوردواروں اور گھروں میں انہیں یہی تعلیم دی جاتی تھی کہ خالصہ پنتھ کے قیام کا مقصد یہی ہے کہ بھارت سے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ اور انہیں کسی جگہ بھی اذان دینے کی اجازت نہ دی جائے

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دور

سکھ تاریخ کے مطابق ویسے تو یہ عذاب ۱۶۹۹ء سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ مہاراجہ ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۳۹ء میں فوت ہوئے انکی وفات کے صرف دس سال بعد ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے سکھ حکومت پر قبضہ کر کے پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس طرح ۱۶۹۹ء سے ۱۸۴۹ء تک پوری ڈیڑھ صدی مسلمان مصیبت میں مبتلا رہے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی پیدائش ۱۳ نومبر ۱۷۸۰ء ۲ مگھر ۱۸۳۰ بکرمی کو ہوئی۔ ان کی والدہ نے ان کا نام بدھ سنگھ رکھا۔ ان کے والد سردار مہان سنگھ کو ان کی پیدائش کی خبر اس وقت ملی۔ جب وہ ایک جنگ جیت کر آرہے تھے تو انھوں نے اس بات کی یاد میں اپنے بیٹے کا نام رنجیت سنگھ رکھ دیا۔ اور اس کے بعد یہی نام شہرت پا گیا

سکھ اتہاس حصہ دوم ص ۸۶

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنی والدہ کو زہر دیا۔

رنجیت لفظ کے معنی جنگ جیتنے والا کے ہیں۔ مہاراجہ صاحب ابھی بچپن کی منازل ہی طے کر رہے تھے کہ ان کے والد ماجد سردار لہنا سنگھ دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ان کے بعد رنجیت سنگھ کی والدہ سردار دل سنگھ اور دیوان لکھپت رائے کی مدد سے ان کے علاقے اور مسل کا انتظام چلاتی رہی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ مہاراجہ جی نے بچپن میں ہی انتظامی معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا۔ جسے ان کی والدہ نے پسند نہ کیا۔ مہاراجہ جی نے اپنی والدہ کو راستہ سے ہٹانے کے لئے زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

اس کے بعد مہاراجہ صاحب نے آہستہ آہستہ اپنے جملہ قریبی رشتہ داروں اور اپنے دوستوں اور دوسری مسلوں کے سرداروں کو ٹھکانے لگانا شروع کر دیا

اوران کے علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیئے۔ ان کے پھوپھا سردار صاحب سنگھ بھنگی گجرات میں رہتے تھے۔ ان کا سب علاقہ بھی چھین لیا۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوئم ص۱۰۸

آخر مہاراجہ کی پھوپھی نے بڑی لجاجت سے درخواست کی جیسا کہ لکھا ہے۔

جب قلعہ منگلا کو بھی صاحب سنگھ سے چھڑانے کے لئے مہاراجہ نے فوج روانہ کی تو صاحب سنگھ کی عورت نے مہاراجہ کی سگی پھوپھی تھی اس نے ایک نہایت عاجزانہ اور مودبانہ عرضداشت بھیج کر مہاراجہ صاحب سے درخواست کی کہ اب گورو کے واسطے میرے خاوند کی جان بخشی کی جائے۔ اور قلعہ منگلا اس کے پاس بطور گذارہ کے چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس کی بربادی اور تباہی میں اب کوئی بات باقی نہیں رہی۔ مہاراجہ صاحب نے اپنی پھوپھی کی درخواست کو منظور کر لیا۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوئم ص۱۰۸

اپنی حکومت کی حدود میں اضافہ کرنا مہاراجہ جی نے ہمیشہ مدنظر رکھا۔ اور اس کے لئے اپنوں اور بیگانوں میں کوئی امتیاز نہ کیا۔ جیسا کہ گیانی لال سنگھ جی رقمطراز ہیں کہ۔

سکھ دربار کے قیام میں شیر پنجاب کو گھر کے لوگوں اور سکھوں کے ساتھ ہی جنگیں کرنی پڑیں جس وجہ سے نقصان بھی بہت اٹھایا سکھوں کی مسلوں سے لڑائی بہت بری بات تھی۔ ایک تو سکھی کے لحاظ سے اور دوسرے آپس میں رشتہ داری کی وجہ سے . . . . کئی جنگیں مسلوں کے رئیسوں سے بھی ہوئیں۔

سکھاں نے راج کویں لیا ص۳۶۳

سکھ مسلوں سے مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کا جو کشت و خون ہوا اس کے بارے میں
ایک سکھ وِدوان نے یہ حقیقت دنیا کے سامنے پیش کی ہے کہ

سکھوں کی بارہ مسلوں نے الگ الگ ٹکڑوں کی شکل میں پنجاب
کی حکومت سنبھالی ہوئی تھی۔ کہ جو اب آپس میں ٹکرانے لگ پڑی
تھیں۔۔۔۔۔ سکھ مسلوں نے مہاراجہ کی ڈٹ کر مخالفت
کی ہتھیار بند ٹکراؤ بھی ہوا۔۔۔۔۔۔ اتنی بڑی سلطنت قائم کرنے
کے لئے مہاراجہ صاحب کو کئی طریقے استعمال کرنے پڑے کٹل
نیتی (دھوکہ فریب والی سیاست) بھی برتی جنگ کے سمجھوتے
بھی کئے اور سزائیں بھی دیں۔۔۔۔ ستلج سے پار کی سکھ ریاستیں
انگریزوں کی حفاظت میں آجانے کی وجہ سے۔۔۔۔ پنجابی سلطنت
کا حصہ نہ بن سکیں۔

سکھاں نے راج کویں لیا ص ۲۶۴

سکھ فوج کے کارنامے

اس غیر آئینی حکومت میں جس کی تعزیرات بھی کوئی نہ تھی رعایا کا حشر کسی بھی صاحب نظر اور اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سکھ حکومت کی افواج رعایا اور سرکاری خزانوں کو لوٹ لینا اپنا قانونی حق تصور کرتی تھیں۔ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے سکھ حکومت کے سکھ فوجیوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کے ذکر میں کہا ہے۔

خالصہ فوج کا یہ حال تھا کہ وہ خود اپنے تئیں فرماں روا سمجھتی
تھی۔ اور سوائے لوٹ مار اور غارت گری کے کوئی دوسرا کام
نہ تھا۔ جتنے اہالیان دربار اور سردار تھے۔ سب فوج سے

ڈرتے تھے۔ جس کو چاہتے لوٹ لیتے اور جس کو چاہتے چھوڑ دیتے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کے سامنے دم مارتا۔ مردم آزاری اور دل آزاری کا بازار گرم تھا۔ اسی وقت کا نام سکھا شاہی مشہور ہوا۔

تواریخ گورو خالصہ ص۶۷ اردو حصہ سوم

صرف خالصہ فوج ہی لوٹ مار نہیں کرتی تھی بلکہ بعض اوقات تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے بھی اس کام میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے تھے جیساکہ راجہ گلاب سنگھ نے نقد دس لاکھ روپیہ گجرات سے لاہور کو بھجوانے کے لئے تیار کیا تھا (مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے) پشاور سنگھ چار پانچ ہزار آدمی لیکر کود پڑا۔ اور سارا خزانہ لوٹ لیا۔ نیز راجہ گلاب سنگھ کی فوج کے بہت سے آدمی قتل کر کے توپیں چھین کر لے گیا۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۲۳۱

محسن کُشی

اور تو اور مہاراجہ جی نے سکھ مورخین کے مطابق اپنے ان محسنوں کو بھی نہ چھوڑا جنہوں نے مہاراجہ جی کی ملک گیری کی ہوس کو پورا کرنے کی غرض سے اور سکھ حکومت کے قیام کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ سردار ہری سنگھ نلوآ۔ سکھ راج کا جرنیل ہی نہیں بلکہ بہت بڑا ستون تھا۔
سکھ دنیا سردار ہری سنگھ نلوآ کو ایک بہادر جرنیل سمجھتی ہے اور اس کی بہادری کی سب سے بڑی دلیل یہ پیش کرتی ہے کہ سرحد میں بسنے والی پٹھان عورتیں اپنے بچوں کو اس کا نام لیکر ڈراتی ہیں۔ جیساکہ گیانی گیان سنگھ صاحب کا بیان ہے کہ

افغانوں کی مائیں اپنے روتے بچوں کو ہریا آگیا یعنی ہری

سنگھ کے نام کا خوف دلا کر چپ کرا دیتی ہیں۔

تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم صـ۱۹۲ـ

سکھ مورخین کے مطابق ان کے آخری ایام میں مہاراجہ جی سے کچھ نظریاتی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ مہاراجہ جی کا خیال تھا کہ ان کی وفات کے بعد ان کا بڑا لڑکا کھڑک سنگھ پنجاب کے تخت کا وارث ہو۔ وہی حکومت کا حقدار سمجھا جائے لیکن نلوآ جی یہ چاہتے تھے کہ خالصہ پنتھ جسے چاہے مہاراجہ جی کا جانشین مقرر کر دے ان کے نزدیک سکھ سلطنت کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں بلکہ خالصہ پنتھ کی امانت ہے اور یہ حق مہاراجہ جی کو نہیں بلکہ پنتھ کو ہے کہ وہ جسے پسند کرے راج کی باگ ڈور اس کے ہاتھوں میں سونپ دے۔

سردار ہری سنگھ نلوآ صـ۱۹ـ

مہاراجہ جی نے نلوآ کو ٹھکانے لگایا

بعض سکھ ودوانوں کا خیال ہے کہ مہاراجہ جی نے یا ڈوگروں نے خود ہی اس بہادر جرنیل کو پشاور کی مہم پر بھجوا کر ٹھکانے لگا دیا تھا

تواریخ گورو خالصہ چھاپہ پنتھر صـ۱۰۵۳ـ

تاکہ کھڑک سنگھ کی (بیٹے کی) حکومت کا راستہ صاف ہو جائے۔ اور کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ سردار ہری سنگھ نلوا کے مرنے پر گلاب سنگھ نے دھیان سنگھ کو مبارکباد کا پیغام بھجوایا تھا۔

سکھ دھرم فروری ۱۹۶۳ء

مہاراجہ جی نے اسی پر بس نہ کی بلکہ نلوآ جی کے مرنے کے بعد اس کی تمام جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی۔

تواریخ گورو خالصہ حصہ دوم صـ۲۰۶ـ

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ سکھوں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کو جو چٹھی (لنڈن سے) لکھی تھی۔ اس میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ

ہمارا ایک ہی سردار ہری سنگھ نلوا جس نے متعدد جنگ جیتی اور تمہاری حکومت قائم کر دی۔ مگر آپ کے باپ نے ڈوگروں سے ملکر اسے عمداً دشمنوں کے منہ میں بھیج کر مروا دیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کا علاقہ اور خزانہ ضبط کر لیا۔

تواریخ گورو خالصہ گورمکھی ص ۱۰۵۳ و حصہ دوم ص ۲۰۶

سردار ہری سنگھ نلوا کے بعد اس کے لڑکے کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ اس کی جاگیر اور باغ جو ہری سنگھ کے نام پر تھا ضبط کر لیا گیا

دربار صاحب ص ۴۹

سردار ہری سنگھ نلوا سے جو کچھ ہوا۔ اس کا دوسرے سکھ سرداروں کو بہت افسوس ہوا گیانی گیان سنگھ لکھتے ہیں۔

دربار کے جملہ سرداروں کے دل ٹوٹ گئے۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ جب نلوا سردار کے ورثاء سے ایسی طوطا چشمی برتی جا سکتی ہے تو ان کا کیا حشر ہو گا۔

سکھ دھرم امرتسر فروری ۱۹۶۳ء

رنجیت سنگھ جی نے اپنی بیوی کے پچاس لاکھ کے زیورات ضبط کر لئے

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اپنے لڑکے کھڑک سنگھ کی والدہ کا بھی لحاظ نہ کیا تھا (رانی جند کور) اور کسی بات پر ناراض ہو کر اپنی بیوی یعنی کھڑک سنگھ کی والدہ کے پچاس لاکھ کے زیورات ضبط کر لئے تھے۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم ص ۱۹۲ و ۱۹۳

رنجیت سنگھ کی ساس سدا کور کو مرنے تک جیل میں ڈال دیا

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی ساس سدا کور ایک بہت بہادر عورت تھی۔ اس نے مہاراجہ جی کی ہر مہم میں پورا ساتھ دیا۔ اور رنجیت سنگھ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ رنجیت سنگھ کی ہر لڑائی میں شامل ہو کر صف اول میں لڑی۔ اس کی خواہش تھی کہ مہاراجہ صاحب اس کی لڑکی مہتاب کور کے بیٹے شیر سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کریں۔ مہتاب کور مہاراجہ جی کی پہلی بیوی ہونے کی وجہ سے اس زمانہ کے رواج کے مطابق زیادہ حقدار تھی کہ اس کا بیٹا جانشین ہو مگر راجہ جی نے اس سے اتفاق نہ کیا۔

شیر پنجاب ص۱۰۱

ان دونوں کے تعلقات بگڑ گئے۔ مہاراجہ نے چاہا کہ سدا کور کو اپنا سارا علاقہ اپنے نواسے شیر سنگھ کو سونپ دے۔ سدا کور اس کے لئے تیار نہ ہوئی۔ مہاراجہ صاحب نے کچھ عرصہ کے بعد کسی بہانے سے سدا کور کو اپنے پاس بلا لیا اور اسے قید کر دیا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر دوبارہ گرفتار کر لی گئی اور جیل میں ڈال دی گئی۔ اس کی رہائی مرنے کے بعد ہی ہو سکی۔ زندگی میں مہاراجہ کی قید سے نکلنا اس کے نصیب نہ ہوا۔ مہاراجہ نے اس کا علاقہ بھی ضبط کر لیا۔

تواریخ گورو خالصہ ص۹۲۲

ساس سے احسان فراموشی

رانی سدا کور کے اس عبرتناک حشر کے بارے میں گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ

> جس سدا کور کی امداد سے مہاراجہ کو یہ عروج حاصل ہوا تھا اس کے علاقہ پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا۔ یہ احسان فراموشی دیکھ کر لوگوں نے مہاراجہ کو ہلکا یا اونٹ کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ رانی سدا کور نے مہاراجہ صاحب پر بڑے بڑے احسان کئے تھے۔

تواریخ گورو خالصہ چھاپہ پتھر ص۵۸۹

جن کے ہاتھوں تاج پوشی ہوئی انکی جاگیر ضبط

بابا صاحب سنگھ بیدی اس زمانہ کے مشہور سکھ بزرگ تھے ان کی عظمت کا یہ ثبوت ہے کہ مہاراجہ جی کی تاج پوشی کی رسم اسی بزرگ کے ہاتھوں ادا ہوئی تھی۔ مہاتما کلیان داس جی بیان کرتے ہیں کہ مہاراجہ نے اس بزرگ ہستی کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اس کی جاگیر بھی ضبط کر لی تھی۔

اتہاس وشنکر ما بنس بندی براہمن جگت گورو ص۱۱۵

بیوہ روتی پیٹتی لدھیانے چلی گئی

گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سردار گمبھیل سنگھ کی بیوہ سردارنی رام کور کا دو لاکھ کا علاقہ اور ۲۵ لاکھ کا خزانہ ضبط کر لیا۔ اور ہریانہ کے سب قلعے جن میں اسلحہ بھرا ہوا تھا چھین لئے تھے۔ سردارنی صاحبہ روتی پیٹتی لدھیانے چلی گئی۔

تواریخ گورو خالصہ تیاپہ پتھر ص۸۹۸

اپنے رشتہ دار سمدھی جیمل سنگھ کو بھی نہیں بخشا

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اپنے سمدھی اور مہاراجہ کھڑک سنگھ کے خسر سردار جیمل سنگھ جی کے مرنے پر اس کا سارا علاقہ ضبط کر لیا تھا

دسکھ سلال ص۸۵

رنجیت سنگھ کو حلف کی کوئی پرواہ نہیں تھی

مہاتما کلیان داس جی لکھتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جودھ سنگھ رام گڑھیا

سے دربار صاحب امرتسر جاکر گورو گرنتھ صاحب کے حضور حلف اٹھاکر عہد کیا۔ مگر بعد کو یہ عہد سرے سے بھلا کر اس کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

رنجیت سنگھ ایسے حلف کی کوئی پرواہ نہیں کیا کرتا تھا

اتہاس وشکر مانبس بندی برہمن جگت گرو ص۱۲۶

سکھ حکومت میں مذہبی آزادی

پنجاب میں سکھ حکومت کی ابتدا مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے زمانہ سے ہوئی۔ اس سے قبل کوئی سکھ حکومت نہ تھی۔ صرف مار دھاڑ اور قتل و غارت کرنے والے متعدد سکھ ٹولے تھے۔ جو یہاں وہاں لوٹ مار میں مصروف تھے۔ کبھی ایک قصبہ پر چھاپہ مارا اور کبھی دوسرے شہر کو جا غارت کیا۔ لاہور جیسے مرکزی شہر کا یہ حال تھا کہ یہاں تین سکھ سردار ڈیرے ڈالے بیٹھے تھے اور انھوں نے لاہور کے تین حصے کرکے آپس میں تقسیم کئے ہوئے تھے۔ اور جب چاہتے بیک وقت یا الگ الگ اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو لوٹ لیتے تھے۔ سکھ مورخین کے مطابق اس لوٹ مار سے تنگ آئے ہوئے لاہور کے لوگوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو خود بلایا تھا۔ اور مہاراجہ کی تاج پوشی کی رسم ۱۸۵۶ء بکرمی کی بساکھی کے دن ادا کی گئی۔ یہ رسم مشہور سکھ بزرگ بیدی صاحب سنگھ جی کے ہاتھوں انجام پائی تھی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ ص۳۴

ایک سکھ وِدوان سردار ناہر سنگھ ایم اے بیان کرتے ہیں کہ

تمام زیورات توڑ کر ایک "ہنس بنایا" کے الفاظ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے گلے میں سکھ راجسی بادشاہت کی تلوار پہناتے وقت

بابا صاحب سنگھ جی نے بیان کئے تھے۔ اسی مجلس میں مخالف
سرداروں نے باباجی سے عرض کی یہ ہنس آپکی گردن ہی توڑے گا
بھائی مہاراج سنگھ شاہی قیدی صفحہ

یہی بابا صاحب سنگھ کا حال تھا کہ آپ سکھوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش
کی اس سے متعلق ایک سکھ ودوان نے یہاں تک لکھا ہے کہ
کون نہیں جانتا کہ بابا صاحب سنگھ بیدی سکھ راج میں ایک
ایسی شخصیت تھے جنہوں نے سکھوں کی ترقی کے لئے آخری دم
تک لگاتار کوشش کی۔ انکا یہ معمول تھا کہ پانچ اشخاص کو
امرت چھکا کر کھانا کھاتے تھے۔ سکھ دربار میں آپ کا بہت احترام
تھا آپ کو راج اچاریہ خیال کیا جاتا تھا۔
اکالی پتر کا جالندھر ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء
۱۷۳۷ء میں بیدی صاحب نے جو کہ گورونانک جی کی اولاد میں
سے تھے۔ مالیر کوٹلہ کے خلاف مذہبی جنگ کا اعلان کر دیا تھا
کیونکہ وہاں کے افغان گایوں کو ذبح کرتے تھے
بہہ ملی اتہاسک لیکھ منٹ ۳۷

یہی وجہ ہے کہ جونہی سکھ راج کی صف لپیٹ دی گئی۔ تو سکھوں کی تعداد میں
سینکڑوں یا ہزاروں کی نہیں بلکہ لاکھوں کی کمی آگئی۔ اور وہ ایک کروڑ سے صرف
۱۸ - ۱۷ لاکھ ہی رہ گئے چنانچہ بھائی جودھ سنگھ جی ریٹائرڈ پرنسپل خالصہ کالج
امرتسر نے اس کمی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
یہ بات یقینی ہے کہ سکھ حکومت کے دوران سکھی اصول کمزور
ہو گئے تھے جس کا واضح ثبوت ان بہروپئے سکھوں کے کرتوت
ہیں جو دنیاوی لالچ سے بھیکھ دھاری بن گئے تھے۔ اور مہاراجہ

رنجیت سنگھ کے بعد انگریزوں سے مل کر جنہوں نے سکھ طاقت
کو تباہ کیا تھا۔ جب سکھی چلن زوروں پر تھا۔ ایک سکھ بھی
اپنی جان بچانے کے لیئے یا کسی لالچ میں آکر خالصہ کے خلاف کوئی
حرکت نہیں کرتا تھا۔ مگر جب تعداد بڑھانے کا شوق پیدا ہوا
اور اصول ڈھیلے پڑ گئے تو سینکڑوں سکھوں نے غداری کرنے
سے دریغ نہ کیا۔

سکھ حکومت کے خاتمے کے بعد سکھ قوم کی حالت بہت ہی قابل رحم ہو گئی تھی
حکومت کی وجہ سے ایسے لوگ بھی سکھ بن گئے تھے جن میں سکھ دھرم سے کوئی
عقیدت نہ تھی ایسے لوگوں نے سکھ دھرم کو جلدی ترک کر دیا۔۔۔۔۔ اس شکست
کا اثر صرف تعداد پر ہی نہیں پڑا تھا۔ بلکہ سکھوں میں اداسی اور مایوسی چھا گئی تھی
پنتھ دی چڑھدی کلا ص۵۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کا مسلمانوں سے سلوک

بعض مسلمان روساء اور ان کی بیوہ بیگمات کی جائیدادیں بغیر کوئی بہانہ بنائے
ضبط کر لیں اور سکھوں میں بانٹ دیں جیسا کہ گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں
مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے رائے الیاس کی بیوہ سے اس کا
علاقہ لدھیانہ وغیرہ چھین کر اپنے ماموں راجہ جبند کو عطا کر دیا۔
تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم ص۳

گیانی موصوف نے اس بات کا قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا کہ مہاراجہ صاحب نے ایک
بیوہ مسلمان عورت کا علاقہ کس جرم کی پاداش میں چھینا تھا۔ اور اپنے ماموں کو دیدیا
تھا۔ اور ریوڑیاں بانٹنے والی مثال تازہ کی تھی۔ سکھ مصنفین کی تو یہ شہادت
ہے کہ رائے الیاس کی بیگم کے دل میں سکھ دھرم کے خلاف جذبات نہیں تھے بلکہ

اس نے وقتاً فوقتاً گوردواروں کے نام زمینیں بھی لگائی تھیں۔ جیسا کہ سنت وساکھا سنگھ جی کا بیان ہے کہ

چوہدری رائے کلا کے بیٹے رائے احمد نے ۱۲۳۵ھ میں رائے کوٹ آباد کر کے ریاست قائم کی۔ یہاں کے آخری رئیس الیاس کی بیوہ رانی بھاگ بھری ہیراں وغیرہ نے سکھ گوردواروں کو بہت زمینیں ارداس کروائیں۔

مالوہ اتہاس حصہ اول صلا۱۲

ایک اور مقام پر سنت صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ

جب رائے کوٹ ریاست بنی تو رائے کلا اور اس کے آخری راجہ رائے الیاس کی رانی بھاگ بھری نے اس گوردوارے کو بہت سی زمین دی جو اب تک قائم ہے۔

مالوہ اتہاس حصہ اول صلا

گیانی گیان سنگھ جی نے مسلمانوں پر مہاراجہ کی سنگدلی اور کرم فرمائی کا ذکر یوں فرمایا ہے کہ۔

الیاس غوث کی جائیداد محکم چند کو بخشنا

پرگنہ تہاڑا جو تعلقہ بیاس میں واقع ہے الیاس غوث سے لے کر محکم چند کو بخشنا ایک اور کرم فرمائی کی۔ جگراؤں۔ جنڈیالہ۔ بددوالی۔ تلونڈی۔ ڈھاکہ۔ دسی وغیرہ تمام دیہات جو رائے الیاس کے قبضہ میں تھے۔ راجہ جیند نابھہ۔ سردار فتح سنگھ آہلووالیہ دیوان محکم چند۔ سردار ودھاوا سنگھ سردار مہنگا سنگھ وغیرہ کے درمیان تقسیم کر دیئے۔

تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو صلہ

اس سلسلہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ

۱۸۰۷ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب قطب الدین قصور والے کا علاقہ نہال سنگھ اٹاری والے کو جاگیر کے طور پر دیا۔

سکھ راج ص۱۳۳

مسلمان حکمرانوں پر کیا گذری؟ مہاراجہ جی نے قصور پر محض اس لئے فوج کشی کی تھی کہ وہاں کے رئیس قطب الدین خاں صاحب اسلام کے نام پر ریاست بنانے کے خواہش مند تھے۔ جیسا کہ گیانی گیان سنگھ جی نے لکھا ہے کہ

مہاراجہ کو خبر پہنچی کہ قطب الدین خاں رئیس قصور نے صوبہ ملتان سے مل کر یہ منصوبہ گانٹھا ہے کہ فوج جمع کر کے باتفاق پھر اپنی سلطنت محمدی قائم کریں۔ یہ سنتے ہی مہاراجہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اور مارے غصہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ فوجیں جمع ہو کر قصور پر حملہ آور ہوا۔

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم ص۹

قصور کی خاندانی عورتوں پر کیا گذری

گیانی گیان سنگھ جی نے یوں لکھا ہے کہ

مہاراجہ صاحب کے بہادر سکھ تلواریں کھینچ کھینچ کر مسلمانوں پر جا پڑے۔ گویا کہ افغانوں پر آفت ٹوٹ پڑی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سکھوں کی فوج نے شہر میں گھس کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہت سی اشراف عورتیں جنہوں نے ڈیوڑھی سے باہر قدم نہ رکھا تھا اپنی عصمت اور عزت کے خوف سے خود پھانسی لے کر مر گئیں۔ یا کنوؤں میں ڈوب مریں سکھوں نے بہت سی جوان اور خوبصورت عورتیں۔ لڑکیاں۔ لڑکے گرفتار کر کے

قید کر لیے ..... شہر کو لوٹ کر محتاج کر دیا۔ (ایضاً)

یہ کسی غیر سکھ کی طرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ جی پر الزام نہیں بلکہ مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی کی طرف سے اعتراف حقیقت ہے۔ اس سے واضح ہے کہ مہاراجہ جی کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انتہائی دشمنی تھی۔ اسی دشمنی کی بنا پر انھوں نے بہانہ بنا کر قصور پر حملہ کر دیا اور وہاں کے شہریوں پر قیامت برپا کر دی مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کر کے اپنی سابقہ روایات کو پھر سے زندہ کیا۔

اب ملتان کی آبرو ریزی کی باری آئی

گیانی گیان سنگھ جی کے الفاظ میں سُنیے

> سکھوں نے نواب مظفر خاں کا کام تمام کر کے غارت گری اور لوٹ مار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ قلعے میں جس قدر پانچ چھ سو مکانات تھے گرا کر زمین کے برابر کر دیئے۔ اور تین چار دن تک برابر شہر لوٹتے رہے۔ کسی کے پاس سوائے تن کے کپڑے اور کھانے پکانے کے برتنوں کے کچھ نہ چھوڑا

تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم ص ۹۲

باوا پریم سنگھ سے سنئے

> قلعے کے خزانے کی چابیاں وزیر خزانہ حق نواز خاں نے اکالی پھولا سنگھ کے ہاتھ میں دیدیں۔ جو اس نے قومی امانت سمجھ کر اسی وقت شہزادہ کھڑک سنگھ کو سونپ دیں۔ قلعے کے خزانہ سے بہت سا سونا۔ چاندی اور نقد روپیہ ملا۔ اسی طرح سات ہزار بندوقیں توپیں اور کئی ہزار تلواریں اور بہت سا سامان جنگ خالصہ کے ہاتھ آیا۔

سردار ہری سنگھ نلوا ص ۹۰

مہاراجہ مسلمانوں سے جو چاہتے چھین لیتے تھے

مہاراجہ صاحب مسلمانوں سے جب چاہتے اور جو چاہتے چھین لیتے اور اسے اپنا حق سمجھتے تھے اگر کوئی مسلمان روک بننے کی کوشش کرتا تو آپ اس کے خلاف فوج کشی کا حکم صادر فرماتے۔ اور اسے نیست و نابود کرنے میں کوشاں ہو جاتے چنانچہ پشاور کے ایک مسلمان رئیس کے پاس ایک نامور گھوڑی تھی۔ مہاراجہ جی نے اسے حاصل کرنے کی بہت کوشش کی۔ جیسا کہ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ نے لکھا ہے کہ

لیلی گھوڑا۔ یہ گھوڑا سلطان محمد بارک زئی پشاور کے حاکم کے پاس تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس گھوڑے کی تعریف سنکر حاصل کرنے کی بہت کوشش کی آخر ۱۸۸۵ بکرمی مطابق ۱۸۲۸ء میں مہاراجہ صاحب کو کامیابی ہوئی۔

مہان کوش ص ۹۰۳

سکھ ودوانوں کے مطابق مہاراجہ جی نے اس لڑائی میں بارہ سو سے زیادہ جوان مرد تھے لیلی گھوڑی کو حاصل کرنے کے لئے اسس (مہاراجہ رنجیت سنگھ) کو بارہ سو سے زیادہ جوان شہید کروانے پڑے تھے

رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ۱۹۶۴ء

گیانی گیان سنگھ جی نے اس طرح کا ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے۔

(مہاراجہ رنجیت سنگھ) سفیدگی نامی گھوڑی ۔ ۔ ۔ ۔ حافظ احمد خاں رئیس مکھیڑا سے زبردستی لیتا آیا۔

تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو ص ۴۰

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ

سردار یار محمد خاں گورنر پشاور کے پاس ایک بہت خوبصورت گھوڑا لیلی تھا۔ مہاراجہ نے آسٹرین سیاح چارلس ہیوگل کو بتایا کہ اس گھوڑے لیلی کو حاصل کرنے کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ اور بارہ ہزار جانیں ضائع ہوئیں۔

رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جولائی، اگست ۱۹۶۵ء

مقامات مقدسہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ

مسلمانوں کے مقامات مقدسہ۔ مساجد، مقابر اور پیر خانوں کی بے حرمتی سکھ دور کی بڑی تلخ یادگار ہے۔ لوگوں کو اذانیں دینے نمازیں پڑھنے سے روک دیا گیا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اللہ اکبر کی صدا بلند کر سکے۔

ایک مشہور سکھ ہسٹورین صاحب کا بیان ہے کہ

بے شمار مساجد مسمار کر دی گئیں اور پورے علاقہ میں اذان دینے کی ممانعت کر دی گئی:

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۹۲

کئی مساجد میں گھوڑوں کی لید پھینکی گئی۔ مسلمانوں کے سینے چھلنی کرنے کے لئے متعدد مساجد میں سور مارے گئے۔ بعض مساجد کی بنیادیں گرا دی گئیں۔ مسلمانوں کے ہاتھوں کو سوروں کے خون سے دھلایا گیا۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۹۲

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے عہد میں بھی اسلامی مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری رہا۔ لاہور کی مشہور و معروف سنہری مسجد کافی عرصہ تک سکھوں کے قبضہ رہی۔ اور مسلمان بے بسی کے عالم میں ان کمٹی کرتے رہے۔ بعض اوقات مہاراجہ جی اس مسجد کے مینارہ پر چڑھ کر شراب پیا کرتے تھے۔

حیات رنجیت ص ۳۶

کافی عرصہ بعد مسلمان اس مسجد کو واگزار کرانے میں کامیاب ہو سکے۔ یہ مسجد سکھ مسلوں کے زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھن گئی تھی۔ ریلوے اسٹیشن لاہور کے قریب مسجد شہید گنج پر سکھوں نے مسلوں کے زمانہ میں قبضہ جمایا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے زمانہ میں سکھوں کا قبضہ بھی بحال نہ رکھا۔ بلکہ اس کی اقتصادی حالت مضبوط کرنے کے خیال سے روزینے لگا دیئے تھے۔ جیساکہ مرقوم ہے کہ

۱۷۶۵ء کو سکھوں نے لاہور پر پختہ قبضہ جما لیا۔ بھنگی سرداروں نے
اس تاریخی شہید گنج کی مسجد کو دھرم سالہ کے طور پر استعمال کرنا
شروع کر دیا اور یہاں سکھ مہنت مقرر کر دیا اور معافی لگا دی۔
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جنگی سرداروں کی لگائی گئیں جاگیریں اور
معافیاں نہ صرف قائم ہی رکھیں بلکہ بہت بڑھا دیں اور لنگر
اور دیگ کے لئے روزینے مقرر کر دیئے

بھائی جودھ سنگھ ابھی نندن گرنتھ پنجاب ص ۲۳۸

بعض اہل علم حضرات نے بیان کیا ہے کہ لاہور کے ڈبی بازار میں ایک مسجد مغلوں کے زمانہ سے تھی جسے قاضی کی مسجد کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ مسجد حکماً گرا دی تھی۔ اور اس جگہ گوردوارہ باولی صاحب تعمیر کروا دیا تھا جیساکہ مرقوم ہے کہ

گوردوارہ باولی صاحب کے بنے کا حال بہت دلچسپ ہے۔۔۔۔
مغلیہ عہد سے باولی والی جگہ ایک قاضی کی مسجد بنی ہوئی تھی۔ مہاراجہ
جی کے حکم سے وہ مسجد گرا دی گئی۔

سکھ راج ص ۱۲۹ سکھی تے سکھ اتہاس ص ۲۳

اس بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ

حکم ہوا کہ ہر ایک سرکاری ملازم ایک دن کی تنخواہ باولی صاحب کی

تعمیر کے لئے پیش کرے۔ اس طرح ستر ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ اس رقم سے مہاراجہ صاحب نے گوردوارہ باولی صاحب تعمیر کروایا اور اس کا انتظام کرتار پور کے سوڈھیوں کے سپرد کر دیا۔

سکھی تے سکھ اتہاس صفحہ ۲۳۰ سکھ راج صفحہ ۱۲۹

ایک سکھ وِدوان کا یہ بیان ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے سنگ مرمر اکھاڑنے کی کوشش بھی کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے جیسا کہ مرقوم ہے کہ

حضرت میاں میر شاہ صاحب کے مقبرہ سے پتھر اکھاڑتے وقت مہاراجہ صاحب دو دفعہ گھوڑے سے گر پڑے تھے۔

دربار صاحب صفحہ ۱۸

سکھ حکومت کے دوران بعض مساجد اور مقامات مقدسہ میں اسلحہ اور بارود رکھ کر انہیں میگزینوں کی شکل دے دی گئی۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ

سکھوں کے عہد میں تمام مساجد میں میگزین اور گولہ بارود رکھا گیا۔ کہیں نماز نہ ادا کرنے دی جاتی۔ یہاں تک کہ عیدگاہ جہانگیری میں انھوں نے توپیں ڈھالنے کا کارخانہ تیار کیا تھا۔ بادشاہی مسجد میں اصطبل تھا

مساوات لاہور عید ایڈیشن ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء

لاہور کی مسجد شہید گنج سے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ

راجہ شیر سنگھ نے اس مسجد کے ساتھ ملحقہ مزار کو جو میر منوں (متوفی ۱۷۵۳ء) کا تھا گرا کر یہاں شراب کی دکان کھول دی تھی۔

نقوش لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء

اس سلسلہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ

مقبرہ شیخ عبدالرزاق مکی المشہور نیلہ گنبد انارکلی لاہور۔ یہاں ایک علیحدہ مکان میں لوہار بندوقیں بنایا کرتے تھے۔ اور مقبرہ میں میگزین بھرا تھا مقبرہ مخدوم بیگم زوجہ نواب ابوالحسن خاں جنرل بوطویلہ نے اس میں میگزین بھر دیا ...... مقبرہ علی مردان خاں ۔ مہاراجہ نے اس میں میگزین بھر کر سردار گلاب سنگھ کے سپرد کیا۔ مسجد صالح سندھی ...... مسجد حضرت ایشاں .... مسجد بادشاہی کے حجروں میں میگزین بھرا رہتا تھا۔ مسجد میں کبھی توپ خانہ کبھی پلٹن کبھی رسالہ رہا کرتا تھا

حیات رنجیت ص۳۶

طوائف موراں وزیر خاں کی مسجد کے مینار پر

اور تو اور مہاراجہ رنجیت سنگھ ایک روز موراں طوائف کو لیکر وزیر خاں کی مسجد کے مینار پر دن بھر شراب نوشی اور عیش کرتا رہا   حیات رنجیت ص۲۸

عیدگاہ میگزین اڑ گئی

عیدگاہ میں میگزین جمع تھا۔ توپ کے گولے سے میگزین کو آگ لگ گئی اور مسجد اڑ گئی۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۲۴۲

طلائی مسجد میں گوبر کا لیپن

ایک دفعہ انھوں نے (بھنگی سنگھوں) نے مہاراجہ صاحب کو بھی

ورغلا کر سنہری مسجد کو جو باولی صاحب کے ساتھ ملحق تھی۔ باولی صاحب میں ملا دینے پر آمادہ کر دیا۔ مہاراجہ نے حکماً ملاں کو طلائی مسجد سے نکلوا کر وہاں گوبر کا لیپ کروا دیا۔ اور گورو گرنتھ صاحب رکھوا دیا۔ مسلمان رعایا اس حرکت پر سخت ناراض ہوئی۔ سب مل کر فقیر عزیز الدین صاحب کے پاس گئے انہوں نے کلو باغگی کو جو مہاراجہ کے بہت منہ لگا ہوا تھا۔ اپنے ساتھ شامل کیا۔ الغرض انھوں نے سمجھا بجھا کر مسجد بدیں شرط مسلمانوں کو واپس دلوائی کہ وہ زور سے اذان نہیں دیا کریں گے۔

حیات رنجیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء ص ۳۵

شاہی مسجد میں سکھ شہید کی سمادھی

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ایک پلٹن کے انچارج اکالی پھولا سنگھ جی نے شاہی مسجد میں اپنی رہائش رکھی ہوئی تھی۔ اس کے اندر ایک نامعلوم سکھ کی سمادھی بھی بنائی ہوئی تھی۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ

اس کی رہائش گاہ تھی۔ گول گنبد والی کسی نامعلوم سکھ شہید کی سمادھی۔ جو کسی وقت اس شاہی مسجد کے احاطے میں ہوتی تھی۔ جسے سکھوں نے مست گڑھ کا نام دے رکھا تھا۔

گورمت پرکاش امرتسر دسمبر ۱۹۵۹ء

سکھ مصنفین بھی مانتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب موصوف کی ساری عمر اپنی ہمسایہ ریاستوں کو جن میں ہندو سکھ اور مسلمان ریاستیں شامل تھیں۔ بغیر کسی امتیاز کے اپنے زیر اثر کر کے اپنی سلطنت میں مدغم کرنے میں ہی گزری۔ ان کا بہت بڑا کارنامہ ملک گیری ہی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ مہاتما کلیان داس فرماتے ہیں کہ

رنجیت سنگھ نے دھوکہ سے سب سکھ ریاستوں کو ختم کرکے اپنا
راج قائم کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پٹیالہ ۔ نابھہ اور جنید اس لئے بچے رہے
کہ وہ انگریزوں کے ماتحت ہوگئے تھے ۔

سکھ راج صفحہ ۱۵۲

اس سلسلہ میں سردار کرم سنگھ زخمی کا بیان ہے کہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی تمام عمر ملک گیری میں ہی گذری
جس کی وجہ سے وہ سکھ راج کو دفتری حکومت کی شکل نہ دے
سکے ۔ نہ اس کے عہد میں قانون بن سکے اور نہ عدالتیں قائم ہوئیں
آخری دنوں میں جس طرح مہاراجہ صاحب بڑھاپے کی وجہ سے
کمزور ہوگئے ۔ اسی طرح سکھوں کے راج میں خامیاں آگئیں ۔ ۔ ۔ ۔
اور ڈوگرہ گردی سے راج کا خاتمہ ہونا کسی طرح بھی نہ بچ سکا ۔

سکھ راج صفحہ ۱۳۲

ایک سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک سکھ ہسٹری ریسرچ اسکالر نے مہاراجہ
رنجیت سنگھ جی کی حکومت کے بارے میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ

مہاراجہ کی حکومت پنجاب کی حدود سے تجاوز کر کے لداخ (تبت)
تک پھیلی ہوئی تھی ۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جس طرح کہ ان کے
نام سے ظاہر ہے ۔ جیتنے والا مہاراجہ تھا ۔ اور اس کی عمر ملک گیری
میں ہی گذری جس کی وجہ سے وہ سکھ حکومت کو دفتری شکل نہ
دے سکا ۔ نہ اس کے عہد میں کوئی قانون بن سکا ۔ اور نہ عدالتیں
قائم ہوئیں ۔ آخری دنوں میں مہاراجہ بڑھاپے کی وجہ سے کمزور
ہوگیا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی سکھ حکومت میں بھی خامیاں آگئی
تھیں راج دربار میں پارٹی بازی شدت پکڑ گئی تھی ۔

سکھی تے سکھ اتہاس ص۲۲۴

سکھا شاہی کا دور

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی پر فالج کا حملہ ہوا۔ ان کی زبان بھی بند ہو گئی۔ آخر ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو دار فانی سے کوچ کر گئے (سکھ راج ص۴۷) مہاراجہ صاحب کی لاش کے ساتھ گیارہ رانیاں زندہ جل گئیں (شیر پنجاب ص۱۶۴) ان میں چار ان کی باقاعدہ رانیاں تھیں اور لونڈیاں گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق مہاراجہ صاحب نے اپنے پیچھے ۸ لڑکے اور ۳۲ رانیاں چھوڑی تھیں (تواریخ گورو خالصہ چھاپہ پتھر ص۹۹) کسی لڑکی کا ان کے ہاں پیدا ہونا سکھ تاریخ سے واضح نہیں

مہاراجہ صاحب کے بعد ان کے فرزند اکبر کھڑک سنگھ جی جنہیں وہ خود (سردار ہری سنگھ نلوآ کی مخالفت کے باوجود) اپنا جانشین نامزد کر گئے تھے پنجاب کے حکمراں مقرر ہوئے۔ اور سکھا شاہی اپنے پورے جوبن سے لوگوں کے سامنے آئی جناب ماسٹر تارا سنگھ نے فرمایا ہے کہ

> سکھ راج جب تک سچا سکھ راج تھا قومی حکومت تھی۔ مگر جب یہ خود غرض لوگوں کے ہاتھ آ گیا تو سکھ راج کی بجائے سکھا شاہی بن گیا۔

اب گنگا الٹی چلی

مہاراجہ کھڑک سنگھ جی باپ کی گدی پر بیٹھ تو گئے۔ مگر وہ حکومت کے اہل ثابت ہوئے۔ ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ

> سیدھے سادے مہاراجہ کھڑک سنگھ اب پنجاب کے تخت پر ہیں۔ لیکن نہ تو ان میں سیاسی سوجھ بوجھ ہے اور نہ حکومت

کے لئے امتنگ یہ افیون کھانے والے اور گوربانی سننے والے ہی ہیں

سکھ راج ص۵۷

چونکہ مہاراج کھڑک سنگھ میں حکومت کی اہلیت نہ تھی۔ اس لئے حکومت کا کاروبار سنبھال نہ سکے۔ دھیان سنگھ (کھڑک سنگھ کا وزیر) وغیرہ نے انہیں بدنام کرنے کے لئے ان کے خلاف ایک مہم شروع کردی۔ کہ یہ انگریزوں سے مل گئے ہیں اور پنجاب ان کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ خود انگریزوں سے مل کر سکھ حکومت کے خلاف سازباز کر رہے تھے۔ اور سکھ راج کی صف پلٹنے میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ ان کے اکلوتے لڑکے کنور نونہال سنگھ کو بھی جنہیں دوسرا رنجیت سنگھ کہا جاتا تھا۔ (سکھ راج ص۵۸)

گورونانک جی کے اقوال سکھ قوم پر دلالت کر رہے ہیں۔

راج ، مال ، روپ ، ذات ، جوبن پنجے ٹھگ

کنور نونہال سنگھ کو اس بات کا یقین کروا دیا گیا کہ ان کا باپ انگریزوں کے پاس بک گیا ہے۔ اور اب سکھ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے کنور نہال سنگھ اپنے باپ کے سخت خلاف ہوگئے۔ انھوں نے ایک دن اپنے باپ کو رسیوں سے جکڑ کر ختم کرنا چاہا مگر ان کی والدہ چند کور وہاں پہنچ گئی اور مہاراجہ کھڑک سنگھ کا بچاؤ ہوگیا۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ ص۱۳

آخر کنور صاحب نے اپنے باپ کو حکومت سے الگ کرکے نظربند کردیا اور عنان حکومت خود سنبھال لی (سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۹۴

مہاراجہ کھڑک سنگھ اس نظربندی کے غم میں قریباً ایک سال تک بیمار

رہے۔ اور بالآخر ۲ کاتک ۱۸۹۷ بکرمی مطابق ۵ نومبر ۱۸۴۰ کو فوت ہوگئے

مہاراجہ دلیپ سنگھ ص۱۴

سکھ مورخین کے نزدیک ان کے ساتھ ان کی مہارانی چندر کور کے بغیر گیارہ رانیاں ستی ہوئیں۔ (سکھ راج ص۵۹)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ راجہ دھیان سنگھ نے یہ دھمکی دی تھی کہ اگر مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانیاں ستی نہ ہوں گی تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:

مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانیوں میں سے صرف مہاراجہ نونہال سنگھ کی والدہ، ماتا رانی چند کور ستی نہیں ہوئی۔ بعد کو بہت چلا کہ دوسری رانیاں زبردستی جلادی گئیں۔ دھیان سنگھ نے ان سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ خود ستی ہو جائیں۔ ورنہ تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

رسالہ سکھ دھرم امرتسر فروری ۱۹۶۳ء

خالصہ سلطنت ڈوبے گی

مہاراجہ کھڑک سنگھ بے ہوش

مرنے سے قبل مہاراجہ کھڑک سنگھ نے اپنے بیٹے سے ملاقات کے وقت جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا اس بارہ میں ایک سکھ مصنف کے الفاظ:

(مہاراجہ کھڑک سنگھ نے) اپنے بیٹے کنور نونہال سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا تو کور نہیں چوڑ ہے۔ آج تو نے راج برباد کر دیا ہے

تو نے اپنی جڑوں پر خود کلہاڑا رکھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ او کپوت
میرے باپ کے لگائے ہوئے پودے کو تو نے جڑھ سے اکھاڑ
دیا ہے تیری یہ کاروائی خالصہ سلطنت کو لے ڈوبے گی۔
یہ کہکر مہاراجہ کھڑک سنگھ بے ہوش گئے۔ اور زمین پر گر پڑے
آپ کو لوہاری دروازے کی حویلی میں نظر بند کر دیا گیا۔

رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جنوری ۱۹۷۵ء

ہائے افسوس باپ کے بعد
ایک دن بھی نصیب نہ ہوا

جس دن مہاراجہ کھڑک سنگھ کی لاش جلائی گئی اسی دن کنور نونہال سنگھ جی سازش یا حادثہ کا شکار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ افسوس جس حکومت کے لئے انھوں نے اپنے باپ کو نظر بند کیا۔ باپ کے بعد ایک دن کے لئے بھی انہیں نصیب نہ ہوئی۔ اور بے نیل و مرام اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ موجودہ زمانہ کے قریباً تمام سکھ محققین کنور نونہال سنگھ کی اس ناگہانی موت کو راجہ دھیان سنگھ ڈوگرے کی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

مہان کوش ص۱۴۵ سکھ اتہاس حصہ اول ص۱۹۲ سکھ راج ص۹۰

کنور نونہال سنگھ کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے دوسرے بیٹے مہاراجہ شیر سنگھ نے۔

بعض لوگوں کا خیال تھا کہ چونکہ کنور نونہال سنگھ کی رانی حاملہ ہے اس لئے اس کا بیٹا ہی تخت کا جائز وارث ہونا چاہیئے۔ جب تک وہ پیدا نہ ہو رانی چندر کور کنور نونہال سنگھ کی والدہ ماجدہ حکومت کا کاروبار چلائے۔ یہ تجویز چونکہ راجہ دھیان سنگھ کی منشاء کے خلاف تھی۔ اس لئے کامیاب نہ ہو سکی۔ اور راجہ دھیان سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کو اکسا کر لاہور پر حملہ کروا دیا۔ ایک

سکھ مصنف اس بارہ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ۔

دیور نے بھاوج کے ملک پر حملہ کر دیا

آج تک دوبارہ جھنڈا نصب نہ ہوا

خانہ جنگی نے بھی منہ سے نقاب اتار دیا۔ شیر سنگھ ماں کے برابر بھاوج پر حملہ آور ہوا۔ اس راجہ نے گورو کی بجائے اپنا سکہ چلایا اور ست لج کے اس طرف بھی گورو برکت سے منکر ہو گیا۔ گورو نے ان کا اعتبار چھوڑ دیا۔ اس راجہ کے پہلے سال ۱۸۴۱ء میں ۲۲ بساکھ کی رات کو مہری دربار صاحب کا جھنڈا چھ ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ چھ سال بعد ۱۸۴۶ء میں لاہور کے قلعہ پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت سر ہنری لارنس کی اجازت کے بغیر شاہی خزانہ موتی محل سے ایک نانک شاہی پیسہ نہیں نکل سکتا تھا۔

رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جولائی ۱۹۶۲ء

تاریخ شاہد ہے کہ چالاک اور ہوشیار لوگ ہمیشہ ایسے غلط اور بے بنیاد الزام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو خود ان میں پائے جاتے ہیں۔ راجہ دھیان سنگھ بھی ان لوگوں میں تھا۔ اس نے مہاراجہ کھڑک سنگھ کو نیچا دکھانے کے لئے ان پر الزام دیا کہ وہ انگریزوں سے مل کر پنجاب ان کو سونپنا چاہتے ہیں۔ دھیان سنگھ نے اس الزام کی ایسے رنگ میں شہرت دی کہ نہ صرف سکھ حکومت کے فوجی اور سول افسر بلکہ مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانی چند کور اور ان کا اکلوتا بیٹا کنور نونہال سنگھ بھی اس پر یقین کر گیا۔

گیانی پرتاب سنگھ جی سابق جتھہ دار اکالی تخت امرتسر کا بیان ہے کہ

دھیان سنگھ ...... ڈوگرے نے شاہی خاندان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانی چند کور اور اس کے بیٹے کنور نونہال سنگھ کو پٹی پڑھائی کہ مہاراجہ صاحب حکومت

جلانے کے اہل نہیں ہیں۔

اس کے ساتھ ہی سکھوں میں یہ پراپگنڈا بھی کیا گیا کہ مہاراجہ کھڑک سنگھ چیت سنگھ کے ذریعہ انگریزوں سے مل گیا ہے اس نے لاہور کی آمدنی میں سے ایک روپیہ میں سے چھ آنے انگریزوں کو ادا کرنے مان لیے ہیں۔ وہ جلد لاہور پر انگریزوں کا قبضہ کروا دے گا۔ حالانکہ یہ جھوٹا پراپگنڈا کرنے والا دھیان سنگھ خود انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔

سنت بابا بیر سنگھ مٹ ۲۷-۵۰

ان دنوں سکھ حکومت جس ڈگر پر چل رہی تھی اس سے متعلق ایک سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی کے مطابق سنت بابا بیر سنگھ جی نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ

رانی چند کور جی آپ کی حکومت میں اندھیر مچا ہوا ہے زور آور غریبوں کو لوٹ کر کھا رہے ہیں۔ کسی کا مال اور عزت محفوظ نہیں۔ بے گناہ بابا عطر سنگھ کو بابا بکرم سنگھ نے مروا دیا ہے اور اس کا گھر بار لوٹ لیا ہے۔ سارا علاقہ اور جائیداد ضبط کر لی ہے بابا عطر سنگھ کی مستورات دربان بچے قید کر لیے گئے۔ اس طرح ان گانیوں کو دکھ دیا گیا ہے۔ جس حکومت میں غریبوں پر ظلم ہو اور حکمران انصاف نہ کرے اس حکومت کا راج تباہ ہو جاتا ہے آخر میں کہا کہ ان حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کا بیڑا تو پانی میں غرق ہوتا ہے۔ آپ کا خشکی میں ڈوبے گا۔ اب آٹھ بیلوں کا سہاگہ پھرنے والا ہے اس کے سامنے کوئی اینٹ یا روڑا نہیں رہ سکے گا۔ سنت بابا بیر سنگھ جی مٹ ۲۸

سرہند۔ سہارنپور۔ مالیر کی عورتوں کی فریاد کا عذاب شیر سنگھ پر

مہاراجہ شیر سنگھ بھی تخت نشینی کے تقریباً دو سال بعد ۱۵ ستمبر ۱۸۴۳ء کو سردار اجیت سنگھ سندھاوالیہ کے ہاتھوں گولی لگ جانے سے مارا گیا۔ جہان کوش ص ۱۷۱ سکھ راج ص ۶۶ مہاراجہ دلیپ سنگھ ص ۲۲۴ اسی روز اس کا لڑکا کنور پرتاب سنگھ بھی سندھاوالیہ سرداروں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا (یہ رنجیت سنگھ جی کا پوتا) اس بچے نے بہت شور مچایا منت سماجت بھی کی۔ پر اس کی ایک بھی نہ سنی گئی۔ سکھ راج ص ۶۱ اتہاس حصہ دوم ص ۱۶۵

سکھ راج میں دن میں دو دو راجے قتل کئے گئے

نیز سکھ راج کا مشہور و معروف وزیر راجہ دھیان سنگھ بھی اسی روز قتل کر دیا گیا۔ سکھ اتہاس حصہ دوم ص ۱۶۵ سکھ اتہاسک لیکچر ص ۳۸ جہان کوش ص ۵۰۵ سندھاوالیہ نے چالاکی کر کے دھیان سنگھ کی لاش کے ساتھ ایک مسلمان کی لاش کے تین ٹکڑے رکھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ ہم نے دھیان سنگھ کو نہیں مارا ایک مسلمان نے قتل کیا ہے جس کے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔

سنت بابا بیر سنگھ جی ص ۲۰۸۳

سردار کرم سنگھ جی نے مہاراجہ شیر سنگھ جی کی سنگدلی کے کچھ ہولناک واقعات بیان کئے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مہاراجہ شیر سنگھ کا وطیرہ یہ ہے کہ دن رات شراب پیتا ہے اور مسخروں کے ساتھ مسخریاں کرتا ہے کنچنیوں سے کھیلتا ہے . . . . . عام لوگ شیر سنگھ کی طرف اس لئے مائل نہیں ہوتے کہ اس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کہتا کچھ ہے

اور کرتا کچھ اور ظالم بھی بہت ہے جب سے تخت پر بیٹھا ہے
کئی ہزار آدمیوں کو پھانسی دے چکا ہے یا ان کے ہاتھ پاؤں
کاٹ چکا ہے۔ حالانکہ ان کا قصور اتنا بڑا نہیں تھا۔

مہاراجہ شیر سنگھ کے سنگدلی کے جو ہولناک واقعات لکھے ہیں ان میں سے ایک واقعہ
یہ ہے کہ شیر سنگھ نے کنور نونہال سنگھ کی حاملہ بیوہ کو اس خیال سے زہر دیکر ہلاک کر دیا
کہ اس کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو سلطنت کا حقیقی وارث ہوگا۔ اور شیر سنگھ کو تخت
سے دستبردار ہونا پڑے گا (سکھ اتہاس حصہ دوم صہ ۱۶۳)

اس کے علاوہ اس نے کنور صاحب کی والدہ ماجدہ اور اپنی بڑی بھابی وج
رانی چند کور سے جو مہاراجہ کھڑک سنگھ کی مہارانی تھی شادی کرنے کی کوشش کی جسے
چند کور نے پسند نہ کیا۔ اسے بھی زہر دیکر ہلاک کرنا چاہا۔ مگر وہ بچ گئی۔ سکھ سرداروں
اور اکثر فوجیوں نے شیر سنگھ کی ان حرکات کو بہت ناپسند کیا۔ اور وہ برملا
کہنے لگے کہ ہم رانی چند کور کو تخت پر بٹھا دیں گے اور شیر سنگھ کو اسی گمنامی کے
گڑھے میں اتار دیں گے۔ جس میں وہ پہلے دن کٹی کرتا تھا۔

سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج صہ ۲۲۳

آج مغلانیو، پٹھانیو، سیدانیوں کا وقت

رنجیت سنگھ کی بہو پر آیا

مہاراجہ شیر سنگھ (رنجیت سنگھ کے بیٹے) اور دھیان سنگھ نے اس کے بعد
رانی چند کور (مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بہو) کو اس کی خادماؤں کے ذریعہ
پتھروں کی مار کروا کر ملک عدم پہنچا دیا۔ سکھ اتہاسک لیکچر صہ ۳۸۵ پھر ان
خادماؤں کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان وغیرہ اعضا کٹوا دیتے کہ انھوں نے
رانی چند کور کو قتل کر دیا ہے مگر وہ خادمائیں یہی کہتی رہیں کہ
شیر سنگھ اور دھیان سنگھ نے جاگیروں اور انعاموں کا لالچ
دے کر ہم سے یہ جرم کروایا ہے۔ ورنہ ہمیں کیا ضرورت تھی،

کہ اپنی ان داتا کو ہم مار دیتیں۔ اب اپنے بچاؤ کے لئے سارا الزام ہمیں دیا جا رہا ہے۔ آخر ہمارا انصاف ہمارا خدا کرے گا۔
سکھ راج صفحہ ۶۵ سکھ دھرم فروری ۱۹۶۳ء

بابا نارائن سنگھ کے قول کے مطابق

سکھ راج کی سربراہ رانی جند کور کو اپنے بہو بیٹوں کے زنا کا علم تھا

جب شیر سنگھ مارا گیا تو اس کی کوئی بیوی بھی اس کے ساتھ ستی نہیں ہوئی جب جواہر سنگھ (سکھ راج کا بھائی) وزیر بنا تو اس وحشت نے سب کی زبردستی عصمت دری کی اور خدا تعالیٰ کا خوف بھلا کر برے فعل کئے (اس کی بہن) جنداں کو سب پتہ تھا۔ لیکن بھائی کو کچھ نہ کہتی تھی۔

ان بیواؤں کی زبان پر یہ تھا لاہور میں سکھوں کی ایک ڈھیم بھی نہیں رہے گی

اب جبکہ جواہر سنگھ مارا گیا تو اس کی سات بیویوں سے کہا گیا کہ کیا معلوم کل کو تمہاری بھی کوئی عصمت دری کر دے۔ تم خاوند کی لاش کے ساتھ ستی ہو جاؤ۔ انھوں نے انکار کر دیا اس نے (سربراہ نے) کہا کہ میں دوسری طرح ایک دن کے اندر اندر مروا دوں گی۔ آخر وہ مان گئیں۔ موتی مندر کھول دیا گیا۔ اور ساتوں عورتیں مختلف قسم کے زیورات سے آراستہ ہو گئیں۔

جب بادامی باغ میں ان کی پالکیاں لے گئے تو سکھوں نے راستہ میں ہی سب اشیاء ان سے چھین لیں بیچاریوں کے کانوں اور

ناکوں سے خون کے فوارے چل پڑے اور ان کی زبان پر یہ جاری تھا کہ
بھائی ویر سنگھ نے چار ربیلوں کا سوہاگہ پھیرا ہے۔ اب آٹھ ربیلوں
کا پھرے گا۔ لاہور میں سکھوں کی ایک ڈھیم بھی نہیں رہے گی۔

بھُلّے اتہاسک لیکھ صفحہ ۲۶ سردار کرم سنگھ اتہاسک کھوج صفحہ ۲۷۷

یہ دردناک نظارہ سرہند کے
سید اینوں سے بھی کم ہے

یہ کتنا دردناک نظارہ ہے کہ جواہر سنگھ کی بیویاں اپنے مردہ خاوند کی لاش
کے ساتھ زندہ جلنے کو جا رہی ہیں۔ اور انہیں لوٹ لیا جاتا ہے اور لہولہان کر دیا
جاتا ہے۔ یہ سنگدلی کی بدترین مثال ہے۔

شیر سنگھ نے ۱۸ جنوری ۱۸۴۱ء کو پنجاب کی حکومت ہاتھ میں
لی ۱۵ ستمبر ۱۸۴۳ء ڈھائی سال کے بعد سردار اجیت سنگھ سندھیا
والئے کی گولی کا نشانہ ہو گئے۔

سکھ راج صفحہ ۶۸ سکھ اتہاسک لیکچر صفحہ ۳۸۱

خالصہ حکومت کے وزیروں کے
سر لاہوری دروازے پر

سکھ راج کے وزیر ہیرا سنگھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

سردار کرم سنگھ زخمی نے لکھا ہے کہ

وہ لاہور سے بھاگ کر تھوڑی دور ہی گیا تھا۔ پنڈت جلا اس
کے ساتھ ہی تھا کہ خالصہ فوج نے اسے لاہور سے سات میل دور
جا کر پکڑا معمولی سی لڑائی ہوئی اور پنڈت جلا۔ راجہ ہیرا سنگھ
. . . . . . مارے گئے . . . . . ہیرا سنگھ کا سامان لوٹ
لیا گیا . . . . ہیرا سنگھ کا سر لاہوری دروازے پر

لٹکا دیا گیا۔ بعد کو جلے کا سر بازاروں میں پھرا کر کتوں کو ڈال دیا گیا۔ سکھ راج ص۳۰۷-۳۰۲

سکھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ رانی چند کور جو ان دنوں اپنے لخت جگر حکمراں لڑکے دلیپ سنگھ کی نگراں ہونے کی وجہ سے سکھ راج کی سربراہ تھی اپنے وزیر ہیرا سنگھ کے مارے جانے کی خبر سنکر انتہائی خوش ہوئی اس نے توپیں چلا کر خوشی منائی گئی اس تے یہ اعلان کیا کہ رات کو سارے لاہور میں چراغاں کیا جائے۔ اور ہر دوکاندار اپنی دکان پر پانچ پانچ گھی کے دیئے جلائے۔ جیسا کہ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے لکھا ہے کہ

راجہ ہیرا سنگھ پنڈت جلا .... اور میاں لابھ سنگھ مارے گئے شام کو راجہ ہیرا سنگھ پنڈت جلا اور میاں لابھ سنگھ کے سر مائی صاحب کے سامنے پیش کئے گئے ....
مائی صاحب کے حکم سے توپوں کی شلق کی گئی ...... شام کے وقت تمام بازاروں میں حکم دیدیا گیا کہ ہر ایک دکان پر پانچ پانچ دیئے گھی کے جلائے جائیں.

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۲۳۹

نواب جلال آباد لوہاری کی ناک شرمگاہ اور ہیرا سنگھ کا سر

ایک سکھ ودوان کے بقول راجہ ہیرا سنگھ کا سر گندی نالی میں پھینک دیا گیا۔ پہلے یہ سر لوہاری دروازہ پر لٹکایا گیا تھا
سنت بابا ہیر سنگھ ص۱۲۳

حاکم سرہند باز سنگھ مسلمان کا سر قلم کر کے اس سر پر سے گھوڑا چڑھنے والوں کا حال

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سالے رانی جند کور کے بھائی جواہر سنگھ کو بھی جواہر سنگھ کے بعد مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر بنا۔ بپھرے ہوئے سکھ فوجیوں نے ہلاک کر دیا۔ سکھ اتہاس کے لیکچر ص۲۲ سکھ راج ص۱۱ اس کے تمام زیورات لوٹ لئے تھے۔

جیسا سردار کرم سنگھ جی لکھتے ہیں۔

مانگہ گاؤں کا ایک سکھ (منگتی) ہاتھی کی دم پکڑ کر اوپر چڑھ گیا۔ اور وزیر کے زیورات اتار لئے۔ جب وہ اتر کر نیچے آیا تو سبھی اس پر لوٹ پڑے۔ اور اسے لوٹ لیا۔ معلوم نہیں کہ وہ بچ گیا یا مارا گیا

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۲۴۴

واقعی اے نیلے آسمان تیرے ہاں انصاف ہے

رانی جند کور (مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بیوی) اپنے بھائی جواہر کے قتل پر بہت واویلا اور چیخ و پکار کی۔ سکھوں نے اسے کہا کہ تجھے بھائی کے ساتھ ہی روانہ کر دیں گے جیسا کہ مرقوم ہے کہ

جواہر سنگھ کی لاش باہر ہی پڑی رہی رات کو جنداں نے باہر آ کر رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ سکھوں نے کہا کہ بھائی کے ساتھ ہی روانہ کر دیں گے۔

وہ خوفزدہ ہو کر اندر چلی گئی

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۲۴۴

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے سالے کی کارگزاری

رانی جند کور کا بھائی جواہر سنگھ اس سے قبل سکھ فوج کے ذریعہ راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے ہیرا سنگھ کو ٹھکانے لگا چکا تھا۔ یہ بہت زانی انسان تھا اس نے مہاراجہ شیر سنگھ کی ایک بیوی کی جبراً عصمت دری کی تھی چنانچہ جب اس کی مردہ لاش جلانے لگی تو رانی جنداں نے اسکی بیویوں سے کہا کہ

اگر اپنی عصمت کو محفوظ رکھنا ہے تو ستی ہو جاؤ۔ اور اگر تلنگوں کے بس میں پڑنا ہے تو زندہ رہو۔

سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص ۲۲۴

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی رانی جند کور کا اپنے بھائی جواہر سنگھ کی بیوگان کو اپنے خاوند کی مردہ لاش کے ساتھ زندہ جل جانے کا مشورہ بدیں وجہ دینا کہ اس طرح وہ عصمت دری سے بچ جائیں گی۔ اس کی علامت ہے کہ ان دنوں سکھ بہت بگڑ چکے تھے۔

اس سے قبل ایک مرتبہ راجہ ہیرا سنگھ جواہر سنگھ کو قید بھی کر چکا تھا (سنت بابا بیر سنگھ ص ۸۴) اس کشت و خون اور قتل و غارت کے دوران رانی جند کور کو بھی زہر دیکر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ بچ گئی۔ (سکھ اتہاسک لیکچر ص ۲۹۲) نیز مہاراجہ رنجیت سنگھ کا لڑکا کنور کشمیرا سنگھ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا (تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم ص ۱۴۶) ان کے دوسرے لڑکے کنور پشاور سنگھ کو مار کر اس کی لاش اٹک دریا میں بہا دی گئی (مہاراجہ دلیپ سنگھ ص ۳۵) مختصر یہ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی وفات کے بعد ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۹ء تک دس سال کے عرصہ میں خون کی جو ہولی کھیلی

گئی وہ بہت ہی ہولناک ہے اور خود مہاراجہ رنجیت سنگھ کا اپنا تمام خاندان خون میں لت پت ہوگیا۔ اور اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے یہ زمانہ صرف پنجاب کے عوام کے لئے ہی نہیں بلکہ خود مہاراجہ رنجیت سنگھ کے گھرانہ کی عورتوں اور مردوں کے لئے ایک قیامت کا دور تھا۔

اس عرصہ میں باہمی قتل و غارت اور کشت و خون کے علاوہ سکھوں کی انگریزوں سے بھی لڑائیاں چھڑ گئیں۔ اور ان لڑائیوں میں سکھوں کو جو شکستیں نصیب ہوئیں ان میں بہت بڑا دخل سکھ فوج کے افسروں اور سرداروں کی غداریوں کا تھا اور آخری لڑائی سکھ تاریخ میں گجرات کی لڑائی کہلاتی ہے جس کا آخری فیصلہ ۲۶ مارچ ۱۸۴۹ء کو راولپنڈی میں ہوا جب سکھ فوج نے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ اور اپنی شکست تسلیم کرلی۔ سکھ فوج گجرات سے بھاگ کر وہاں چلی گئی تھی۔ اس وقت سکھ فوجیوں اور سرداروں نے آنسو بھری آنکھوں سے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈالے اور زبان سے صرف اتنا ہی کہا کہ

آج مہاراجہ رنجیت سنگھ مرا ہے۔

اب جبکہ

دنیا کو اس بات پر سخت حیرانی ہے کہ کیا سکھ مسلم اتحاد ممکن ہے؟

چونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں بعض ایسے نیک اور خدا رسیدہ بزرگ موجود ہیں اس اختلاف کے اختتام پر ایک کامیاب انقلاب کی امید رکھتے ہیں سکھ مسلم اتحاد لازمی ہے۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ شاخوں میں جب اختلاف پیدا ہوتا ہے تو پھل اس اختلاف کو اپنے اندر لیکر شاخوں کے اختلاف کو دور کرتا ہے۔ جب روشنیوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو سورج مشرق و

مغرب کے روشنیوں کو اپنے اندر لیکر روشنیوں کے اختلاف کو دور کرتا ہے سمندر
گنگا۔گوداوری۔ستلج۔بیاس کو اپنے اندر لیکر سارے ندی نالوں کے اختلاف
کو دور کرتا ہے اور شانتی ساگر کھلاتا ہے یہ کلیوگ جس میں مذہبی اختلاف بڑے
زور و شور سے ہوگا۔فلسفہ ہند اور فلسفہ اسلام دنیا کو منادی کر رہا ہے کہ اب
کلیوگ کے پانچ ہزار سال کے بعد مادیت سے زیادہ مذہبی اختلاف ہوگا۔برہمن
و پنڈت۔پنڈت نہرو کا پاٹ ادا کرے گا۔شودر جگجیون رام وزیر فوج بنکر
چھتری کا پاٹ ادا کرے گا۔بے تاج کے باشاہان ہوں گے۔ہندوستان میں دوسرے
دھرموں کا کھنڈن کرنے والے (جگ جگ راج سو "یا ٹوپی والے دا) آئے
ان کے مذہب میں تبدیلی کا حق نہیں تھا اس لئے غدر کے بعد کوئن الزبتھ کے
زمانہ میں لنڈن پارلیمنٹ سے یہ قانون پاس کروایا کہ ہندوستان میں ہر مذہب
آزاد ہے۔یہ محض عیسائیوں کو اپنی مذہبی رکاوٹ دور کروانا تھا۔

حالانکہ سکھ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے
زمانہ میں کوئی سکھ مذہب نہیں بدل سکتا تھا۔یہ عیسائی اپنے نبی کے مذہب کے
خلاف ہندوستان کو کالونی بنانے آئے تھے بہتوں کا مذہب تبدیل کیا مگر ناکام
ہو کر واپس ہو گئے۔

چنانچہ سکھوں نے کئی عیسائی پادریوں کو قتل کیا تھا ۲۷ اپریل ۱۸۶۴ء
میں پادری عیسیٰ ڈرولوئن تھل پشتو میں عہدنامہ جدید اور قدیم کا ترجمہ کیا تھا
انکو گولی ماردی گئی دوسرا پادری لیوی جینیو اٹر کو ایک سکھ فقیر نے قتل کردیا یہ
پادری گورمکھی پنجابی کا بہت ماہر تھا اس نے پنجابی لغات بنائی تھی۔

گولک ناتھ نام کا ایک بھارتی مسیحی کو سر پر چکی کا پاٹ رکھ دیا گیا
اور کہہ دیا گیا کہ واپس نہ لوٹیں۔

سکھ قوم نے دشمن کو اپنا ہادی و رہبر سمجھکر اس کے ساتھ اپنی جانیں اور
سب برباد کیا۔یہ دجال۔یاجوج۔ماجوج قوم کو ٹوپی والے کی بشارت کی بنا پر

ہر سکھ کو امرت چھکاتے وقت یہ تلقین کی جاتی تھی کہ وہ ہمیشہ انگریزی حکومت کا وفادار رہے گا) خالصہ ایڈووکیٹ ۱۶ مارچ ۱۹۲۱ء سکھوں کی یہ نادانیاں کس خیر خواہ اور کس وفادار کے لئے یہ کس وقت کے واسطے تھیں آخر جاتے جاتے سکھوں کو کیا کر گیا۔ چرچل نے کیا دیا۔ اور لارڈ ویول نے کیا کیا۔ لارڈ لنلتھگو سکھ برادری کے لئے دنیا اور آخرت کے لئے کیا کر گیا۔ سکھ جیسی بہادر قوم کو صرف اقتدار حاصل کرنے یہ مردار دنیا پر اپنی حکومت برقرار رکھنے کے لئے سکھوں کا خون پانی کی طرح بہایا اور انکو ہندوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر جہاں سے آیا تھا واپس چلا گیا۔ کلیوگ میں یہ قوم کو آنا تھا سب مذہبوں کو ناش کرنا تھا۔ اس مذہبی بربادی سے عیسائی ہندوستان کو کالونی بنانا چاہتے تھے مگر ناکام ہو گئے تو اب ہنستے ہنستے ان کے ہاتھ سے برما گیا سنگاپور گیا۔ ہانگ کانگ۔ ملایا۔ سیلون۔ ہندوستان۔ پاکستان گیا نہیں معلوم اس قوم سے اور کیا کیا جانے والا ہے یہ ٹوپی والے برطانیہ گریٹ ہو گئے۔ ہندو مذہب میں اس قوم کو گاک۔ میگاگ کہا گیا ہے۔ لنڈن کا گلڈ ہال ان ٹوپی والوں کی شہادت دے رہا ہے۔ یہ دونوں مجسمہ ٹوپی پہنے ہوئے خونخواروں کے ہتھیار سنبھالے ہوئے گلڈ ہال کے دروازے پر کھڑے ہیں۔

یہ بات سکھوں اور ہندوں کو روز روشن کی طرح دکھ رہی ہے کہ دھرموں کا ناش کرنے والے آئے بھی اور واپس چلے گئے اب دوبارہ سنت یگ شروع ہو رہا ہے اس ست یگ سے پہلے دنیا نے خون کی ہولی کھیلی انسانوں کے لاشوں کو درندے کھاتے کھاتے تھک گئے لاشوں کے انبار لگ گئے عورتوں کی عصمت دریاں ہوئیں چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچے جو ابھی دنیا میں آنے سے قبل ماں کے پیٹوں سے چیر کر بھالوں کے نوگوں پر لٹکایا گیا مذہبی عبادت گاہوں کو ملیا میٹ کیا گیا یہ تمام دیوانہ پن اس لئے کیا گیا کہ بے گناہ عورتوں اور بچوں کی بددعائے عذاب کو دعوت دیکر گھر سے بے گھر ملک سے غیر ملک

ہونے کے لئے گیا چنانچہ آج سے آٹھ سو سال قبل ایک بزرگ نے سکھوں سے متعلق یہ پیشنگوئی کی تھی۔

(۱) نصرانیاں کہ باشند ہندوستان سپارند
تخم بدی بکارند از فسق جا و دانہ
تقسیم ہند گردد در دو حصص ہویدا
[illegible] کنند نادان
[illegible] و بان فی الجملہ مہملانہ
قہر عظیم آید بر سزا کہ شاید
اجر خدا لباز دیک حکم قاتلانہ
مسلم شوند کشتہ افغان شوند حیراں

از دست نیزہ بندان ایک قوم ہندوانہ
از قلب پنج آبی خارج شوند ناری
قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ

ملک پنجاب سے ایک ہتھیار نیزہ رکھنے والی قوم جن کا دارالخلافہ لاہور ہے خارج کر دیا گیا اور ان کے مال و دولت پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگا صرف اس بزرگ نے نہیں لکھا ہے۔

۲- بلکہ رنجیت سنگھ کے [illegible] مہنت بابا بیر سنگھ کی بدعا کو ملاحظہ فرمایئے۔ [illegible] میں غریبوں پر ظلم ہو۔ اور حکمراں انصاف نہ کرے۔ اس حکومت کا راج تباہ ہو جاتا ہے ..... آخر میں کہا کہ ان حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسروں کا بیڑا تو پانی میں غرق ہوتا ہے۔ آپ کا خشکی میں ڈوبے گا۔ اب آٹھ بیلوں کا سہاگہ

بھرنے والا ہے۔ اس کے سامنے کوئی اینٹ یا روڑا نہیں رہ سکے گا۔

سنت بابا ہیر سنگھ جی ص۲۵

۳۔ سکھ حکومت کے لئے سکھ بیواؤں کی بد دعا شہر لاہور میں سکھ کے گھر کا ایک مٹی کا ڈھیلہ باقی نہ رہے گا۔

جواہر سنگھ کی بیوہ سات عورتیں اپنے مرد کے ساتھ ستی ہونے کے لئے جب باہرامی باغ میں ان کی پالکیاں لے گئے تو سکھوں نے راستہ میں ہی سب شبا ۔ ان سے چھین   لیں بیچاریوں کے کانوں اور ناکوں سے خون کے دو رے چل پڑے اور ان کی زبانوں پر یہ جاری تھا کہ بھائی ویر سنگھ نے چار بیلوں کا سہاگہ پھیرا ہے، اب آٹھ بیلوں کا پھرے گا۔ لاہور میں سکھوں کی ایک ڈھیم بھی نہیں رہے گی۔

سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج ص۲۷۷

ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے سکھوں میں سکھوں کی بربادی کے   سامان پیدا گئے چنانچہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بڑے بیٹے مہاراجہ کھڑک سنگھ نے اپنے بیٹے کنور نونہال سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا تو کور نہیں" پوڑے ۔ آج تونے راج برباد کر دیا۔ تونے اپنی جڑوں پر خود کلہاڑا رکھا ہے۔... اوکپوت۔ میرے باپ کے لگائے ہوئے پودے کو تونے جڑھ سے اکھاڑ دیا ہے، تیری یہ کاروائی خالصہ سلطنت کو لے ڈوبے گی یہ کہکر مہاراجہ کھڑک سنگھ بے ہوش ہو گئے۔ اور زمین پر گر پڑے۔

درسالہ گورمت پرکاش امرتسر جنوری ۱۹۶۵ء

اس وقت کلیوگ کے پانچ ہزار سال سے اوپر دن گذر گئے ہیں۔ کلی پرش انگریز ٹوپی والا ہاتھ میں جنت اور دوزخ لیکر آئے گا اور ساتھ ہی روٹیوں کے پہاڑ لائے گا۔ بھوکے اور پیاسے اس کے پاس جائیں گے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید

اور شہد سے میٹھا ہوگا انسان کو فرحت کے بجائے بے چین کردے گا جو اس کی
جنت میں جائے گا۔ خدا کے پاس دوزخ میں جائے گا جو اس کی دوزخ میں جلے
گا خدا کے پاس جنت میں جائے گا۔ وہ ایک گدھا لائے گا تو وہ گدھا آگ اور
پانی کھائے گا۔ وہ گدھا اس قدر لمبا ہوگا کہ ایک کان سے دوسرے کان تک
ستر بام لمبائی ہوگی وہ گدھا پیٹھ پر نہیں بٹھائے گا بلکہ پیٹ میں جو بندر اپنے
بچوں کو پیٹ میں بھر کر چلتی ہے ایسے چلے گا۔

یہ توحد بتوں کی باتیں تھیں اب ہندو دروالوں کی سنو

سروگنا موز لی ہندوستان کے بڑے چوٹی کے عالم اور محقق گزرے ہیں انھوں نے
ان ٹوپی والوں کو بندر کے منہ والا سر پر سینگھ رکھنے والے (دہیات) ہتھیلی میں
آنکھ رکھنے والے (دوربین) دور دراز کی باتیں سننے والا۔ راستوں پر کھمبے
کھڑے کر کے کھمبوں پر تار ڈالکر بارو سے ایک سیدھی گاڑی جو پانچ دھاتوں
کو ملا کر بنائیں گے وہ گاڑی چمکتی ہوئی ساری دنیا پر چھا جائے گی اس کے بعد
بغیر مارے خود ختم ہو جائیں گے یہ کلی برشں رہے گا اس کے بعد دھرم استھاپن
ہوگا اے سکھو نا امید مت ہو گرو نانک جی نے کہا آخر وہ دور آ ہی جائے گا
جس دور میں

چاروں کوٹ سلام کریں۔ گھر گھر صفت تمہاری